کبیرہ گناہوں کی سزاوں اور نیک اعمال کی فضیلت پر مشتمل مستند تالیف

12

کبیرہ گناہ

تالیف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

دارالابدال

کبیرہ گناہوں کی سزاؤں اور نیک اعمال کی فضیلت پر مشتمل مستند تالیف

12

کبیرہ گناہ

مؤلف

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

دارالابدال

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الیک واصحابک یا حبیب اللہ

نام	12 کبیرہ گناہ
مؤلف	ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی
موضوع	اصلاحِ اعمال
پیشکش	دارالابدال، اوکاڑا، پاکستان
رابطہ نمبر	+923177101307

DARUL ABDAAL

OKARA, PAKISTAN

فہرست ابواب کتاب

♣ گناہوں کے نقصانات
♣ والدین کے نافرمان کا انجام
♣ سود خور کا انجام
♣ شرابی کا انجام
♣ بد نگاہی کا انجام
♣ زنا کرنے کا انجام
♣ گانے سننے کا انجام
♣ حرام مال کھانے کا انجام
♣ غیبت کا انجام
♣ نماز چھوڑنے کا انجام
♣ زکوۃ ادا نہ کرنے کا انجام
♣ روزہ چھوڑنے کا انجام
♣ حج ادا نہ کرنے کا انجام
♣ توبہ کے فضائل
♣ جہنم کے احوال
♣ جنت کے اوصاف

فہرست مضامین

فہرست ابواب کتاب 2

فہرست مضامین 4

آغاز سخن 10

گناہوں کے نقصانات 11

گناہ کے دس نقصانات: 13

ہلاکت: 16

حدیث قدسی: 17

والدین کی نافرمانی کا انجام 28

حقوق میں ترتیب: 31

نافرمانوں کے لیے وعیدیں: 32

حکایات: 43

ماں کو قتل کرنے والے کا عبرتناک انجام: 46

باپ کو مارنے والے کا انجام: 54

وعظ و نصیحت: 55

والدین کے کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید 58

حکایات: 64

حضرت خضر کی زیارت: 65

جنت کا ساتھی: 66
دعائے والدین کی کرامت: 67
حکیم الامت کو عروج کیسے ملا؟ 69
والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بہترین واقعات: 70
والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے آداب اور طریقے: 74
والدین کی خدمت سے متعلق حکایات: 76
والدین کی وفات کے بعد اُن کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت: 78
بہترین نیکی: 80
چار کام: 80
خالہ کے ساتھ حسن سلوک: 81
سود خور کا انجام 82
احادیث میں سود کی مذمت: 85
رمضان میں بھی عذاب: 89
سود خور حکیم کا عبرت ناک انجام: 90
سود خور کی قبر سے دہکتی آگ نکلتی: 91
سود خور کو اژدھے نے لپیٹ میں لے لیا: 92
وعظ و نصیحت: 92
قرضہ دینے کی فضیلت: 93
شراب نوشی کا انجام 96

طلاق کا وقوع: 104
حکایت: 105
شراب بطور دوا: 106
حکایت: 107
شرابیوں پر لعنت: 109
شرابیوں کے لیے اخروی سزائیں: 110
وعظ و نصیحت: 119
احکام فقہیہ 120
بد نگاہی کا انجام 121
دوامر پسند مؤذنوں کی تباہی: 123
ایک نظر کا وبال: 124
وعظ و نصیحت: 128
زنا کا انجام 131
احادیث میں وعیدات: 132
ہمسائے کی عورت سے بدکاری کا انجام: 139
حکایات: 140
گانے سننے کا انجام 143
حکایت: 148
وعظ و نصیحت: 148

حرام مال کھانے کا انجام 150
وعظ و نصیحت: 153
غیبت کا انجام 156
نماز چھوڑنے والے کا انجام 162
جہنم کا دروازہ: 164
دین میں نماز کا مقام: 164
اعمال کس چیز سے باطل ہوتے ہیں؟ 164
سات کاموں کی تاکید: 165
بے نمازی کے قیامت میں ساتھی: 165
پتھروں سے سر کچلنا: 165
نماز نہیں چھوڑ سکتا: 166
بے ایمان کون؟ 166
بے نمازی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں: 166
بے نمازی کی سزا: 167
زنا اور قتل سے بھی بڑا گناہ: 167
وعظ و نصیحت: 168
رسول اللہ ﷺ کی دعا: 169
نماز پڑھنے کے فضائل 170
احکامہ شرعیہ: 172

نماز قضا کرنے کا انجام 175

احکامہ شرعیہ: 178

جماعت ترک کرنے کا انجام 181

نماز باجماعت کے فضائل 184

وعظ و نصیحت: 186

احکام شرعیہ: 187

جماعت ترک کرنے کے عذر: 188

زکوۃ ادا نہ کرنے کا انجام 190

حکایت: 194

وعظ و نصیحت: 195

صدقہ کرنے کی فضیلت: 196

احکام شرعیہ: 198

روزہ چھوڑنے کا انجام 201

روزہ چھوڑنے کی رخصت: 203

روزے رکھنے کی فضیلت 205

حج ادا نہ کرنے کا انجام 207

حج کی فضیلت: 208

عمرہ کرنے کی فضیلت: 212

رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت: 212

توبہ کے فضائل 213
توبہ کی فضیلت پر احادیث: 214
وعظ و نصیحت: 218
جہنم کے احوال 219
جنت کے اوصاف 226
مآخذ و مرجع 233

آغازِ سخن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو برائیوں سے دور رہنے اور نیک اعمال سرانجام دینے پر بہت زور دیا ہے۔ گویا اسلام کی تعلیمات کا نچوڑ گناہوں کو ترک کرنا اور اعمال حسنہ کو اپنانا ہے۔ مگر بد قسمتی سے گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ ہمارے معاشرے میں کئی برائیاں عروج پکڑ رہی ہیں۔ جن میں سے بارہ کبیرہ گناہوں کی نشاندہی اور اُن کی سزاؤں کو اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ اور ساتھ نیک اعمال کی فضیلت پر بھی آیات، احادیث اور اقوال وغیرہ جمع کر دیئے گئے۔ ضرورتاً حکایات اور فقہی اقوال کو بھی جگہ دی ہے۔

یہ کتاب میری زمانہ طالب علمی کی ابتدائی کاوشوں میں سے ایک ہے۔ درس نظامی کے پہلے سال میں ہی اسے مرتب کیا تھا۔ اور مآخذ و مراجع کے طور پر علمائے اہل سنت کے تراجم سے استفادہ کیا تھا۔ یہی وجہ ہے پوری کتاب میں کسی بھی جگہ کوئی عربی عبارت نہیں دی گئی۔ اور جن مترجم کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ اُن سب کے اشاعتی اداروں کی تفصیل کتاب کے آخر میں دے دی ہے۔ اس طرح ہر کتاب کے مترجم سنی عالم کی تعیین کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔ اگرچہ ہم نے الگ سے ان کی نشاندہی نہیں کی۔ قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے لیا ہے۔ ہر آیت، روایت اور حکایت کا حوالہ اس کے ساتھ ہی درج کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عام مسلمانوں کے لیے نفع بخش بنائے اور میرے ساتھ وہ تمام سنی علما جن کے تراجم سے میں نے استفادہ کیا ہے، اُن کی مغفرت فرمائے۔ آمین

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

باب نمبر 1

گناہوں کے نقصانات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کی پیدائش کا مقصد یوں بیان کیا ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ

ترجمہ کنزالایمان: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔[1]

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ میری بندگی کریں۔[2]

اے بندہ خدا! تیری پیدائش کا مقصد بیان کر دیا گیا ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتا ہوا نیک اعمال میں زندگی گزارے۔ تیری زندگی کے ایام بہت تھوڑے ہیں، عنقریب تجھے موت آئے گی اور تو اپنے رب سے جا ملے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال کی کثرت ہوئی تو اللہ کے فضل و کرم سے تجھے ایسی مسرت و شادمانی میسر ہو گی جس کو تو الفاظ میں بیان نہیں کر سکے گا۔ مگر اس کے برعکس اگر تو گناہوں بھری زندگی گزار کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوا تو تجھے ایسی ہولناک سزاؤں کے مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ جس کا تصور آتے ہی صالحین کے رونگٹے

---

(1)... الملک:2

(2)... الذریات:56

کھڑے ہو جاتے ہیں، بس تو اپنی زندگی کا رخ بدل دے، شیطان کی مخالفت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر، نفس پر سختی کرتے ہوئے خوب نیک اعمال کر اور اپنے نفس کا سختی سے محاسبہ کر۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اپنے نفسوں کا حساب کرو، اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے اور اُن کو پرکھو اس سے قبل کہ تمہیں جانچا جائے۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک دن حضرت عمر فاروق اور میں باہر نکلے تو آپ ایک باغ میں چلے گئے۔ میرے اور آپ کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ میں نے آپ کو اس طرح کلام کرتے ہوئے سنا: واہ عمر بن خطاب امیر المومنین ہے۔ بخدا تو خدا سے ڈرتا رہ، ورنہ وہ تجھے عذاب دے گا۔[2]

ایک بزرگ کے بارے منقول ہے کہ وہ اپنے نفس کا حساب کیا کرتے تھے۔ ایک دن انھوں نے اپنی زندگی کا حساب لگایا تو وہ ساٹھ سال بنی، اس کے دن گنے تو 21 ہزار 500 دن بنے۔ پھر ایک چیخ مار کر فرمایا: ہائے افسوس! بادشاہ حقیقی سے 21 ہزار 500 دنوں کے گناہوں کے ساتھ ملوں گا۔ اگر ہر روز کے دس ہزار گناہ ہوئے تو پھر کیا کروں گا؟ اس کے بعد غش کھا کر زمین پر تشریف لے آئے اور اُن کا فوراً انتقال ہو گیا۔[3]

---

(1)... احیاء العلوم، ج:4، ص:748

(2)... ایضاً، ص:749

(3)... ایضاً، ص:751

گناہ کے دس نقصانات:

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اللہ عزوجل کے اس فرمان سے ہرگز دھوکے میں نہ پڑنا:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے تو اسے بدلا نہ ملے گا مگر اس کے برابر۔[1]

کیونکہ گناہ اگرچہ ایک ہی ہو اپنے ساتھ دس بری خصلتیں لے کر آتا ہے۔

(۱) جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل کو غضب دلاتا ہے اور وہ اسے پورا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

(۲) وہ (یعنی گناہ کرنے والا) ابلیس ملعون کو خوش کرتا ہے۔

(۳) جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

(۴) جہنم کے قریب آجاتا ہے۔

(۵) وہ اپنی سب سے پیاری چیز یعنی اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے۔

(۶) وہ اپنے باطن کو ناپاک کر بیٹھتا ہے حالانکہ وہ پاک ہوتا ہے۔

(۷) اعمال لکھنے والے فرشتوں یعنی کراماً کاتبین کو ایذاء دیتا ہے۔

(۸) وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو روضہ مبارکہ میں رنجیدہ کردیتا ہے۔

---

(1)...الانعام: 160

(۹)زمین وآسمان اور تمام مخلوق کو اپنی نافرمانی پر گواہ بنالیتا ہے۔
(۱۰) وہ تمام انسانوں سے خیانت او رربُّ العالمین عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گناہوں کی کمی کے ساتھ نیک عمل کی کمی اللہ کو اس نیک عمل کی کثرت سے زیادہ پسندیدہ ہیں جو زیادہ گناہوں کے ساتھ ہو۔[2]

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان کو دنیا اور آخرت میں لوگوں کے سامنے ذلیل کرنے کے علاوہ کسی بات پر راضی نہیں ہو گا۔ اور جب کوئی بندہ رات کو گناہ کرتا ہے تو صبح کے وقت ذلت اس کے چہرے سے ظاہر ہوتی ہے۔[3]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر ظاہری و باطنی گناہ چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ

اور چھوڑ دو کھلا اور چھپا گناہ۔[4]

حضرت سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آدمی پوشیدہ طور پر ایک گناہ کرتا

---

(1)... بحرالدموع، ص:48

(2)... تنبیہ المغترین، ص:72

(3)... ایضاً۔ ص:72

(4)... الانعام:102

ہے۔ تو اس کی وجہ سے اس پر ذلت طاری ہو جاتی ہے۔[1]

حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گناہ کے چھوٹا ہونے کو نہیں بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس کی نافرمانی کر رہے ہو؟[2]

حضرت عبد اللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں چاند کی ابتدائی راتوں میں قبرستان کے پاس سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو قبر سے نکلتے ہوئے دیکھا، وہ زنجیر کھینچ رہا تھا۔ پھر میں نے دیکھا ایک اور شخص اس زنجیر کو پکڑے ہوئے ہے۔ اس دوسرے نے باہر نکلنے والے شخص کو اپنی طرف کھینچا اور اسے قبر میں لوٹا دیا۔ پھر میں نے اسے اس مردے کو مارتے ہوئے دیکھا اور مردہ کہہ رہا تھا: کیا میں نماز نہیں پڑھتا تھا؟ کیا میں جنابت سے غسل نہیں کرتا تھا؟ کیا میں روزے نہیں رکھتا تھا؟ تو اس مارنے والے نے جواب دیا: کیوں نہیں تو واقعی یہ کام کرتا تھا۔ مگر تو جب تنہائی میں گناہ کیا کرتا تھا تو اُس وقت اللہ سے نہیں ڈرتا تھا۔[3]

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں: تیرے نزدیک گناہ جتنا چھوٹا ہو گا، اتنا ہی اللہ کے نزدیک بڑا ہو گا اور تیرے نزدیک گناہ جتنا بڑا ہو گا، اتنا ہی اللہ کے نزدیک چھوٹا ہو گا۔[4]

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص ہنستے ہوئے گناہ

---

(1)... الزواجر، ج:1، ص:66

(2)... ایضاً، ص:66

(3)... ایضاً، ص:69

(4)... ایضاً، ص:63

کرتا ہے، وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہو گا۔[1]

حضرت سلیمان بن عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوا تو میں نے اسے حقیر جانا۔ پھر جب میں سویا تو مجھ سے خواب میں کہا گیا: کسی گناہ کو حقیر نہ جانو، اگرچہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ آج جو گناہ تمہارے نزدیک چھوٹا ہے، کل وہی گناہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہو گا۔[2]

ہلاکت:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چار کام ایسے ہیں جب آدمی اُن میں حد سے بڑھ جاتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے اور بھٹک جاتا ہے۔

1. جماع کی کثرت
2. شکار کی کثرت
3. جوئے بازی کی کثرت
4. گناہوں کی کثرت۔[3]

حضرت ابو محمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ابلیس پانچ وجوہ سے بد بخت ہوا:

1. وہ اپنے گناہ کا اقرار نہیں کرتا تھا۔

---

(1)... ایضاً، ص:72

(2)... ایضاً، ص:71

(3)... تنبیہ المغترین، ص:71

2. اپنے گناہ پر نادم نہ ہوا۔
3. اپنے نفس کو ملامت نہ کیا۔
4. توبہ کی طرف جلدی نہ کی۔
5. اور اللہ کی رحمت سے نااُمید ہو گیا۔[1]

حدیث قدسی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم ! میری عبادت کر، کیونکہ جو میری عبادت کرتا ہے۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اپنے بندوں کو اس کا مطیع بنا دیتا ہوں ۔کیونکہ تو نہیں جانتا کہ گزشتہ زندگی میں تونے میری کتنی نافرمانی کی اور بقیہ زندگی میں کتنی نافرمانی کرے گا، لہٰذا میرے ذکر سے غافل نہ ہو کیونکہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ میری عبادت کر کیونکہ تو بندہ عاجز اور میں رب جلیل ہوں۔ اگر بنی آدم سے تیرے دوست اور اہل محبت تیرے گناہوں کی بو پالیں اور تیرے اُن کارناموں پر مطلع ہو جائیں جنہیں میں جانتا ہوں تو تیرے ساتھ اٹھنا بیٹھنا چھوڑ دیں اور یہ ہو بھی سکتا ہے کیونکہ تیرے گناہوں کی بو روز بروز بڑھتی جا رہی ہے ، جب کہ تیری پیدائش کے دن سے ہر روز تیری عمر گھٹتی جا رہی ہے۔

اے ابن آدم! جس شخص کی کشتی ٹوٹ جائے اور وہ لکڑی کے تختے پر سوار ہو کر لوٹے اور اسے سمندر میں موجیں گھیر لیں ، تو اس کی یہ مصیبت تیری اس (یعنی گناہوں کی) مصیبت سے بڑی نہیں ہے ، لہٰذا اپنے گناہوں کا یقین کر اور نیکیوں کے

---

(1)... ایضاً

متعلق خطرہ میں رہ۔

اے ابن آدم! میں تیری طرف عافیت کی نگاہ فرماتا اور تیرے گناہوں کو چھپاتا ہوں۔ حالانکہ میں تجھ سے مستغنی ہوں جب کہ تو میرا محتاج ہونے کے باوجود میری نافرمانیوں میں مبتلا ہے۔

اے ابن آدم! تو کب تک فانی دُنیا کو آباد اور باقی رہنے والی آخرت کو برباد کرنے کی کوشش میں لگا رہے گا؟

اے ابن آدم! میری مخلوق کو دھوکا بھی دیتا ہے اور ان کی ناراضی سے ڈرتا بھی ہے۔

اے ابن آدم! اگر تمام آسمانوں اور زمین والے تیرے لئے مغفرت کی دُعا کریں تو پھر بھی تجھے اپنے گناہوں پر رونا چاہئے کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ تو کس حال میں مجھ سے ملے گا۔

اے موسیٰ بن عمران (عَلَیْہِ السَّلَام)! میں جو کہہ رہا ہوں اسے توجہ سے سنو اور میں حق ہی کہتا ہوں: میرے بندوں میں سے کوئی بندہ بھی اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک لوگ اس کے شر، ظلم، دھوکے، چغلی، سرکشی اور حسد سے بے خوف نہ ہو جائیں۔

اے موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام)! (لوگوں سے) کہہ دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔"[1]

---

(1)... المواعظ، ص:44

اے بندہ خدا! تیری سلامتی اسی میں ہے کہ تو گناہوں کو چھوڑ دے، گناہوں بھری زندگی گزارنے کے بدلے تجھے اللہ کی ناراضگی، اس کا شدید غضب، اللہ والوں کی صحبت سے محرومی، جہنم کی سزائیں اور جنت میں داخلے سے محرومی جیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جبکہ اس کے برعکس اگر تیری زندگی اطاعت خداوندی میں گزری تو پھر تجھے مبارک ہو کہ تو اللہ کے فضل و کرم سے اُن لوگوں میں شامل ہو جائے گا، جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے۔ تیری قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو گی، روز محشر کی ہولناکیاں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ نیز تیرا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، پل صراط سے تو سلامتی کے ساتھ گزر جائے گا، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہو گی، آسانی کے ساتھ جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔ اور تو اور جنت میں سب سے عظیم نعمت تو اپنے پروردگار کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔ اور یہ نعمت تمام نعمتوں سے افضل، اعلیٰ اور عظیم ہے۔ پس اس نعمت کو پانے کے لیے تو گناہوں کو چھوڑ دے۔ ہمارے اسلاف کے دلوں میں اگر کبھی گناہ کا خیال بھی داخل ہو جاتا تو وہ اپنے نفس کو سخت سزائیں دیتے اور اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتے۔ منقول ہے کہ ایک بزرگ کے نفس میں گناہ کا شوق پیدا ہوا تو وہ صحرا کی طرف نکل کھڑے ہوئے، وہاں جا کر کپڑے اتارے اور گرم ریت پر لوٹنا شروع کیا اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا:

رات کو مردار کی طرح چارپائی پر پڑے رہنے والے اور دن فضولیات میں ضائع کرنے والے نفس اس تپش کو چکھ لے۔ جہنم کی آگ تو اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر گرم ہے۔ جب تیرے لیے یہ حرارت قابل برداشت نہیں تو جہنم کی آگ کیسے برداشت

کرے گا۔[1]

صرف یہی نہیں اگر کسی سے پوری زندگی میں ایک بھی گناہ سرزد ہو گیا تو وہ اس پر اشک باری کرتے رہے اور بارگاہ خداوندی سے ہمیشہ معافی مانگتے رہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار بچپن میں گناہ سرزد ہو گیا۔ اس کے بعد آپ جب بھی نیا پیرہن سلاتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ درج کر دیتے اور اسی کو دیکھ کر اس قدر گریہ وزاری کرتے کہ غشی طاری ہو جاتی۔[2]

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام سے گزرے تو بیہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ ہوش آنے کے بعد لوگوں نے بیہوشی کا سبب پوچھا؟ تو ارشاد فرمایا: یہاں پہنچا تو مجھے یاد آیا کہ اس مقام پر میں نے ایک شخص کی غیبت کی تھی۔ لہذا مجھے اللہ کی پکڑ اور آخرت کے حساب کا خیال آگیا۔ بس اسی خوف سے میں بے ہوش ہو گیا۔[3]

حضرت عتبہ بن غلام رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے ایک دفعہ سخت سردی میں صرف ایک کرتے میں دیکھا۔ اس کے باوجود آپ کا جسم پسینہ سے شرابور تھا۔ جب اس کی وجہ دریافت کی گئی؟ تو آپ نے فرمایا: بہت عرصہ پہلے میرے ہاں مہمان آئے تو انھوں نے بلا اجازت ہمسایہ کی دیوار سے مٹی لے لی۔ چنانچہ اس دن سے آج تک جب بھی میری نظر اس پر پڑتی ہے تو میں شرمندگی سے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہوں۔

---

(1)... منہاج العابدین، ص:285

(2)... تذکرۃ الاولیاء، ص:21

(3)... نزهۃ المجالس، ج:1، ص:464

حالانکہ میرا ہمسایہ مجھے معاف کر چکا ہے۔[1]

حضرت کہمس فرماتے ہیں: میں نے ایک گناہ کیا تو چالیس سال سے اب تک اس پر رو رہا ہوں۔ وہ گناہ یہ تھا کہ میرے ایک بھائی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ایک دانگ (سکہ) سے اس کے لیے تلی ہوئی مچھلی خریدی۔ جب وہ مچھلی کھا چکے تو میں نے اپنے پڑوسی کی دیوار سے مٹی کا ٹکڑا لیا تا کہ وہ اس کے ساتھ اپنے ہاتھ دھوئیں اور میں نے اپنے پڑوسی سے اجازت نہیں لی تھی۔[2]

یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جو گناہوں سے اس طرح دور بھاگتے تھے۔ جیسے کوئی انسان خونخوار درندے سے بھاگتا ہے۔ اگر کبھی شامت نفس سے کوئی معمولی سا گناہ بھی سرزد ہو جاتا تو اس پر سالوں آنسو بہاتے اور بارگاہ خداوندی میں استغفار کرتے ہوئے زندگی گزار دیتے۔ بلکہ یہی نہیں گناہوں میں پڑنے کے خوف کی وجہ سے موت کی تمنا کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ موت کی تمنا کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں ان سے سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ میں ایسے زمانے میں چلا جاؤں۔ جس میں نیکی کرنے کا حکم اور برائی سے روکنے کا عمل نہ ہو۔[3]

حضرت عطا اسلمی رحمۃ اللہ علیہ موت کی تمنا کرتے تھے۔ حضرت عطا ارزق رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا: آپ اس چیز کی تمنا کیسے کرتے ہیں جس سے حضرت

---

(1)... تذکرۃ الاولیاء، ص:48

(2)... رسالہ قشیریہ، ص:230

(3)... تنبیہ المغترین، ص:67

علی رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ تو اس کے جواب میں حضرت عطا نے فرمایا: زندگی وہ چاہتا ہے۔ جس کی نیکی میں دن بدن اضافہ ہو۔ لیکن میرے اور آپ جیسے لوگ زندگی سے کس چیز کی امید رکھیں۔[1]

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کو کل موت آ جائے؟ تو انھوں نے جواب دیا۔ نہیں بلکہ اسی وقت (موت کو) پسند کرتا ہوں۔[2]

اے غافل انسان! ہوش میں آ جا۔ زندگی کے ایام کم ہوتے جا رہے ہیں۔ عنقریب تجھے موت آئے گی اور اندھیری قبر میں اترنا پڑے گا۔ پھر نہ پچھتاوا کام آئے گا اور نہ گزرے دن واپس آئیں، تجھے یہ غم لپٹ جائے گا کہ کاش میری زندگی گناہوں میں نہ گزرتی۔ آج جب کہ تو دنیا کی رنگینیوں میں مگن فکر آخرت سے غافل اپنے پروردگار کا غضب حاصل کر رہا ہے۔ کل جب تجھے موت اپنی آغوش میں لے لے گی۔ اُس وقت تیری آنکھ کھلے گی اور تو حسرت و ندامت، ذلت و رسوائی لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو گا۔ اُس وقت چاہے تو پروردگار تیرے گناہوں کو اپنے فضل سے معاف فرما کر سلامتی کے ساتھ تجھے جنت میں بھیج دے۔ چاہے تو عدل کرتے ہوئے تیرے گناہوں کے سبب تجھے جہنم میں ڈال دے۔ وہ بے نیاز ہے اسے کوئی پرواہ نہیں۔

---

(1)... ایضاً، ص:68

(2)... ایضاً، ص:69

تیری سلامتی اسی میں ہے کہ تو گناہوں کو چھوڑ دے۔ شیطان تیرا سب سے بڑا دشمن ہے۔ حالانکہ تو اسے اپنا خیر خواہ سمجھتا ہے۔ اُس نے تجھے دھوکا دیا اور تو دھوکے میں آگیا۔ اُس نے تیری توجہ اللہ کی رحمت کی طرف پھیر کر تجھے اس کے غضب سے بے پرواہ کر دیا اور تو نے اُس لعین کی بات مان کر گناہوں میں زندگی گزاری اور اپنے پروردگار کے غضب کو بھول گیا جو اس نے اپنے نافرمانوں پر کیا ہے۔ ہمارا رب تو اس طرح فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔[1]

اور مزید ارشاد فرمایا:

وَالْعَصْرِۙ ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

اس زمانۂ محبوب کی قسم، بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔[2]

اور عمل کے بغیر جس پروردگار سے تو نے بخشش کی اُمید لگائی ہوئی ہے۔ اُس ذات نے تو اس طرح وعدہ کیا ہے:

---

(1)... الزلزلة:8

(2)... العصر

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔[1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بخشش کا وعدہ اسے دیا ہے جو چار خوبیوں سے مزین ہو گا۔

1. وہ اپنے گناہوں سے مکمل توبہ کرے۔
2. اللہ پر ایمان لائے۔
3. اعمال صالحہ کرے۔
4. اور استقامت اختیار کرے۔

اس کے بر عکس اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا کہ میری رحمت بڑی وسیع ہے، تم گناہ کرتے جاؤ، میں بخش دوں گا۔ بلکہ مالک کائنات نے گناہوں کو چھوڑنے اور اُس سے نفرت کا حکم دیا ہے۔

اے بندہ خدا! شیطان نے تجھے دھوکا دیا ہے۔ لہذا تو ہوشیار ہو جا اور اس خبیث کی باتوں میں مت آ، ورنہ تجھے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر تجھے اپنے پروردگار کی رحمت پر اتنا بھروسہ ہے تو پھر تو گھر کیوں نہیں بیٹھ جاتا کہ تجھے گھر میں ہی رزق ملے۔ کیونکہ رزق کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہوا ہے اور بے شمار وعدے بھی کیے ہیں، حالانکہ اسے تیرے ساتھ وعدے کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

---

(1)... طہ:82

مگر یہ سب اہتمام تیری بہتری اور تجھے شیطان لعین کے دھوکوں سے بچانے کے لیے کیئے ہیں۔ مگر پھر بھی تو رزق کے معاملہ میں ہمیشہ پریشان رہتا ہے اور بہت زیادہ محنت کرتا ہے۔ کیا تو نے کبھی ایسے کسان کو دیکھا ہے؟ جس نے زمین کے اندر نہ بیج بویا ہو، نہ ہل چلایا ہو، نہ زمین کو پانی سے سیر اب کیا ہو اور کچھ عرصے بعد وہ فصل کاٹنے کے لیے جا رہا ہو۔ یقیناً ایسا کوئی نہیں دیکھا ہو گا۔ فصل وہی کاٹتا ہے جس نے بیج بھی بویا ہو اور محنت بھی کی ہو۔

لہذا تو اس مثال پر غور و فکر کر اور عقل مند بن کہ گناہوں کو چھوڑنے والا ہی عقل مند ہوتا ہے۔ میری نصیحتوں کو قبول کر اور گناہوں کو چھوڑ کر اعمال صالحہ کی طرف راغب ہو جا۔ اسی میں تیرا بھلا ہے۔ یاد رکھ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ ہلاکت کا باعث ہی بنتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُن گناہوں سے بھی اجتناب کرو، جنھیں تم حقیر سمجھتے ہو۔ کیونکہ یہ انسان پر جمع ہو کر اسے ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کی ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ جیسے کچھ لوگ ہوں، جنھوں نے کسی جنگل میں (دوران سفر) پڑاؤ کیا۔ پھر اُن کے کھانے کا وقت ہو گیا تو کچھ آدمی اِدھر اُدھر (لکڑیاں اکٹھی کرنے) نکل گئے۔ اور ایک شخص ایک لکڑی لے کر آیا۔ دوسرا ایک اور لے آیا۔ حتٰی کہ انھوں نے ایندھن کا ڈھیر لگا لیا اور آگ جلائی پھر جو کچھ اس آگ میں ڈالا، پکا لیا۔ (اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہ مل کر بہت بڑی ہلاکت کا باعث

ہو سکتے ہیں۔)[1]

حضرت سعد بن جندہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضور ﷺ جنگ حنین سے فارغ ہو کر لوٹے، تو ہم نے ایک صحراء میں پڑاؤ کیا، جہاں کوئی چیز نہیں تھی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اکٹھے ہو جاؤ، جس نے جو کوئی چیز پائی ہو لے آئے اور جسے کوئی ہڈی یا دانت ملا ہو، وہ بھی لے آئے۔ چنانچہ کچھ ہی دیر کے بعد ہم نے ایک ڈھیر اکٹھا کر لیا۔ اُس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ڈھیر کو دیکھ رہے ہو؟ پس اسی طرح آدمی پر گناہ جمع ہوتے رہتے ہیں، جس طرح تم نے اس ڈھیر کو اکٹھا کیا ہے۔ لہذا آدمی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ (اور توبہ کرتے رہنا چاہیے) کہ کسی چھوٹے گناہ کا ارتکاب کرے اور نہ بڑے کا۔ کیونکہ یہ سب اس کے خلاف شمار ہوں گے۔[2]

تاجدار کائنات ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ! حقیر سمجھے جانے والے گناہوں سے بھی بچتی رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے متعلق بھی سوال پوچھا جائے گا۔[3]

اے بندہ خدا! ذرا غور کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کیسی عمدہ مثالیں دے کر سمجھایا اور گناہوں کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ کیا تیرے لیے اپنے نبی ﷺ کے ارشادات کافی نہیں۔ قرآن و حدیث کے سوا اور کون سی شئے سے تو ہدایت حاصل

---

(1)... الترغيب و الترهيب، ج:2، ص:237

(2)... ايضاً، ص:238

(3)... ايضاً

کرے گا۔ کہاں سے صراط مستقیم کا علم حاصل کرے گا۔ تیری سب سے بڑی خیر خواہ تو اللہ ورسول ﷺ کی ذات ہے۔ پس تو ان نصیحتوں کو قبول کر اور ہدایت کے راستے پر گامزن ہو جا۔

باب نمبر2

والدین کی نافرمانی کا انجام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اُن کی نافرمانی نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حسن سلوک کا حکم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

اور اللہ کی بندگی کرو اور اُس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے مراد یہ ہے: اُن کے ساتھ بھلائی کرے اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور جواب دینے میں اُن کے ساتھ سخت کلامی نہ کرے، نہ انھیں گھور کر دیکھے اور نہ ہی اُن سے اپنی آواز بلند کرے۔ بلکہ اُن کے سامنے اپنے آپ کو یوں حقیر تصور کرے جیسے آقا کے سامنے غلام ہوتا ہے۔[2]

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ

---

(1)... النساء:36

(2)... الزواجر، ج:2، ص:248

اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا(۲۳) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن (چھوٹی عمر) میں پالا۔[1]

شیخ الاسلام امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے بعض الفاظ کی توضیح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وَ بِالْوٰلِدَیْنِ اِحْسٰنًا" یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا اور اس سے مراد نیکی، شفقت، نرمی، محبت اور ان کی رضا کی کوشش کرنا ہے۔

"فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ" یعنی انہیں اف تک کہنے سے بھی منع فرمایا کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی ایذا ہے یہاں تک کہ تکلیف کی کم از کم صورت سے بھی منع فرما دیا۔ چنانچہ، سیّدِ عالم، نُورِ مجسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اگر لفظِ "اُفٍّ" سے کم تکلیف والا کوئی کلمہ ہوتا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے بھی منع فرما دیتا، پس نافرمان جو بھی عمل کرے جنت میں داخل نہ ہو گا اور فرمانبردار جو چاہے کرے جہنم

---

(1)... بنی اسرائیل: 23 تا 24

میں داخل نہ ہو گا۔

''وَ قُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا'' اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حکم دیا کہ ان سے نرم لہجے میں بات کی جائے یعنی نرم بات جو مہربانی اور نرمی پر مشتمل ہو اور جہاں تک ممکن ہو ان کی مرضی، رجحان اور خواہش کی موافقت کا خیال رکھے خصوصاً اُن کے بڑھاپے میں کیونکہ بوڑھا شخص بچے کی طرح ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس پر کم عقلی اور خیالات کی خرابی غالب آ جاتی ہے، پس وہ بری چیز کو اچھا اور اچھی چیز کو برا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ جب بُڑھاپے کی حالت میں بھی تم سے ان کی نگہداشت اور انتہائی مہربانی کا مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ کہ عقل کے موافق ذرائع سے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں تو اس حالت کے علاوہ میں ان کی نگہداشت کرنا بدرجہ اَولیٰ ضروری ہو گا۔

''وَ اخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ'' نرم گفتگو کا حکم دینے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان سے بات کرنے میں سراپا عاجزی بن جا یعنی اپنے آپ کو ذلیل سمجھ کر، خشوع و خضوع اور عاجزی وانکساری کرتے ہوئے ان کے ساتھ کلام کرے اور جو کلام ان سے صادر ہو (یعنی اگر وہ برا بھلا کہیں تو) اسے برداشت کرے اور ان پر یہ ظاہر کرے کہ وہ ان سے نیکی کرنے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں انتہائی کوتاہی سے کام لے رہا ہے جس کے سبب وہ انتہائی ذلیل و حقیر ہے اور وہ اسی حالت پر رہے یہاں تک کہ ان کا دل مطمئن ہو جائے اور وہ اس سے دلی طور پر راضی ہو جائیں اور اسے اپنی رضامندی اور دعاؤں سے نوازیں۔

اسی وجہ سے اس کے بعد اسے حکم دیا گیا: ''وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ

صَغِيۡرًا ''یعنی ان کے لئے دعا کرے کیونکہ ان کی سابقہ خدمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ان کے لئے دعا کریں، لہٰذا اگر والدین اور اولاد میں برابری بھی فرض کرلی جائے تب بھی اولاد ان کے حق میں دعا مانگ کر انہیں بدلہ دے ورنہ دونوں (یعنی والدین اور اولاد) کے مراتب میں بہت فرق ہے۔ اور برابری بھی کیسے تصور کی جاسکتی ہے؟ حالانکہ وہ تمہاری تکلیف اور کمزوری کا بوجھ برداشت کرتے رہے، تمہاری تربیت میں عظیم مشقت اٹھائی، تمہاری زندگی اور سعادت کی امید رکھتے ہوئے تم پر حد درجہ احسان کرتے رہے لیکن اگر تمہیں ان کی تکالیف کا بوجھ اٹھانا پڑا تو ان کی موت کی آرزو کرنے لگو اور ان کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے اُکتا جاؤ اور ماں تو اس سے بھی زیادہ تکلیف برداشت کرتی اور زیادہ صبر کرتی ہے مزید یہ کہ اس کی عنایت اور شفقت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ حمل، وضعِ حمل، ولادت، دودھ پلانے اور راتوں کو جاگنے کی تکلیف اٹھاتی ہے نیز گندگی اور نجاست سے آلودہ ہوتی ہے۔ اپنے بچے کو صاف جگہ پر لٹاتی اور آسائش مہیا کرتی ہے۔ آپ صَلَّى الله تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ماں کے ساتھ نیکی کرنے پر 3 بار اور باپ کے ساتھ نیکی کرنے پر ایک بار اُبھارا۔[1]

حقوق میں ترتیب:

ایک شخص پیارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور پوچھا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں ہے۔ اُس نے دوبارہ عرض کیا: ان کے بعد کون ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: تمہاری

(1)... الزواجر، ج:2، ص:248 تا 250

ماں۔ اس نے تیسری بار پھر پوچھا: ان کے بعد کون؟ تو آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اُس شخص نے پھر پوچھا: اُن کے بعد کون ہے؟ اس بار پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا باپ۔ پھر قریبی کا زیادہ حق ہے۔ پھر جو اُس کے بعد قریبی ہو۔[1]

نافرمانوں کے لیے وعیدیں:

عصر حاضر میں اولاد کا برتاؤ والدین کے ساتھ بہت بُرا ہے۔ اُن کے مقام کو گرادیا گیا ہے۔ اُن کے حقوق کو پامال کیا جارہا ہے۔ اُن کی قدرو منزلت کو بھول گئے ہیں۔ دنیا کی محبت میں مگن اور شیطان کے جالوں میں پھنسی ہوئی اولاد نے والدین کی عزت کرنا چھوڑ دی ہے۔ والدین کو آنکھیں دیکھانا، سخت لہجے میں بات کرنا، اُن کی نافرمانی کرنا تو عام بات ہو گئی ہے۔ والدین کے نافرمانوں کے لیے سخت وعیدیں ہیں۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمھیں آگاہ کر رہا ہوں کہ تین گناہ سب سے بڑے گناہ ہیں۔

1. کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا۔
2. والدین کی نافرمانی کرنا۔
3. اور جھوٹی گواہی دینا۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پیارے آقا ﷺ اس وقت ٹیک لگا

---

(1)... صحیح بخاری، ج:3، الرقم:909

کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر اس بات کو اتنی مرتبہ بیان کیا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش! آپ کی طبیعت کا جلال کم ہو جائے۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضور ﷺ نے ان گناہوں کو کبیرہ قرار دیا ہے۔ کسی کو اللہ کا شریک سمجھنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتل ناحق کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔[2]

پیارے آقا ﷺ نے اہل یمن کی طرف خط لکھا۔ جس میں ارشاد فرمایا: قیامت کے نزدیک کبیرہ گناہوں میں بڑے بڑے گناہ یہ ہوں گئے۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، مسلمان کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے روز جہاد فی سبیل کے میدان سے بھاگنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاکدامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود خوری اور یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانا۔[3]

حضور تاجدار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت کی خوشبو پانچ سو سالہ راہ کی مسافت سے سونگھی جا سکے گی، مگر نیکی کر کے جتانے والا، ماں باپ کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا اس کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گئے۔[4]

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین طرح کے ایسے بد قسمت لوگ ہیں جن کی اللہ نفلی اور فرضی عبادت قبول نہیں فرماتا۔ والدین کا نافرمان، احسان جتانے والا

---

(1)... ایضاً، الرقم:168

(2)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:167

(3)... الترغیب الترہیب، ج:2، ص:250

(4)... ایضاً، ص:251

اور تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنے والا۔[1]

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام گناہوں میں سے جس کو چاہتا ہے قیامت کے دن تک مؤخر کر دیتا ہے۔ (یعنی دنیا میں سزا نہیں دیتا) سوائے والدین کی نافرمانی کرنے والے کے۔ ایسے شخص کو اسی دنیا میں ہی مرنے سے پہلے لازمی سزا دے دیتا ہے۔[2]

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ ایک آدمی آکر عرض کرنے لگا: ایک نوجوان عالم نزع میں ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھ مگر وہ پڑھ نہیں سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا وہ نماز پڑھتا تھا۔ آنے والے فرد نے کہا: جی ہاں، تو پیارے آقا ﷺ اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ اس نوجوان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: لا الہ الا اللہ کہو۔ اس نے عرض کیا: میں نہیں کہہ سکتا۔ استفسار کیا: کیا وجہ ہے؟ کسی نے عرض کی یہ اپنی ماں کی نافرمانی کرتا تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے استفسار کیا: کیا اس کی والدہ زندہ ہے؟ لوگوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا: اسے بلا لاؤ۔ والدہ کو بلایا گیا۔ وہ حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر بہت بڑی آگ بھڑکائی جائے اور تمہیں کہا جائے کہ اگر تم اس کی سفارش کرو تو ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں ورنہ اس آگ میں اسے جلا ڈالیں گے تو کیا تم اس کی سفارش کرو گی؟ (یا

---

(1)... ایضاً

(2)... ایضاً، ص:253

جل جانے دو گی؟) ماں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ تب تو میں ضرور سفارش کروں گی۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اللہ کو اور مجھے گواہ بنا کر کہو کہ تم اس سے راضی ہو گئی۔ وہ کہنے لگی: یا اللہ میں تجھے اور تیرے رسول ﷺ کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گئی ہوں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے کہو لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك لہ و اشھدان محمد عبدہ رسولہ۔ نوجوان نے یہ الفاظ کہے تو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے جس نے میرے وسیلہ سے اس نوجوان کو دوزخ سے بچالیا۔[1]

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے والدین کے نافرمان پر لعنت فرمائی ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس پر جو اپنے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی پر لعنت فرمائی جو اپنی ماں کو گالی دیتا ہے۔[2]

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بندہ جب اپنے والدین کا نافرمان ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جلد ہلاک کرتا ہے تاکہ اسے جلدی عذاب دے۔[3]

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے موسی علیہ السلام! اپنے والدین کی عزت و احترام کریں۔ کیونکہ جو شخص اپنے والد کی عزت کرتا ہے۔ اس کی عمر میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اسے ایسی اولاد دی جاتی ہے جو اس کی عزت کرے گی اور جو

---

(1)... ایضاً، ص:253

(2)... الکبائر، ص:69

(3)... ایضاً، ص: 70

آدمی اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے۔ اس کی عمر کم ہو جاتی ہے اور اسے ایسی اولاد دی جاتی ہے جو اس کی نافرمان ہوتی ہے۔[1]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! جس نے والدین کی فرمانبرداری کی اور میری نافرمانی کی، میں اسے نیک لوگوں میں لکھ دیتا ہوں۔ مگر جو میرا فرمانبردار ہونے کے باوجود والدین کا نافرمان ہو میں اسے نافرمانوں میں لکھ دیتا ہوں۔[2]

تاجدار کائنات، شہنشاہ موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے معراج کرایا گیا، اس رات میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو آگ کی شاخوں میں لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے والدین کو بُرا بھلا کہتے تھے۔[3]

ایک روایت میں ہے کہ جب ماں باپ کے نافرمان شخص کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے دباتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تین قسم کے لوگوں کو ہو گا۔ ایک مشرک، دوسرا زانی اور تیسرا والدین کا نافرمان۔[4]

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: والدین کی نافرمانی کیا ہے؟ آپ

---

(1)... ایضاً، ص:72

(2)... مکاشفۃ القلوب، ص:562

(3)... الکبائر، ص:73

(4)...ایضاً

نے فرمایا: اگر اس کے ماں باپ اس کے حوالے سے قسم کھائیں تو وہ ان کی قسم کو پورا نہ کرے اور جب اسے کسی بات کا حکم دیں تو ان کی فرمانبرداری نہ کرے اگر اس سے کچھ مانگیں تو وہ اس کو نہ دے اور جب وہ اس کے پاس امانت رکھیں تو وہ اس میں خیانت کرے۔[1]

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک صاحب نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت عالی میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہر روز پانچ نمازیں پڑھتا ہوں، اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ یہ سن کر پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اس حالت پر فوت ہوا قیامت کے دن وہ نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اس طرح ہو گا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر دیکھایا۔ بشرطیکہ والدین کی نافرمانی نہ کرتا ہو۔[2]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔[3]

تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی رضا والدین کی رضا میں اور اللہ کی ناراضی والدین کی ناراضی میں ہے۔[4]

---

(1)... ایضاً، ص:70

(2)... الترغیب الترہیب، ص:252

(3)... الزواجر، ج:2، ص:92

(4)... کتاب البروصلہ، ص:92

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس مسلمان کے والدین ہوں اور وہ ان دونوں کے ساتھ احسان کرنے والا ہو تو اس کے لیے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یعنی جنت کے اور اگر ایک ہو تو ایک اور اگر کوئی شخص اپنے والدین میں سے کسی ایک کو ناراض کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک وہ اپنی ماں یا باپ کو راضی نہیں کرتا۔ ایک شخص نے کہا: اگرچہ والدین نے اس پر ظلم کیا ہو؟ انھوں نے فرمایا: اگرچہ انھوں نے اس پر ظلم کیا ہو۔[1]

نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی نماز قبول نہیں کی جاتی جس کے ماں باپ اس سے ناراض ہوں اور وہ اس پر ظلم کرنے والے نہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ "ایک شخص بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ "تو آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جاؤ اور اپنے باپ کو لے کر آؤ۔ "اتنے میں حضرت سیِّدُنا جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام بھیجا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ "جب وہ بوڑھا شخص آئے تو اس بات کے متعلق اس سے دریافت فرمائیں جو اس نے اپنے دل میں کہی اور جسے اس کے کانوں نے بھی نہ

---

(1)... ایضاً، ص:93

(2)... ایضاً، ص:95

سنا۔"

جب بوڑھا شخص حاضر ہوا تو حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: "آپ کے بیٹے کا کیا معاملہ ہے؟ وہ شکایت کر رہا ہے کہ آپ اس کا مال لینا چاہتے ہیں؟" اس نے عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اس سے پوچھئے کہ کیا میں نے وہ مال اس کی پھوپھیوں، خالاؤں اور اپنے آپ پر خرچ نہیں کیا؟ "تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "ٹھیک ہے (لیکن) مجھے وہ بتاؤ جو تم نے اپنے دل میں کہا اور تمہارے کانوں نے بھی نہ سنا۔ "بوڑھے نے عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اللہ عَزَّوَجَلَّ یقینا ہمیں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی برکت کا وافر حصہ عطا فرمائے گا، میں نے اپنے دل میں ایک ایسی بات کہی جو میرے کانوں نے بھی نہ سنی۔ "ارشاد فرمایا: "اب تم بولو اور میں سنتا ہوں۔" عرض کی: "میں نے (اشعار میں) یہ کہا تھا:

(۱)۔۔۔ میں نے بچپن میں تیری پرورش کی اور جوانی تک تجھ پر احسان کیا، جو تیری خاطر کماتا تُو اسی کے کھانے پینے میں لگاتار مشغول رہا۔

(۲)۔۔۔ جب رات نے بیماری میں تجھے کمزور کر دیا تو میں تیری بیماری کی وجہ سے رات بھر بے قراری کی حالت میں بیدار رہا۔

(۳)۔۔۔ گویا تیری جگہ میں اس مرض کا شکار تھا جس نے تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا جس کے سبب میری آنکھیں تھمنے کا نام نہ لیتی تھیں۔

(۴)۔۔۔ میرا دل تیری ہلاکت سے ڈر رہا تھا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

(۵)... جب تو بھر پور جوانی کی عمر کو پہنچا جس کی میں عرصۂ دراز سے تمنا کر رہا تھا۔

(٦)... تو تُو نے میرے احسان کا بدلہ انتہائی سختی کی صورت میں دیا گویا پھر بھی تو ہی احسان اور مہربانی کرنے والا ہے۔

(٧)... اور تو نے میرے باپ ہونے کا لحاظ تک نہ کیا بلکہ ایسا سلوک کیا جیسے پڑوسی پڑوسی کے ساتھ کرتا ہے۔

(٨)... آپ اسے (یعنی میرے بیٹے کو) ہر وقت میری مخالفت پر تیار پائیں گے گویا اسے اہلِ حق کا انکار کرنے پر ہی مقرر کیا گیا ہو۔

حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پس اسی وقت سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے بیٹے کا گریبان پکڑ کر کھینچا اور ارشاد فرمایا: ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔'' [1]

نیکی پر اُبھارتے ہوئے اور نافرمانی اور اس کے وبال سے ڈراتے ہوئے کسی نے کتنا خوب صورت کلام فرمایا اور اس بات پر آگاہ کیا کہ والدین کی نافرمانی انسان کو مرتبۂ کمال سے نیچے گرا دیتی ہے اور ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں پہنچا دیتی ہے:

اے انتہائی اہم حقوق کو ضائع کرنے والے! اے نیکی کو نافرمانی سے بدلنے والے! اے اپنے فرائض کو بھول جانے والے! اے اپنے سامنے موجود چیزوں سے غافل! والدین کے ساتھ نیکی کرنا تم پر قرض ہے اور اس کا ادا کرنا تم پر لازم ہے جبکہ تم انتہائی نازیبا انداز میں اس سے چھٹکارے کی کوششوں میں مشغول ہو، اپنے گمان میں جنت

---

(1)... الزواجر، ج:2، ص:260

تلاش کر رہے ہو حالانکہ وہ تو تمہاری اس ماں کے قدموں تلے ہے جس نے تمہیں نو مہینے اپنے پیٹ میں اٹھایا جو نو سال کی طرح تھے اور تمہاری پیدائش کے وقت روحوں تک کو پگھلا دینے والی تکلیف برداشت کی، تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری خاطر اپنی نیند ترک کر دی، اپنے ہاتھ سے تم سے نجاست دور کی، خوراک کے معاملے میں تمہیں اپنی ذات پر ترجیح دی اور اپنی گود کو تمہارے لئے بچھونا بنائے رکھا، تمہیں سہارا مہیا کیا، اگر تمہیں کوئی بیماری یا شکایت لاحق ہوئی تو اسے حد درجہ افسوس ہوا، غم واندوہ طوالت اختیار کر گیا، طبیب (یعنی ڈاکٹر) کی خدمات حاصل کرنے کے لئے اپنا مال خرچ کیا اور اگر اسے تمہاری زندگی اور اس کی اپنی موت کے درمیان اختیار دیا جائے تو وہ تمہاری زندگی کو ترجیح دے گی۔ کتنی ہی مرتبہ تم نے اس سے برا سلوک کیا پھر بھی اس نے تمہارے لئے ظاہری و پوشیدہ طور پر توفیق کی ہی دعا کی۔ اب جب بڑھاپے میں وہ تمہاری محتاج ہو گئی تو تم نے اسے ایک حقیر چیز سمجھ لیا، تم نے خود تو پیٹ بھر کر کھا پی لیا جبکہ وہ بھوکی پیاسی ہی رہی، تم نے احسان کرنے میں اس پر اپنے اہل و عیال کو مقدم کیا اور اس کے احسانات کو بھول گئے، تمہیں اس کی خدمت مشکل معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ آسان ہے، تمہیں اس کی عمر لمبی معلوم ہوتی ہے جبکہ وہ مختصر ہے اور تم نے اسے چھوڑ دیا ہے جبکہ اس کا تمہارے سوا کوئی مددگار نہیں۔

تمہاری یہ حالت ہے حالانکہ تمہارے مالک عَزَّوَجَلَّ نے تو اس کے سامنے اُف کہنے سے بھی منع فرمایا ہے اور اس کے حقوق کے بارے میں تمہیں ڈانٹا ہے، عنقریب دنیا میں تمہیں تمہارے بیٹوں کی نافرمانی کے ساتھ سزا دی جائے گی اور آخرت میں بارگاہِ ربوبیت کے کرم سے دور فرما کر سزا دی جائے گی اور وہ تمہیں زجر و توبیخ کرتے ہوئے

ارشاد فرمائے گا:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔[1]

(۱)... کاش! تو جان لیتا کہ تجھ پر اپنی ماں کا کتنا زیادہ حق ہے، تیرا بہت سے حقوق کو ادا کرنا اس کے ایک حق کے مقابل کم ہے۔

(۲)... کتنی ہی راتیں ایسی ہیں جو اس نے تیری بیماری کی وجہ سے جاگ کر گزاریں کہ دردوالم بھی اس کے سوزشِ غم کی شکایت کرنے لگے۔

(۳) ... کاش! تو جان لیتا کہ تیری پیدائش میں اس نے کتنی مشقت برداشت کی، جس کے ایک ہی جھٹکے سے دل اُڑ جاتے ہیں۔

(۴)... کتنی ہی بار اس نے اپنے ہاتھ سے تجھ سے نجاست وغلاظت دُور کی اور اس کی گود تیرے لئے بستر تھی۔

(۵...(کسی چیز کی تو اس سے شکایت کرتا تو وہ تجھ پر اپنی جان تک قربان کر دیتی اور اس کی چھاتیاں تیرے لئے صاف وشفاف مشروب تھیں۔

(۶)... تیری صغر سنی میں کتنی ہی بار وہ خود بھوکی رہی اور محبت وشفقت سے اپنا کھانا بھی تجھے عطا کر دیا۔

(۷)... افسوس ہے اس پر جو عقل رکھنے کے باوجود خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی کرتا ہے اور افسوس ہے اس پر بھی جو سر کی آنکھیں تو رکھتا ہے لیکن نگاہ

---

(1)... ال عمران:182

بصیرت (یعنی دل کی آنکھوں) سے محروم ہے۔

(۸)۔۔۔ خبر دار! اس کی خلوص سے بھرپور دعاؤں میں رغبت رکھ، کیونکہ تو اس کی دعاؤں کا محتاج ہے۔[1]

حکایات:

حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ دوران سفر میں ایک محلے میں ٹھہرا، اُس محلے کے ایک طرف قبرستان تھا۔ جب نماز عصر کے بعد کا وقت ہوا تو قبرستان میں ایک قبر شق ہو گئی۔ اُس میں سے ایک آدمی بر آمد ہوا، اُس کا سر گدھے کا تھا اور باقی جسم انسان کا۔ اس نے تین مرتبہ گدھے کی سی آواز نکالی۔ پھر اُس پر قبر برابر ہو گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت اُون یا بال کات رہی ہے۔ ایک خاتون مجھ سے کہنے لگیں: اس بڑھیا کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ خاتون نے جواب دیا: یہ (قبر سے نکلنے والے) اس شخص کی ماں ہے۔

میں نے پوچھا: اس کا واقعہ کیا ہے؟ خاتون کہنے لگی: وہ آدمی شراب پیا کرتا تھا، شام کو جب گھر آتا تو اُس کی ماں کہتی تھی۔ بیٹے اللہ کا خوف کر کب تک تو یہ شراب پیتا رہے گا؟ تو یہ اسے جواب دیا کرتا تھا تو تو بس ہینگتی رہتی ہے جیسے گدھا ہینگتا ہے۔ خاتون نے مزید بتایا کہ یہ شخص عصر کے بعد مرا تھا۔ تو اب روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر شق ہو جاتی ہے۔ یہ باہر نکل کر تین مرتبہ ہینگتا ہے۔ پھر قبر اس پر برابر ہو جاتی ہے۔

---

(1)... ایضاً، ص:267

اس واقعہ کو امام اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور امام اصبہانی کہتے ہیں: حضرت ابو العباس اصم رحمۃ اللہ علیہ نے نیشاپور میں حفاظ حدیث کی موجودگی میں یہ واقعہ بیان کیا تو کسی نے انکار نہیں کیا۔[1]

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ صحراء میں مجھے شام ہو گئی، دور سے مجھے خانہ بدوشوں کے دو گھر دکھائی دیئے، جو بالوں کے بنے ہوئے خیمے تھے۔ میں اُن گھروں کی طرف چلا آیا۔ یہاں تک کہ اُن کے صحن میں آکر اپنی اونٹنی بٹھادی۔ سلام کیا تو اندر سے دو خواتین نکلیں، ایک نوجوان تھی اور دوسری بوڑھی۔ میں نے اُن سے کہا: کہ رات کا کھانا اور رات بسر کرنے کی جگہ مل جائے گی؟ انھوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم نہ ہمارے پاس کھانا ہے اور نہ اس وادی میں ہمارا کوئی مال، بکری، اونٹ اور گدھا ہے۔ میں نے کہا: تو پھر تم یہاں کیسے جی رہی ہو؟ وہ کہنے لگیں: اللہ توکل، نیک لوگوں کی توجہ اور یہاں سے گزرنے والے قافلوں اور راہگیروں کے سہارے زندگی بسر ہو رہی ہے اور گزراوقات ہو جاتی ہے۔

جب رات کا کچھ حصہ گزرا، لوگ آرام کی آغوش میں چلے گئے، ماحول اور فضاء پر سکون ہوئی تو رات کے سناٹے میں میں نے گدھے کے ہنہنانے کی آواز سنی اور اللہ کی قسم میں مسلسل یہ آواز سنتا رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور اس کی وجہ سے ساری رات میری آنکھ نہ لگ سکی۔ صبح میں گھر سے نکلا اور جہاں سے رات بھر گدھے کی آواز آتی رہی۔ اُدھر کو پیدل چل دیا۔ وہاں ویرانے میں میں نے ایک قبر پائی۔ جس میں سے ایک

(1)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:253

گدھے کی گردن ظاہر ہے، اُس کی آنکھوں کے اوپر مٹی پڑی ہوئی اور باقی دھڑ بھی مٹی میں غائب ہے۔ صرف اُس کے دونوں کان اور پشت ظاہر اور ننگی تھی۔

میں یہ منظر دیکھ کر ڈر گیا اور وہاں سے واپس خیمے میں اُن خواتین کے ہاں لوٹ آیا اور میں نے اُن سے پوچھا: مجھے بتاؤ اس قبر میں اس گدھے کا قصہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: اگر آپ اس کے متعلق سوال نہ کریں تو کیا نقصان ہے؟ میں نے کہا: اب تو میں پوچھ کر ہی رہوں گا۔ تو اُس نوجوان لڑکی نے بتایا: بخدا وہ میرا شوہر تھا اور اللہ کی قسم وہ اس عورت کا بیٹا ہے اور اللہ کی قسم وہ گدھا جس کی آواز آپ نے رات کے آغاز سے صبح تک سنی وہی ہے۔ یہ شخص اپنی ماں کا بہت زیادہ نافرمان تھا، اتنا نافرمان کہ پوری دنیا میں اس جیسا اپنی والدہ کا نافرمان تو نے کوئی نہ دیکھا ہوگا۔ اس کی ماں جب بھی اس کو کسی برے کام سے منع کرتی تو وہ کہتا: چلی جاؤ اور گدھے کی طرح ہنہناتی پھرو۔ تو اس کی ماں کہتی اللہ تجھے گدھا بنائے (مجھے گدھی کہنے والے) پس جب وہ مرا اور ہم نے اسے وہاں دفن کر دیا جہاں آپ دیکھ آئے ہیں اور ہمیں قسم ہے اس اللہ کی جس نے ہمیں اس وادی میں اتارا۔ یہ گدھا وہ آدمی ہے۔ (جو میرا شوہر اور اس خاتون کا بیٹا ہے۔)[1]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک کام کے ارادے سے نکلا تو دورانِ سفر راستہ میں ایک گدھے نے اچانک زمین سے اپنی گردن نکالی اور میری طرف منہ کرکے تین دفعہ اس نے آواز نکالی، پھر زمین میں چھپ گیا۔ جس وقت میں اُن لوگوں کے پاس پہنچا جن سے مجھے ملنا تھا تو وہ مجھ سے پوچھنے لگے: کیا بات ہے ہم آپ کا رنگ کیوں اڑا ہوا دیکھ رہے ہیں؟ میں نے اُن کو راستہ میں پیش آنے والا واقعہ

---

(1)... كتاب البروصلة، ص:104

سنایا۔ تو انھوں نے کہا: آپ کو معلوم نہیں وہ گدھا کون ہے؟ میں نے جواب دیا: نہیں۔

انھوں نے کہا: وہ اس قبیلہ کا لڑکا ہے۔ یہ سامنے خیمے کے اندر اس کی ماں ہے اور اس کا قصہ یہ ہے کہ اس لڑکے کی ماں زندگی میں جب بھی اس کو کسی کام کے لیے کہتی تو وہ اپنی ماں کو گالی دے کر کہتا تو گدھی ہی ہے۔ پھر اس کو ستانے کے لیے اس کے سامنے گدھے کی طرح آوازیں نکالتا اور اس کو دکھ پہنچاتا تھا اور ماں کے سامنے آوازیں نکالتے ہوئے کہتا: ہاہاہاہا۔

پھر وہ مر گیا اور ہم نے اسے اس گڑھے میں دفن کر دیا۔ پس وہ دن جائے اور آج کا دن آئے۔ وہ مسلسل اسی وقت میں جس میں ہم نے دفن کیا تھا۔ ہر روز اپنا سر قبر سے باہر نکالتا ہے اور خیمے کی طرف منہ کر کے تین دفعہ گدھے کی طرح ہنہناتا ہے اور پھر دوبارہ قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔[1]

ماں کو قتل کرنے والے کا عبرتناک انجام:

حضرت سیدنا جعفر بن سلیمان علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں، حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار نے فرمایا: "ایک مرتبہ حج کے موسم میں، مَیں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی اتنی کثرت تھی کہ انہیں دیکھ کر تعجب ہوتا تھا۔ میرے دل میں یہ خواہش اُبھری کہ کاش! کسی طرح مجھے معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں میں سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کون مقبول ہے تاکہ میں اس کو مبارکباد دوں اور جس کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ مردود ہے او راللہ

---

(1)... ایضاً، ص:105

عزوجل کی بارگاہ میں اس کاحج قبول نہیں تو اس کو نیکی کی دعوت دوں اور اس کے لئے دعا کروں۔

جب رات کو میں سویا تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا:"اے مالک بن دینار !تُو حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے بارے میں فکر مند ہے ؟تو سن !اس مرتبہ اللہ عزوجل نے ہر چھوٹے بڑے ، مرد وعورت ، سفید وسیاہ رنگت والے ، عربی وعجمی الغرض ہر حج اور عمرہ کرنے والے کو بخش دیا ہے لیکن ایک شخص کی مغفرت نہیں کی گئی، اللہ عزوجل کا اس شخص پر بہت زیادہ غضب ہے اور اللہ عزوجل اس سے ناراض ہے۔اس کا حج قبول نہیں کیا گیا بلکہ اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔"

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"اس خواب کے بعد میری جو حالت ہوئی اسے اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔"میں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ مغضوب شخص شاید مَیں ہی ہوں اور اللہ عزوجل مجھ سے ناراض ہے۔ میں بہت پریشان رہا۔ سارا دن اسی غم اور فکر میں گزر گیا پھر دوسری رات تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگی تو پھر مجھے اسی طرح کا خواب نظر آیا اور ایسی ہی غیبی آواز سنائی دی، پھر کہا گیا:"اے مالک بن دینار !تُو وہ نہیں جس کا ذکر کیا جا رہا ہے بلکہ وہ تو خراسان کا ایک شخص ہے جو بلخ شہر میں رہتا ہے، اس کا نام محمد بن ہرون بلخی ہے۔اللہ عزوجل اس سے شدید ناراض ہے، اس کا حج مردود ہے اور اس کے منہ پر مار دیا گیا ہے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"میں صبح خراسان سے آئے ہوئے حاجیوں کے قافلے میں گیا انہیں سلام کیا اور ان سے پوچھا:"کیا تم میں بلخ شہر کے حجاج موجود ہیں ؟"انہوں نے کہا:"ہاں !ہم میں بلخ کے کئی حاجی موجود

ہیں۔ میں نے پھر پوچھا: "کیا تم میں کوئی محمد بن ہرون بلخی ہے؟" انہوں نے کہا: "مرحبا! اس نیک شخص کو کون نہیں جانتا، اس سے بڑھ کر عابد وزاہد پورے خراسان میں کوئی نہیں۔

(حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ) مجھے ان لوگوں کی زبانی اس کی تعریف سن کر بڑا تعجب ہوا کیونکہ خواب میں معاملہ اس کے برعکس تھا۔ بہرحال میں نے ان سے پوچھا: "اس وقت وہ کہاں ہو گا؟" لوگوں نے کہا: "وہ چالیس سال سے مسلسل روزے رکھ رہا ہے اور ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے، اگر تم اسے تلاش کرنا چاہتے ہو تو مکہ مکرمہ کے کسی ٹوٹے پھوٹے مکان میں تلاش کر و وہ ایسی ہی جگہوں میں قیام کرتا ہے۔

ان لوگوں سے یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد میں مکہ شریف کے ویران علاقے کی طرف گیا اور اس ابن ہرون کو ڈھونڈنے لگا۔ بالآخر ایک دیوار کے پیچھے میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ میں نے جان لیا کہ یہی ابن ہرون ہے۔ اس کی حالت یہ تھی کہ اس کا سیدھا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کر کے زنجیر ڈال دی گئی تھی۔

ابن ہرون نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو زنجیر کی مدد سے گردن سے لٹکایا ہوا تھا۔ اسی طرح اس نے اپنے قدموں میں بھی بیڑیاں ڈال رکھی تھیں اور وہ مشغولِ عبادت تھا۔ جب اس نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: "اے اللہ عزوجل کے بندے! تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟" میں نے کہا: "میرا نام مالک بن دینار (علیہ رحمۃ اللہ الغفار) ہے اور مَیں بصرہ کا رہنے والا ہوں۔

"وہ کہنے لگا:" اچھا! تم وہی مالک بن دینار (علیہ رحمۃ اللہ الغفار) ہو جن کی علمیت اور زُہد و تقوی کے ڈنکے پورے عراق میں بج رہے ہیں۔" میں نے کہا:" عالم تو اللہ عزوجل کی ذات ہے اور زاہد وعابد حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید ہیں، وہ اگر چاہیں تو خوب عیش و عشرت سے زندگی گزار سکتے ہیں لیکن بادشاہت کے باوجود انہوں نے زُہد و تقوی اختیار کیا اور دنیا سے بے رغبتی ان کے اندر بدرجہ اَتم پائی جاتی ہے، ہمیں تو دنیاوی نعمتیں میسر ہی نہیں اس لئے ان سے دور ہیں۔

اُس نے مجھ سے کہا:" اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم میرے پاس کس لئے آئے ہو؟ اگر تم نے میرے بارے میں کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرو۔" میں نے کہا:" مجھے تمہارے سامنے وہ خواب بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔" تو وہ کہنے لگا:" اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تم نے جو خواب دیکھا ہے وہ بیان کرو اور مجھ سے شرم نہ کرو۔

(حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ) بالآخر مَیں نے اسے اپنا خواب سنایا۔ خواب سن کر وہ کافی دیر تک روتا رہا، پھر کہنے لگا:" اے مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! مسلسل چالیس سال سے میرے بارے میں حج کے موقع پر اسی طرح کا خواب کسی نیک وزاہد بندے کو دکھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے کہ میں جہنمی ہوں۔" حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ یہ باتیں سن کر میں نے اس سے پوچھا:" کیا تیرے اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی بہت بڑا گناہ حائل ہے؟" اس نے کہا:" ہاں! میرا گناہ زمین و آسماں اور عرش و کرسی سے بھی بڑا ہے۔" میں نے کہا:" مجھے تم اپنا وہ گناہ بتاؤ تاکہ میں لوگوں کو اس کے اِرتکاب

سے بچاؤں اور انہیں اس گناہ سے ڈراؤں جس کی سزا تم بھگت رہے ہو۔

تو وہ کہنے لگا: " اے مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ! مَیں شراب کا عادی تھا اور ہر وقت شراب کے نشے میں مدہوش رہتا۔ ایک مرتبہ میں اپنے ایک شرابی دوست کے پاس گیا۔ میں نے وہاں خوب شراب پی پھر جب مجھ پر نشہ طاری ہونے لگا اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تو میں نشے کی حالت میں گرتا پڑتا اپنے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹا یا۔ میری زوجہ نے دروازہ کھولا۔ میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ تنور میں آگ جلا کر لکڑیاں ڈال رہی تھی اور اس میں خوب آگ بھڑک رہی تھی۔

جب میری والدہ نے مجھے نشے کی حالت میں دیکھا تو میری طرف آئی۔ مَیں لڑکھڑا کر گرنے لگا تو اس نے مجھے تھام لیا اور کہنے لگی: " آج شعبان المعظم کی آخری تاریخ ہے اور رمضان المبارک کی پہلی رات شروع ہونے والی ہے، لوگ صبح روزہ رکھیں گے اور تیری صبح اس حالت میں ہوگی کہ تُو شراب کے نشے میں ہو گا، کیا تجھے اللہ عزوجل سے حیا نہیں آتی؟ " یہ سن کر مجھے غصہ آگیا اور میں نے ایک گھونسا اپنی والدہ کے سینے پر مارا اور اسے اُٹھا کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا، مَیں اس وقت نشے میں تھا اور میرے ہوش وحواس بحال نہ تھے، جب میری زوجہ نے یہ دردناک منظر دیکھا تو اس نے مجھے دھکیل کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور باہر سے کنڈی لگا دی تاکہ پڑوسی میری آواز نہ سن سکیں اور انہیں معاملے کی خبر نہ ہو۔

میں اسی طرح نشے کی حالت میں پڑا رہا جب رات کافی گزر گئی تو مجھے ہوش آیا اب میرا نشہ دور ہو چکا تھا۔ میں دروازے کی طرف بڑھا تو دروازہ بند تھا۔ میں نے اپنی زوجہ کو آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ اس نے بڑے سخت لہجے میں جواب دیا: "میں دروازہ نہیں

کھولوں گی۔"میں نے کہا:"آخر تم مجھ سے اِتنی ناراض کیوں ہو؟ آخر مَیں نے ایسی کون سی خطا کی ہے؟"اس نے کہا:"تُو نے اتنی بڑی خطا کی ہے کہ تُو اس لائق ہی نہیں کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔"میں نے کہا:"آخر بات کیا ہے؟ مجھے بھی تو معلوم ہو کہ میں نے کیا بُری حرکت کی ہے؟"میری زوجہ نے کہا:"تُو نے اپنی ماں کو قتل کر دیا ہے اور اسے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا ہے اور اب وہ جل کر کوئلہ بن چکی ہے۔

جب میں نے یہ بات سنی تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے دروازہ اُکھاڑ پھینکا اور تنور کی طرف لپکا، جب تنور میں دیکھا تو میری والدہ جل کر کوئلہ ہو چکی تھی۔ میں یہ حالت دیکھ کر بہت افسردہ ہوا اور اُلٹے قدموں ٹوٹے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا اپنا ہاتھ چوکھٹ پر رکھا اور اس ہاتھ کو کاٹ ڈالا جس سے میں نے اپنی ماں کو گھونسا مارا تھا، پھر میں نے لوہا گرم کر کے اس ہاتھ کی ہڈی میں سوراخ کیا اور اس میں زنجیر ڈال کر گلے میں لٹکا لیا پھر اپنے دونوں پاؤں میں بھی بیڑی ڈال لی۔ اس وقت میری ملکیت میں آٹھ ہزار دینار تھے وہ سب کے سب میں نے غروبِ آفتاب سے قبل صدقہ کر دیئے۔26 لونڈیاں اور23 غلام آزاد کئے اور اپنی تمام جائیداد اللہ عزوجل کے نام پر وقف کر دی۔

اب مسلسل چالیس سال سے میری یہ حالت ہے کہ دن میں روزہ رکھتا ہوں اور ساری ساری رات اپنے پروردگار عزوجل کی عبادت کرتا ہوں اور چالیس دن کے بعد کھانا کھاتا ہوں۔ صرف اِفطاری کے وقت تھوڑا سا پانی اور کوئی معمولی سی چیز کھالیتا ہوں۔ میں ہر سال حج کرنے آتا ہوں اور ہر سال کسی عالم وزاہد کو میرے متعلق ایسا ہی خواب دکھایا جاتا ہے جیسا آپ کو دکھایا گیا ہے، یہ ہے میری ساری داستانِ عبرت

نشان۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار فرماتے ہیں: "یہ سن کر میں نے اس کے چہرے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا: "اے منحوس انسان! قریب ہے کہ جو آگ تجھ پر نازل ہونے والی ہے وہ ساری زمین کو جلا ڈالے۔ پھر میں وہاں سے ایک طرف ہو گیا اور ایک جگہ چھپ گیا تا کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ جب اس نے محسوس کیا کہ میں جا چکا ہوں تو اس نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور اللہ عزوجل سے اس طرح مناجات کرنے لگا:

"اے غموں اور مصیبتوں کو دور کرنے والے! اے مجبور اور پریشان حال لوگوں کی دعائیں قبول کرنے والے! اے میری اُمیدوں کی لاج رکھنے والے! اے گہرے سمندروں کو پیدا کرنے والے! اے میرے پاک پروردگار عزوجل! اے وہ ذات جس کے دستِ قدرت میں تمام بھلائیاں ہیں! میں تیری رضا چاہتا ہوں اور تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تُو اپنے عفو و کرم کے صدقے مجھے عذاب سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنی ناراضگی سے بچا۔ اے میرے پاک پروردگار عزوجل! مَیں کماحقہ تیری تعریف نہیں کر سکتا، تُو ایسا ہی ہے جیسا تُو نے اپنی تعریف خود بیان فرمائی، اے میرے رحیم و کریم پروردگار عزوجل! تُو میری اُمیدوں کی لاج رکھ لے، بے شک میں تجھ سے تیری رحمت کا طالب ہوں۔ (مجھے یقین ہے) کہ تُو میری دعا کو رد نہیں کریگا۔ میں صرف تجھ ہی سے دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ عزوجل! موت سے پہلے مجھے اپنی رضا کا مژدہ سنا دے اور مجھے اپنے عفو و کرم کی ایک جھلک دکھا دے۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ رِقّت

انگیز مناجات سن کر مَیں اپنی منزل کی طرف لوٹ آیا۔ پھر جب رات کو نیند آئی تو دل کی آنکھیں کھل گئیں۔ مجھے خواب میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اے مالک بن دینار! تُو لوگوں کو اللہ کی رحمت اور اس کے عفوو کرم سے مایوس مت کر۔" بے شک اللہ عزوجل محمد بن ہرون کے افعال سے باخبر ہے اور اللہ عزوجل نے اس کی دعا قبول فرما کر اس کی لغزشوں اور خطاؤں کو معاف فرما دیا ہے تُو صبح اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا: "بے شک اللہ عزوجل بروز قیامت میدانِ محشر میں تمام اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا۔ اگر کسی سینگ والے جانور نے بغیر سینگ والے جانور کو مارا ہو گا تو اس کو بدلہ دلوائے گا اور ذرے ذرے کا حساب لے گا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! مَیں ذرے ذرے کا حساب لوں گا اور اگر کسی نے ذرہ بھر بھی ظلم کیا ہو گا تو مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلواؤں گا۔ اے ابن ہرون! کل بروزِ قیامت اللہ عزوجل تجھے اور تیری ماں کو اکٹھا کریگا اور تیرے بارے میں فیصلہ ہو گا۔ فرشتے تجھے مضبوط زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی طرف دھکیل دیں گے پھر تُو دنیوی تین دن اور تین رات کے برابر جہنم کی آگ کا مزہ چکھے گا کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "میں نے اپنے اُوپر یہ بات لازم کرلی ہے کہ میرا جو بندہ بھی ناحق کسی جان کو قتل کریگا یا شراب پیئے گا تو میں اسے جہنم کی آگ کا مزہ ضرور چکھاؤں گا اگرچہ وہ کیسا ہی برگزیدہ کیوں نہ ہو۔" اے ابن ہرون! پھر اللہ عزوجل تیری ماں کے دل میں تیرے لئے رحم ڈالے گا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دے گا کہ وہ اللہ عزوجل سے سوال کرے کہ: "اے اللہ عزوجل! تُو میرے بیٹے

کو بخش دے۔" پھر اللہ عزوجل تجھے، تیری والدہ کے حوالے کر دے گا، تیری والدہ تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں لے جائے گی۔

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"جب صبح ہوئی تو میں فوراً ابن ہرون کے پاس گیا اور اسے بشارت دی کہ آج رات خواب میں مجھے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے تیرے بارے میں اس طرح بتایا ہے پھر میں نے اسے اپنا پورا خواب سنایا ۔خدا عزوجل کی قسم! میرا خواب سن کر وہ جھوم اُٹھا اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے تن سے جدا ہوئی جیسا کہ پتھر کو جب پانی میں ڈالا جائے تو وہ آسانی سے نیچے کی جانب چلا جاتا ہے۔ پھر اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا گیا اور میں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی۔[1]

باپ کو مارنے والے کا انجام:

میرا بچپن میں معمول تھا کہ سکول سے ملنے والی گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے اپنے ننیال گرین ٹاؤن، لاہور جاتا ۔ وہاں نانا جی کے ہمسائے کے ایک آدمی کا ذہنی توازن درست نہیں تھا، وہ ہر وقت کوئے کی سی آواز (کاں کاں) نکالتا رہتا۔ یہ آواز اتنی بلند ہوتی کہ اگر دوسری گلی میں بھی وہ شخص ہوتا تو آواز گھر میں صاف سنائی دیتی۔ میرے سب سے بڑے ماموں نے بتایا: یہ شخص اپنے والد کا نافرمان تھا اور اپنے باپ پر ہاتھ درازی بھی کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنے والد کو بجلی کے کھمبّے کے ساتھ باندھ کر

(1)... عیون الحکایات، ص:218

مارا۔ جس پر اس کے باپ نے غصہ میں آکر اسے بد دعا دیتے ہوئے کہا: تو ہمیشہ کاں کاں ہی کرتا رہے گا۔ یہ اسی بد دعا کا نتیجہ ہے۔

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا تیرے والدین کے تجھ پر اتنے احسان ہیں کہ تو انھیں شمار نہیں کر سکتا، انھیں زندگی کے آخری ایام تک راحت پہنچانا تجھ پر لازم ہے۔ یاد کر جب تو بہت چھوٹا تھا تو تیری والدہ نے کس طرح تکلیفیں برداشت کرکے تیری پرورش کی، تجھ سے گندگی کو دور کیا، سرد راتوں میں تجھے خشک جگہ پر لٹا کر خود بھیگی جگہ پر لیٹی۔ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ خود اس کا درد محسوس کرتی اور تیرے لیے ساری ساری رات جاگ کر گزار دیتی۔ تجھے اپنے اوپر ترجیح دیتی، خود کھانے والا لقمہ بھی تجھے کھلا دیتی۔ الغرض وہ ہر طرح تجھے راحت و آرام پہنچانے کی کوشش میں لگی رہتی تھی۔

اور تیرا باپ تیرے لیے سارا دن محنت و مزدوری کرتا اور اپنی کمائی کو تجھ پر خرچ کرتا اور تجھے بہت پیار کرتا۔ تیرے والدین کو یہ اُمید تھی کہ بڑا ہو کر تو اُن کی آنکھوں کا تارا اور زندگی کا سہارا بنے گا۔ مگر تو نے کیا کیا؟ اُن کی امیدوں پر پانی بہا دیا، انھیں گھورنا، اُن کے سامنے زبان درازی کرنا اور ان کی نافرمانی کرنے پر کمر بستہ رہنا تیرا محبوب مشغلہ بن گیا۔ تو نے اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کو والدین پر ترجیح دی۔ حالانکہ ہونا تو اس کے برعکس چاہیے تھا۔ افسوس ہے تیری زندگی پر اور تیری اس حالت پر، تیری نافرمانیاں دنیا کے اندر بھی تیرے لیے وبال بنیں گی اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ والدین کے نافرمان کو دنیا اور آخرت میں

ضرور سزادے گا۔

تیرا بھلا اسی میں ہے کہ تو ہر اس کام میں جو خلاف شرع نہ ہو، اُس میں والدین کی اطاعت کرے، اپنامال و دولت ان پر خرچ کر کے ان کو خوش رکھے۔ والدین کا نافرمان بظاہر کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ گنہگار ہی شمار ہو گا۔ اور والدین کی بد دعا اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔ چاہے وہ اس کے ولی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اکرم، نبی محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پنگھوڑے میں صرف تین بچوں نے کلام کیا، ایک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دوسرا جریج (نامی عبادت گزار کے معاملے) سے متعلق بچے نے۔ جریج ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اس نے ایک عبادت گاہ بنائی ہوئی تھی، جس میں وہ رہتا تھا۔ ایک دن اس کی والدہ اس کے پاس آئی، وہ اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ والدہ بولی اے جریج! اس نے سوچا اے پروردگار! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز (میں کیا کروں؟) پھر اس نے نماز جاری رکھی۔ اس کی والدہ واپس چلی گئی، اگلے دن والدہ پھر اس کے پاس واپس آئی، وہ اس وقت بھی نماز پڑھ رہا تھا۔ والدہ نے آواز دی: اے جریج! اس نے سوچا: اے میرے پروردگار! ایک طرف ماں ہے اور دوسری طرف نماز۔ لیکن اس نے نماز جاری رکھی۔ اس کی والدہ نے دعا کی: اے اللہ! تو اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا سامنا نہ کرلے۔ بنی اسرائیل آپس میں جریج اور اس کی عبادت کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ ایک بدکردار حسین و جمیل عورت نے (بنی اسرائیل سے) کہا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے اس فتنے کا شکار کر سکتی ہوں۔

پھر وہ عورت جریج کے پاس آئی، لیکن جریج نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ پھر وہ عورت اس چراہیے کے پاس آئی جو جریج کی عبادت گاہ میں قیام پذیر تھا۔ اس عورت نے اس چرواہے کو موقع دیا۔ اس نے اس عورت کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کیا۔ وہ عورت حاملہ ہوگئی، جب اس نے بچے کو جنم دیا تو یہ الزام لگایا کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے اسے اس کی عبادت گاہ سے نکالا اور اس کی عبادت گاہ کو منہدم کرنے کے بعد اسے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔

جریج نے پوچھا: تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: تم نے اس بدکردار عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور اس نے تمہارے بچے کو جنم دیا ہے۔ جریج نے دریافت کیا: بچہ کہاں ہے؟ وہ لوگ بچے کو لے کر آگئے۔ جریج نے کہا: ذرا ٹھہرو، مجھے نماز پڑھنے دو۔ اس نے نماز ادا کی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد بچے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں انگلی چبھ کر دریافت کیا: اے لڑکے تمہارا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا: فلاں چرواہا۔ لوگوں نے آگے بڑھ کر جریج کو بوسہ دینا اور چھونا شروع کر دیا۔ وہ بولے: ہم آپ کے لیے ایک سونے سے سجی ہوئی عبادت گاہ تعمیر کرتے ہیں۔ جریج نے جواب دیا: نہیں تم مٹی سے دوبارہ بنادو جیسے وہ پہلے تھی تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔[1]

---

(1)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:6384

والدین کے کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر کئی مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا مان۔[1]

ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا

اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔[2]

جبکہ ایک اور مقام پر فرمایا:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔

---

(1)... العنکبوت:8

(2)... لقمن:14

اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن (چھوٹی عمر) میں پالا۔[1]

ان آیات کے علاوہ بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا، پھر پوچھا: اس کے بعد کون سا؟ تو ارشاد فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ پھر پوچھا: اس کے بعد کون سا؟ تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اجازت چاہی کہ وہ جہاد کرنا چاہتا ہے۔ تو سرکار مکرم ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اُن دونوں کی خدمت کرو، کیونکہ یہی تمہارے لیے مقام جہاد ہے۔[3]

---

(1)... بنی اسرائیل: 23 تا 24

(2)... صحیح بخاری، ج:3، الرقم:908

(3)... ایضاً، الرقم:910

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے: ایک شخص نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں آپ کے دست اقدس پر ہجرت کرنے اور جہاد کرنے کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میرا مقصد اللہ تعالیٰ (کی طرف سے ملنے والے) اجر کا حصول ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت کیا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی ایک حیات ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں دونوں ہی زندہ ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت کیا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے اجر حاصل کرنا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم اپنے والدین کے پاس جاؤ اور اُن کی خدمت کرتے رہو۔ (تمہیں جہاد اور ہجرت کا اجر مل جائے گا۔)[1]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان روایت کرتے ہیں: جس نے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا اسے مبارک ہو۔ اللہ اس کی عمر دراز فرمائے۔[2]

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قضاء کو صرف دعا ٹال سکتی ہے اور عمر میں اضافہ صرف والدین کی خدمت و اطاعت ہی کر سکتی ہے۔[3]

سرکار دو عالم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بیٹا ایسا نہیں جو اپنے والدین کی طرف نگاہ رحمت سے دیکھے۔ مگر ہر نظر کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے حج مبرور لکھ دیتا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے خواہ روزانہ سو دفعہ دیکھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

---

(1)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:6382

(2)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:244

(3)... ایضاً

ہاں اللہ بہت بڑا ہے اور پاک ہے۔[1]

حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ مبارک میں میری ماں (قتیلہ بنت عبد العزی) میرے پاس آئیں حالانکہ وہ مشرکہ تھیں۔ (اور زمانہ جاہلیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دے دی تھی) تو میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا: یہ اسلام سے اعراض کرتی ہے۔ کیا میں پھر بھی اپنی ماں سے حسن سلوک کروں؟ تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں تم اپنی ماں سے حسن سلوک کرو۔[2]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ کہا گیا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ آپ کے غلاموں کی نیکی، آپ کے غلاموں کی نیکی اور وہ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ لوگوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتے تھے۔[3]

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مقام جعرانہ پر گوشت تقسیم کرتے دیکھا۔ اسی دوران ایک عورت آئی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قریب ہوگئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کے لیے اپنی چادر مبارک بچھا دی، وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی والدہ ہیں

(1)... مشکاۃ المصابیح، ج:2، الرقم:4725
(2)... صحیح بخاری، ج:1، الرقم:2437
(3)... مشکاۃ المصابیح، ج:2، الرقم: 4707

جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔[1]

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا کے غلام ابو مرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: وہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہو کر مقام عقیق میں ان کے گھر گئے۔ آپ گھر پہنچ کر بلند آواز سے بولے۔ اے میری ماں! تم پر سلام ہو، اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں۔ ان کی والدہ نے کہا: اے بیٹے! تجھ پر بھی سلام، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے۔ کیونکہ آپ نے بچپن کی کٹھن گھڑیوں میں مجھے پالا تھا۔ انھوں نے بھی یہ ہی دعا دی اور کہا: اللہ تمھیں بہتر اجر دے اور تم سے راضی ہو، کیونکہ بڑے ہو کر تم نے بھی حق ادا کر دیا ہے۔[2]

رسول محتشم، نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آدمی کہیں جا رہے تھے، انھیں بارش نے آ لیا، وہ ایک پہاڑ میں موجود غار کی پناہ میں آ گئے۔ پہاڑ کی چوٹی سے ایک پتھر گر کے اُن کے غار کے منہ پر آ گیا اور یہ لوگ بند ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: تم نے اللہ کی رضا کے لیے جو نیک اعمال کیے تھے، انھیں یاد کرو اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمھاری یہ مصیبت دور کرے۔

اُن میں سے ایک شخص نے یہ دعا کی: اے اللہ میرے ماں باپ بوڑھے اور عمر رسیدہ ہیں۔ میری بیوی بھی ہے اور چھوٹے بچے بھی ہیں۔ میں ان کے لیے بکریاں

---

(1)... ایضاً، الرقم:4718

(2)... الادب المفرد، الرقم:14

چراتا ہوں اور جب ان کے پاس واپس آتا ہوں تو ان بکریوں کا دودھ دوہ کر سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا ہوں حتی کہ اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک دن میں دور نکل گیا۔ جب شام کو واپس آیا تو دیکھا کہ والدین سو چکے ہیں۔ میں نے پہلے کی طرح بکریوں کا دودھ دوہ لیا اور وہ دودھ لے کر آیا اور والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں انھیں نیند سے بیدار کروں اور مجھے یہ بھی اچھا نہیں لگا کہ میں ان سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ میرے بچے میرے قدموں میں بلکتے رہے۔ یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔ تو جانتا ہے میں نے یہ عمل تیری رضا کے لیے کیا۔ اگر ایسا ہے تو تو ہمیں اتنی کشادگی عطا کر کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی کشادگی عطا کی کہ انھیں آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرا بولا اے اللہ! میری ایک چچا زاد تھی میں اس سے اتنی ہی محبت کرتا تھا جتنی شدید محبت کوئی بھی مرد کسی عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اسے قریب آنے کے لیے کہا: تو اس نے انکار کر دیا اور ایک سو دینار دینے کی شرط رکھی۔ میں نے بڑی مشکل سے وہ سو دینار اکٹھے کیے اور انھیں لے کر اس کے پاس آیا۔ جب میں اس کے ساتھ صحبت کرنے لگا تو وہ بولی: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور مہر کو ناجائز طریقے سے نہ کھولو، تو میں اس کے پاس سے اٹھ گیا۔ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سب تیری رضا کے حصول کے لیے کیا تھا تو ہمیں کشادگی عطا کر تو اللہ تعالیٰ نے انھیں کشادگی عطا کر دی۔

تیسرا شخص بولا: اے اللہ! میں نے ایک شخص کو ایک فرق (ماپنے کا مخصوص پیمانہ) چاولوں کے عوض میں ملازم رکھا۔ جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا تو بولا: مجھے میرا

حق دو۔ میں نے وہ فرق اسے پیش کیا تو اس نے وہ نہیں لیا میں نے ان چاولوں کو اسے کاشت کیا اور ان کے ذریعے بیل اور ان کے چرواہے اکٹھے کر لیے۔ پھر وہ شخص میرے پاس آیا اور بولا: اللہ سے ڈرو اور میرے حق کے بارے زیادتی نہ کرو۔ میں نے کہا: وہ بیل اور اُن کے چرواہے حاصل کرلو۔ اس شخص نے انھیں حاصل کیا اور انھیں لے گیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا کے حصول کے لیے کیا تھا تو ہمیں باقی ماندہ کشادگی بھی عطا کر دے تو اللہ نے انھیں باقی ماندہ کشادگی بھی عطا کر دی۔[1]

سرکار دو عالم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب معراج میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جو عرش کے نور میں ڈوبا ہوا تھا۔ میں نے استفسار کیا: یہ کون ہے؟ کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ جواب دیا گیا: یہ وہ شخص ہے جس کی زبان دنیا میں اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ اس کا دل مسجدوں کے ساتھ لٹکا رہتا تھا اور اپنے والدین کی بے ادبی و نافرمانی نہیں کرتا تھا۔[2]

حکایات:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عظیم ترین بزرگوں میں سے ایک بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ سے جب پوچھا گیا: آپ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے؟ تو آپ نے فرمایا: والدہ کی دعاؤں سے ایک مرتبہ میری والدہ ماجدہ نے رات کو پانی مانگا، لیکن اس

---

(1)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:6821

(2)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:595

وقت گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا۔ چنانچہ میں گھڑا لے کر نہر سے پانی بھرنے چلا گیا، جب واپس آیا تو والدہ سوچکی تھی۔ میں رات بھر پانی لیے کھڑا رہا، حتی کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی پیالے میں جم گیا، جب والدہ بیدار ہوئیں تو میں نے انہیں پانی پیش کیا۔ تو انھوں نے فرمایا: تم نے پانی رکھ دیا ہوتا، اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے عرض کیا: محض اس خوف سے کھڑا رہا کہیں ایسا نہ ہو آپ بیدار ہو کر پانی پی نہ پائیں اور آپ کو تکلیف ہو۔

یہ سن کر والدہ نے مجھے دعائیں دیں۔ اسی طرح والدہ نے ایک رات فرمایا: دروازے کا ایک پٹ کھول دو۔ لیکن میں رات بھر اسی پریشانی میں کھڑا رہا، معلوم نہیں دایاں پٹ کھولنا ہے یا بایاں۔ کیونکہ اگر ان کی مرضی کے خلاف پٹ کھل گیا تو حکم عدولی میں شمار ہو گا۔ چنانچہ انہی خدمتوں کی وجہ سے مجھے یہ مراتب حاصل ہوئے ہیں۔[1]

حضرت خضر کی زیارت:

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات و زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے پوچھا: مجھے یہ سعادت کس عمل کی وجہ سے ملی ہے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی برکت ہے۔[2]

(1)... تذكرة الاولياء، ص:103

(2)... نزهة المجالس، ج:1، ص:524

جنت کا ساتھی:

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، الٰہی مجھے میرا رفیق جنت دنیا میں ہی دیکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فلاں شہر جائیں اور وہاں فلاں قصاب سے ملاقات کریں، وہی آپ کا رفیق جنت ہو گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے، اس نے دیکھتے ہی عرض کیا: اے نوجوان! کیا تم میری دعوت قبول کرو گئے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، وہ آپ کو اپنے گھر لے گیا۔

اس نے آپ کے سامنے کھانا رکھا۔ جب کھانا کھانے لگے تو وہ قصاب ایک لقمہ خود کھاتا اور دو لقمے قریب ہی پڑی زنبیل میں ڈال دیتا۔ اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی اور قصاب دروازہ پر گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زنبیل میں دیکھا۔ اُس قصاب کے والدین نہایت بوڑھے اور نحیف حالت میں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دونوں مسکرائے، پھر آپ کی رسالت کی تصدیق کر کے ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہی فوت ہو گئے۔

اتنے میں وہ قصاب واپس پلٹا، اس نے دیکھا کہ اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ وہ مسکرایا پھر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ چومے اور آپ پر ایمان لے آیا اور کہنے لگا: اے موسیٰ! (علیہ السلام) آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اس قصاب نے کہا: یہ دونوں جو اس زنبیل میں ہیں یہ میرے والدین ہیں، یہ اتنے بوڑھے ہو چکے تھے کہ میں انھیں اکیلا نہیں چھوڑ تا تھا، جہاں جاتا ساتھ لیے پھرتا، جب تک انھیں کھلا پلا نہ لیتا، خود نہیں کھاتا تھا۔ جب یہ

سیر ہو کر کھانا کھا لیتے تو دونوں دعا فرماتے: الٰہی ہمارے اس بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرما اور ہماری اس وقت تک جان نہ نکلے جب تیرے کلیم کی زیارت نہ کر لیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے جوان پھر تجھے بشارت ہو کہ تیرے والدین کی دعا اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں قبول فرمالی ہے۔[1]

دعائے والدین کی کرامت:

ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ سمندر کے کنارے جائیں اور میری قدرت کا نظارہ کریں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام اپنے مصاحبین کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ مگر آپ علیہ السلام کو کوئی انوکھی چیز نظر نہ آئی۔ آپ علیہ السلام نے ایک جن کو حکم دیا کہ سمندر میں غوطہ لگا کر اندر کی خبر لائے۔ جن نے حکم کی تعمیل کی اور غوطہ لگا کر تھوڑی دیر بعد باہر آگیا اور عرض کی۔ حضور میں سمندر کی تہہ تک نہ پہنچ سکا اور نہ ہی مجھے کوئی شئے نظر آئی ہے۔

آپ علیہ السلام نے اس سے قوی جن کو غوطہ خوری کا حکم دیا، مگر وہ بھی نامراد واپس آیا، فرق صرف اتنا تھا کہ وہ پہلے کی نسبت دوگنی مسافت تک اندر گیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اپنے وزیر آصف بن برخیار ضی اللہ عنہ کو سمندر میں اترنے کا حکم دیا۔ انہوں نے تھوڑی ہی دیر میں ایک خوبصورت سفید کافوری گنبد لا کر آپ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔ جس میں چار دروازے تھے۔ ایک دروزاہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا،

(1)... ایضاً، ص:527

تیسرا ہیرے کا اور چوتھا زمرد کا تھا۔

چاروں دروازے کھلے ہونے کے باوجود اندر سمندر کے پانی کا ایک قطرہ بھی داخل نہیں ہوتا تھا، حالانکہ گنبد سمندر کی تہہ میں تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ اس کے اندر ایک خوبصورت جوان صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے نماز میں مشغول ہے۔ آپ علیہ السلام گنبد کے اندر تشریف لے گئے اور سلام کرنے کے بعد اس سے فرمایا: اس سمندر کی تہہ میں تم کیسے پہنچ گئے؟

اس نوجوان نے جواب دیا:

اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ معذور تھے اور میری ماں نابینا تھی۔ میں نے ان دونوں کی 70 سال تک خدمت کی، میری ماں کا جب انتقال ہونے لگا تو اس نے دعا کی: اے پاک پروردگار! اپنی اطاعت میں میرے بیٹے کو عمر دراز عطا فرما۔ پھر میرے والد صاحب جب اس دنیا سے پردہ فرمانے لگے، تو انہوں نے بھی دعا کی: اے میرے پاک پروردگار! میرے بیٹے کو ایسی جگہ عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما، جہاں شیطان کا دخل نہ ہوسکے۔ اپنے والدین کو دفن کرنے کے بعد میں اس ساحل پر چلا آیا تو مجھے یہ گنبد دیکھائی دیا۔ اس کی خوبصورتی دیکھنے کے لیے جب میں اس کے اندر داخل ہوا تو ایک فرشتہ نے آکر اس کو سمندر کی تہہ میں اتار دیا۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا: تم کس زمانے میں یہاں آئے تھے؟ نوجوان نے جواب دیا: حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مبارک زمانے میں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جان لیا، کہ اسے دو ہزار سال ہوگئے ہیں، مگر وہ اب تک بالکل جوان ہے اور اس کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام

نے پوچھا: تم کھاتے کہاں سے ہو؟ تو نوجوان نے جواب دیا: اے اللہ کے پیارے نبی علیہ السلام ایک سبز پرندہ ہر روز اپنی چونچ میں زرد رنگ کی سر برابر کوئی چیز لے کر آتا ہے۔ میں اسے کھالیتا ہوں، اس میں دنیا کی تمام نعمتوں کی لذت ہوتی ہے۔ اس سے میری بھوک بھی مٹ جاتی ہے اور پیاس بھی رفع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سردی، گرمی، نیند، سستی، غنودگی اور ناامیوسی و وحشت یہ سب چیزیں مجھ سے دور رہتی ہیں۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اس نوجوان سے پوچھا: اب تم ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہو یا تمہیں تمہاری جگہ پہنچا دیا جائے؟ نوجوان نے جواب دیا: حضور مجھے میری جگہ بھجوا دیں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے وہ سمندری گنبد پھر اٹھا کر سمندر کی تہہ میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، دیکھو والدین کی دعا کتنی مقبول ہے، ان کی نافرمانی سے بچو۔[1]

حکیم الامت کو عروج کیسے ملا؟

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ایک دعا میری ماں نے دی تھی اور ایک دعا باپ نے، میں دیکھتا ہوں کہ وہ دونوں پوری ہوئی ہیں۔ والد ماجد فرمایا کرتے تھے: میرا بیٹا جہاں رہے لوگ اسے بڑا عالم سمجھیں اور دیکھ لو میں کیا ہوں اور کیا میری حقیقت، لیکن جس جگہ رہا، اپنے پرائے سب سے حتیٰ کہ شدید ترین مخالفوں نے بھی یہ ہمیشہ تسلیم کیا کہ مفتی صاحب ہیں عالم۔ یہ محض والد مرحوم

(1)... یافعی، روض والریاحین، ص:305

کی دعا کا نتیجہ ہے اور والدہ نے فرمایا تھا: میرا بیٹا جہاں کہیں ہو، رزق اس کے آگے پیچھے پہنچے۔ یہ بھی دیکھ لو کہ اب یہاں ہسپتال میں پڑا ہوں۔ لیکن رب کی ساری نعمتیں یہاں پہنچ رہی ہیں اور بعض اوقات اس سلسلے میں حیرت انگیز واقعات بھی سامنے آئے ہیں۔

ایک دفعہ کسی سفر میں رات ایک چھوٹے گاؤں میں آگئی، اپنی جان پہچان وہاں کوئی نہ تھی۔ گاؤں کے کنارے پر ایک چھوٹی سی نیم مسجد میں رات گزاری، صبح فجر کی نماز پڑھی تو سخت بھوک محسوس ہوئی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہاں کہیں قریب کوئی چیز کھانے کی مل جائے گی۔ اتنے میں ایک اجنبی ایک تھال لیے ہوئے مسجد میں داخل ہوا اور وہ تھال میرے سامنے رکھ کر کہنے لگا: کھائیے کپڑا اٹھایا تو تھال میں عمدہ ناشتہ تھا۔ میں نے اس شخص سے پوچھا: آپ یہ کیوں اور کیسے لائے ہیں؟ وہ بولا: بس ایسے ہی آج میرا جی چاہ رہا تھا کہ مسجد میں ناشتہ لے کر جاؤں، شاید کوئی مسافر ہو۔[1]

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بہترین واقعات:

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کھجور کا ایک درخت جس کی قیمت ایک ہزار درھم کو پہنچتی تھی۔ کھجور کا جمار (کھجور کا گوند جو چربی کے مشابہ ہوتا ہے) حاصل کرنے کی غرض سے کاٹ ڈالا تھا۔ ان سے جب کہا گیا: تم نے دو درہم کی گوند کی خاطر اتنا قیمتی درخت کاٹ ڈالا ہے۔ تو کہنے لگے: اس کے لیے مجھ سے میری امی جان نے کہا تھا اور یہ تو ایک ہزار کا درخت ہے۔ اگر وہ اس سے بھی زیادہ قیمتی درخت کو کاٹنے کا

---

(1)... حالات زندگی حکیم الامت، ص:156

حکم دیتیں تو میں وہ بھی کاٹ ڈالتا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام زین العابدین رضی اللہ تعالی کا معمول یہ تھا کہ وہ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے حالانکہ وہ اپنی امی کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک کرنے والے تھے جب ان سے اس بارے میں کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا: امی جان کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ کھانے کی کسی چیز پر ان کی نظر سبقت کر چکی ہو اور مجھے علم نہ ہو اور میں وہ چیز اٹھا کر کھالوں تو اس طرح میں اپنی ماں کا نافرمان ہو جاؤں گا۔(لہذا اس خوف اور اندیشے کی وجہ سے میں امی کے ساتھ کھانا کھانے سے کتراتا ہوں۔)

حضرت حفصہ رحمۃ اللہ علیہا بیان کرتی ہیں: امام محمد کی عادت یہ تھی کہ جب وہ اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوتے تو ادب کے پیش نظر ان سے بہت دھیمے انداز سے گفتگو کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے محمد ابن منکدر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: ان کے بھائی عمر ابن منکدر رات نوافل پڑھتے گزار دیتے اور میں رات اپنی امی جان کے پاؤں دباتے ہوئے۔ اور مجھے بالکل یہ پسند نہ ہو تا کہ میری رات اس کی رات کی جگہ ہوتی۔ (یعنی میں ماں کی خدمت کو نفل پڑھنے سے افضل جانتا ہوں)۔

حجر ابن ادبر اپنی والدہ کا بستر بچھاتے تو ہاتھ پھیر کر دیکھتے کہیں کوئی چیز چبھنے والی تو نہیں اور جب ہاتھ کو کوئی چیز کھر دری محسوس نہ ہوتی تو پھر اپنی برہنہ پشت کو بستر پر اُلٹ پلٹ کرکے اور خود لیٹ کر تسلی کرتے، جب مکمل اطمینان ہو جاتا کہ اس پر کوئی

ایسی چیز نہیں ہے تو پھر والدہ کو بستر پر لٹاتے تھے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں: جب عمر ابن ذر کے بیٹے کا انتقال ہوا تو اُن سے پوچھا گیا: تمہارے بیٹے کا تمہارے ساتھ سلوک کیسا رہا؟ انھوں نے فرمایا: وہ جب بھی میرے ساتھ دن میں چلتا تو کبھی میرے آگے نہیں چلتا تھا، ہمیشہ میرے پیچھے رہتا اور رات کو ہمیشہ میرے آگے ہوتا تھا اور وہ کبھی اس مکان کی سطح پر نہیں چڑھا، جس کے نیچے میں بیٹھا ہوتا۔

ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق روایت ہے اُن کی ماں نے ان کو آواز دی تو جواب میں ماں کی آواز سے اُن کی آواز بلند ہوگئی تو اس پر انھوں نے دو غلام آزاد کیئے۔ (تب جاکر ان کی ذہنی خلش دور ہوئی اور ضمیر مطمئن ہوا۔ مگر اب تو دو انڈے خیرات کرنے کا بھی جذبہ نہیں رہا۔)

ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ایک شخص امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس حاضر تھے۔ (اور اس طرح سہمے بیٹھے تھے کہ لگتا تھا جیسے مریض ہوں۔) آنے والی آدمی نے پوچھا: محمد کیا حال ہے، بیمار تو نہیں ہو؟ حاضرین نے بتایا: نہیں بیمار نہیں ہیں، لیکن یہ جب اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو اسی طرح سراپا مؤدب ہوکر چپ چاپ بیٹھتے ہیں۔[1]

اولاد پر والدین کے حقوق اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر اولاد انھیں ادا کرنا چاہے بھی تو ادا نہیں کرسکتی۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ والدین کے حقوق کو ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرئے اور اس کام میں جو خلاف شریعت نہ ہو، اُن کی اطاعت کرے۔

---

(1)... انظر: کتاب البروالصلۃ للابن جوزی

والدین میں زیادہ حق ماں کا ہے۔ شیخ العرب والعجم مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن اپنے رسالے الحقوق بطرح العقوق میں پیارے آقا ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

میں ایک آدمی کو وصیت کرتا ہوں، اس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں، اس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں، اس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں، اس کے باپ کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔

شیخ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اس زیادت (بار بار وصیت کرنے) کے یہ معنیٰ ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے۔ مثلاً سو روپے ہیں اور کوئی خاص وجہ مانع تفضیل (ماں کو فوقیت دینے میں ممانعت کی کوئی خاص وجہ نہیں) تو باپ کو پچیس دے، ماں کو پچھتر یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے، پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں۔ پہلے ماں کے پاؤں دبائے، پھر باپ کے وعلی ھذاالقیاس نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع (باہم جھگڑا) ہو تو ماں کا ساتھ دے کر معاذ اللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اس پر کسی طرح درشتی کرے (یعنی باپ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش یا اس پر کسی طرح سختی کرے۔) یا اسے جواب دے یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے۔

یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزّوجل کی مصیبت (نافرمانی) ہے۔ نہ ماں کی اطاعت ہے نہ باپ کی تو اسے ماں باپ میں سے کسی ایک کا ساتھ دینا ہر گز جائز نہیں، وہ دونوں اس کی جنت و نار ہیں، جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہو گا۔ والعیاذ باللہ (خدا کی پناہ) معصیت خالق میں کسی کی اطاعت نہیں۔ اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح

کا آزار (دکھ یا تکلیف) پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے، ہونے دے اور ہرگز نہ مانے۔ ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملے میں ان کی ایسی ناراضیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ اُن کی نری زیادتی ہے۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چاہتے ہیں۔ بلکہ ہمارے علما کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے ہیں اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے۔ عالمگیری میں ہے: جب آدمی کے لیے والدین میں سے ہر ایک کے حق کی رعایت مشکل ہو جائے، مثلاً ایک کی رعایت سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے، تو تعظیم و احترام میں والد کے حق کی رعایت کرے اور خدمت میں والدہ کے حق کی۔

علامہ حمامی نے فرمایا: ہمارے امام فرماتے ہیں: کہ احترام میں باپ مقدم ہے اور خدمت میں والدہ مقدم ہو گی، حتیٰ کہ اگر گھر میں دونوں اس کے پاس آئے ہیں تو باپ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو اور اگر دونوں نے اس سے پانی مانگا اور کسی نے اس کے ہاتھ سے پانی نہیں پکڑا تو پہلے والدہ کو پیش کرے۔[1]

والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے آداب اور طریقے:

- والدین کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنا یہ بھی ہے کہ وہ جو بھی حکم دیں، اس میں ان کی اطاعت کی جائے جب تک کہ وہ کام کرنا حرام اور گناہ نہ ہو۔
- نفل نماز اور نفلی عبادت پر والدین کے حکم کو مقدم کرے۔
- والدین جن کاموں سے منع کریں، اولاد پر لازم ہے کہ وہ ان سے اجتناب

(1)... انظر: الحقوق بطرح العقوق للامام احمد رضا ماتریدی

کریں۔

- اولاد پر واجب ہے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کے لیے مال خرچ کرے۔
- اولاد پر لازم ہے کہ وہ والدین کی خواہش اور پسند کو اپنا مطلوب بنائیں اور اس کو تلاش کریں۔
- والدین کی پسند کو پسند کرنا اور پورا کرنا واجب ہے۔
- والدین کے ساتھ ادب واحترام اور وقار و شائستگی کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔
- والدین کی آواز پر اپنی آواز کو اونچا کرے اور نہ ہی چلا کر بولے۔
- والدین کی طرف گھور کر نہیں دیکھنا چاہیے۔
- اپنے ماں باپ کو اُن کا نام لے کر نہ بلائے۔
- راہ چلتے وقت احتراماً والدین کے دائیں طرف تھوڑا سا پیچھے ہو کر چلے۔
- ماں باپ کی اگر کوئی بات طبیعت کو پسند نہ آئے اور دل پر گراں گزرے تو صبر کرے۔
- ان کا سونپا ہوا ہر جائز کام فوراً کر ڈالے۔
- والدین سے بات کرتے ہوئے ان کی بات کو نہ کاٹے اور نہ اِدھر اُدھر دیکھے۔
- اگر کہیں دور ہے اور والدین اس کو واپس آنے کا کہتے ہیں تو فوراً واپس آجائے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ (بیٹا) پردیس میں ہے، والدین اسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہو گا، خط لکھنا (یا کال کرنا) کافی نہیں ہے، یوہیں والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہے تو آئے اور ان کی خدمت کرے۔

والدین کی خدمت سے متعلق حکایات:

حضرت زرعۃ بن ابراہیم روایت کرتے ہیں: ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میری والدہ ماجدہ بہت بوڑھی ہو گئی ہے اور اب وہ خود چل کر رفع حاجت کے لیے بھی نہیں جاسکتی۔ میں اپنی پیٹھ پر سوار کر کے اُن کو لے جاتا ہوں اور اُن کو رفع حاجت کے لیے بیٹھا کر اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیتا ہوں، تو کیا میں نے اپنی والدہ ماجدہ کا خدمت کا حق ادا کر دیا ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، وہ شخص کہنے لگا: کیا میں نے ان کو اپنی پشت پر سوار نہیں کیا اور کیا میں نے اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لیے وقف نہیں کر رکھا ہے؟

آپ نے فرمایا: تیری ماں بھی تو اسی طرح تجھے اٹھا کر پھرتی رہی ہے اور (فرق یہ ہے) وہ تجھے اٹھاتی تھی اور تیری زندگی کی بلائیں لیتی تھی اور تیری درازی عمر کی تمنا کرتی اور تیرا حال یہ ہے کہ تو اٹھا کر انھیں اندر باہر لے جاتا ہے تو تیری تمنا یہ ہوتی ہے کہ وہ جتنا جلد ہو اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو تا کہ اس کی بھی جان چھوٹ جائے اور تو بھی سکھ کا سانس لے۔ ہے نہ یہ بات؟

محمد بن ایوب ازدی بیان کرتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا، اس نے اپنی والدہ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے اور وہ یہ شعر حسب حال پڑھ رہا ہے۔

اجمل امي وهي الحمالة　　　ترضعني الدرة والعلالة

(آج) میں امی جان کو اٹھاتا ہوں اور (پہلے) وہ مجھے اٹھایا کرتی تھیں اور مجھے وقفہ وقفہ سے دودھ پلاتی تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: اے شخص تیرا اپنی ماں کو اٹھانا اس کی ایک شفقت بھری مسکراہٹ کا بھی بدلہ اور صلہ نہیں ہو سکتا۔[1]

حضرت عیسیٰ بن معمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حویہ پرندے کی مثل بن کر اپنی والدہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہے اور اس کو بیت اللہ شریف کا طواف کرا رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ حسب حال یہ شعر بھی پڑھتا جا رہا ہے۔

اجمل امي وهي الحمالة ترضعني الدرة والعلالة

(آج) میں امی جان کو اٹھاتا ہوں اور (پہلے) وہ مجھے اٹھایا کرتی تھیں اور مجھے وقفہ وقفہ سے دودھ پلاتی تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: اگر میں اپنی امی کو اس وقت پالیتا اور تیری مثل اُن کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر اللہ کے گھر کا طواف کرنے کی سعادت سے سرخرو اور بہرور ہوتا، تو میرے نزدیک یہ عمل سرخ اونٹوں کے حاصل ہونے سے بھی زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوتا۔[2]

حضرت عبید اللہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص

---

(1)... كتاب البروصلة، ص:54

(2)... ایضاً

نے ان سے کہا: میں ملک خراسان سے اپنی والدہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر مکہ معظمہ تک لایا ہوں، یہاں تک کہ ان کو اسی طرح اپنی پشت پر سوار کر کے میں نے تمام مناسک حج ادا کرائے۔ آپ مجھے بتائیں کیا میں نے اپنی ماں کی خدمت کا حق ادا کر دیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں بھلے انسان یہ تو اس کے تجھے ایک دفعہ ہنسانے اور خوش کرنے کا بھی صلہ نہیں بن سکتا۔[1]

والدین کی وفات کے بعد اُن کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: شہنشاہ مدینہ، راحت قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک بندے کے والدین فوت ہو جاتے ہیں یا اُن میں سے ایک اور وہ ان دونوں کا نافرمان تھا۔ مگر ہمیشہ ان دونوں کے لیے دعا اور استغفار کرتا رہے، تو آخر کار اللہ تعالیٰ انھیں نیک لوگوں میں لکھ لیتا ہے۔[2]

یہ چیز والدین کے حقوق میں شامل ہے کہ اولاد اُن کی وفات کے بعد اُن کے لیے دعا، استغفار اور صدقہ و خیرات کرتی رہے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں: ایک شخص نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا، اس کی وجہ سے وہ (صدقہ و خیرات کے بارے میں) کوئی وصیت نہیں کر سکیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر انھیں وصیت کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرنے کی ہدایت کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں

---

(1)... ایضاً

(2)... مشکاۃ المصابیح، ج:2، الرقم:4723

تو کیا انھیں اس کا ثواب ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (ضرور ثواب ملے گا۔)[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے دریافت کیا: میرا باپ فوت ہو گیا ہے، اس نے مال بھی چھوڑا ہے، لیکن کوئی وصیت نہیں کی، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں تو یہ کفارہ ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (ہو جائے گا۔)[2]

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہم ایک روز نبی اکرم، نور مجسم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں بنو سلمہ کا ایک آدمی آیا اور اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے والدین کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب اُن کے لیے کوئی نیکی کی صورت ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہے۔ اُن کے لیے دعائے استغفار کرنا، اُن کے مرنے کے بعد ان کے وعدے پورے کرنا، اُن کے دوستوں کی عزت کرنا اور جن کے ساتھ وہ صلہ رحمی کرتے تھے، اُن کے ساتھ صلہ رحمی کرنا۔[3]

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ سعد کی والدہ فوت ہو چکی ہے، تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی پلانا۔ راوی کا بیان ہے: انھوں نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا: یہ

---

(1)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:2222

(2)... سنن ابن ماجہ، ج:2، الرقم: 2716

(3)... ایضاً، الرقم:3664

سعد کی ماں کے لیے ہے۔[1]

بہترین نیکی:

نبی محترم، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔[2]

چار کام:

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے بتایا: ہم ایک دن حضور ﷺ کے پاس تھے، ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ (کفن دفن تو میں نے کر دیا) کوئی اور بھلائی ایسی ہے جو میں اپنے والدین سے نہیں کر سکا، تو اب ان کی موت کے بعد کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چار کام کرو، دونوں کے لیے دعائے بخشش کیا کرو، اُن کے لیے مغفرت مانگا کرو، اُن کے نیک کام جاری رکھو، اُن سے ملنے والوں کی عزت کیا کرو اور وہ صلہ رحمی کرو جو صرف والدین کے تعلق سے ہو۔[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سفر میں تھا، ایک اعرابی بھی میرا ہم سفر تھا اور اس کا باپ میرے والد کا دوست تھا، اعرابی نے کہا: تو فلاں کا بیٹا تو نہیں ہے؟ میں نے کہا: ہاں (آپ نے صحیح پہچانا) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے

---

(1)... سنن ابی داؤد، ج:1، الرقم:1430

(2)... جامع ترمذی، ج:1، الرقم:1966

(3)... الادب المفرد، الرقم:35

سواری کے لیے ایک گدھا دے دیا۔ نیز اپنی دستار اتار کر اسے دے دی۔ ایک ساتھی کہنے لگا: اسے دو درہم دے دیتے تو وہی کافی نہ تھے؟ آپ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: اپنے والد کے دوستوں سے تعلق نہ توڑنا، ورنہ اللہ تمہارا نور دور کر دے گا۔[1]

خالہ کے ساتھ حسن سلوک:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے۔ کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تمہاری ماں ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تمہاری خالہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے اچھا سلوک کرو۔[2]

---

(1)... ایضاً، الرقم:40

(2)... جامع ترمذی، ج:1، الرقم:1968

باب نمبر 3

سود خور کا انجام

دور حاضر میں جہاں بہت ساری برائیاں پروان چڑھ رہی ہیں، وہیں سود جیسا کبیرہ گناہ بھی ہمارے معاشرے میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ سود خور کے لیے قرآن و حدیث میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا كَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ فَانۡتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمۡرُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ وَ مَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۷۵﴾ یَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیۡمٍ۔

وہ جو سُود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سُود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سُود تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اَب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔ اللہ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکر بڑا گنہگار۔[1]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةًۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡ

(1)... البقرہ: 275 تا 276

لِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔

اے ایمان والو سود دونا دون نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اُس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے۔ اور اُس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار رکھی ہے۔[1]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَ اتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔ اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔[2]

شیخ الاسلام امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔

---

(1)... آل عمران: 130 تا 131

(2)... البقرہ: 278 تا 281

یعنی سود خور اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مجنون بنا دیا ہو، پس جب اللہ عزوجل قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا تو تمام لوگ اپنی قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے سوائے سود خوروں کے، وہ جب بھی کھڑے ہوں گے تو اپنے مونہوں، پیٹھوں اور پہلوؤں کے بل گر پڑیں گے جیسے کوئی پاگل و دیوانہ شخص ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں مکر و فریب اور خدا و رسول عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے مخالفت مول لے کر حرام و سود سے پیٹ بھرتے رہے تو وہ ان کے پیٹوں میں بڑھتا رہا اور اس وقت اس قدر زیادہ ہو چکا ہو گا کہ اس کے بوجھ سے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے بھی قابل نہ رہیں گے، پس جب بھی لوگوں کے ساتھ مل کر تیزی سے چلنا چاہیں گے تو اوندھے منہ گر پڑیں گے اور دوبارہ پیچھے رہ جائیں گے۔

یہ بھی ایک مُسلَّمہ بات ہے کہ جب بھی وہ گریں گے تو ایک آگ انہیں میدانِ محشر کی جانب ہانکے گی اور اس طرح بھی ان کے عذاب میں مزید اضافہ ہو گا، اس طرح اللہ عزوجل ان پر دو بہت بڑے عذاب مسلّط فرما دے گا یعنی ایک عذاب تو ان کا چلنے میں بار بار گرنا اور دوسرا آگ کی تپش اور لپٹوں کا ان کو ہنکانا یہاں تک کہ وہ میدانِ محشر میں پہنچیں گے تو اپنی لڑکھڑاہٹ اور جنونی کیفیت کی بناء پر وہاں موجود تمام افراد کے درمیان (سود خور ہونے کی حیثیت سے) پہچانے جائیں گے، جیسا کہ حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: سود خور کو قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے سود کھانے کے بارے میں سب اہلِ محشر جان

لیں گے۔[1]

احادیث میں سود کی مذمت:

سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر سود کا ایک درہم کھائے تو 36 دفعہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔[2]

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سود کھانے والے، اسے کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی ہے اور یہ فرمایا یہ سب برابر (کے گنہگار) ہیں۔[3]

شہنشاہ کون و مکان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شب معراج میرا گزر ایک قوم پر ہوا، جن کے پیٹ مکانوں کی طرح تھے۔ ان کے اندر سانپ باہر سے نظر آرہے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: یہ سود کھانے والے ہیں۔[4]

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سود کھانے والے کا مال آخر میں کم ہو جاتا ہے۔[5]

تاجدار کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے، جس میں

---

(1)... الکبائر، ص:101 و الزواجر، ج:1، ص:714

(2)... مشکاۃ المصابیح، ج:2، الرقم:2702

(3)... صحیح مسلم، ج:2، الرقم:3981

(4)... سنن ابن ماجہ، ج،2 الرقم:2273

(5)... ایضاً، الرقم:2279

سے چھوٹے سے چھوٹا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرلے۔[1]

سرکار عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک درہم جو انسان سود کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک 33 مرتبہ زنا کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے اور زنا بھی وہ جو اس نے مسلمان ہونے کی حالت میں کیا ہو۔[2]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: آج رات میں نے دو (فرشتے بشکل) آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس کی سرزمین کی طرف لے گئے۔ ہم چلتے گئے، یہاں تک کہ ایک خون کی نہر کے کنارے پہنچ گئے۔ اس میں ایک آدمی کھڑا تھا اور ایک شخص نہر کے کنارے پر تھا۔ اُس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ نہر والا آدمی چلتا اور جب کنارے کے قریب پہنچ کر باہر نکلنا چاہتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر ایک پتھر دے مارتا اور اسے وہیں پہنچا دیتا جہاں وہ پہلے تھا۔ نہر والا آدمی جب بھی نکلنا چاہتا، کنارے والا اسی طرح اس کے منہ پر پتھر مارتا اور وہ وہیں لوٹ جاتا، جہاں پہلے تھا تو میں نے استفسار فرمایا: یہ کون شخص ہے جس کو میں نے نہر میں دیکھا۔ ایک نے کہا: یہ سود کھانے والا شخص ہے۔[3]

سرکار محترم، شفیع معظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: چار بندے ایسے (بدنصیب) ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ انھیں جنت میں داخل نہ فرمائے اور کی نعمتیں بھی نہ چکھنے

---

(1)... ایضاً، الرقم:2274

(2)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:14

(3)... الترغیب والترہیب، ج،2، ص:12

دے۔ وہ چار افراد یہ ہیں:

1. ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا۔
2. سود لینے والا۔
3. یتیم کا مال ناحق کھانے والا۔
4. والدین کی نافرمانی کرنے والا۔[1]

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس قوم میں سود کی وبا پھوٹ پڑے، انھیں تنگ دستی کی لپیٹ میں لے لیا جائے گا اور جس قوم کے اندر رشوت دینا، لینا عام ہو جائے، اُن پر رعب و گھبراہٹ مسلط کر دی جائے گی۔[2]

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ جتنا بھی سود کا مال زیادہ کر لے مگر انجام غربت و افلاس ہی ہو گا۔[3] ایک روایت میں ہے: سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے۔ بے شک اس کا انجام قلت و غربت ہے۔[4]

حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس قوم میں سود پھیلتا ہے، اس قوم میں جنون (پاگل پن) پھیلتا ہے۔ جس قوم میں زنا عام ہوتا ہے، اُن میں موت زیادہ واقع ہوتی ہے۔ اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو

---

(1)... ایضاً، ص:13

(2)... ایضاً، ص:14

(3)... ایضاً، ص:15

(4)... الکبائر، ص:103

روک دیتا ہے۔[1]

حدیث شریف میں ہے: سود کھانے والوں کو (روز قیامت) کتوں اور خنزیروں کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔ کیونکہ وہ سود کھانے کے لیے حیلہ بہانہ کرتے تھے۔ جس طرح ہفتہ والوں کو عذاب دیا، جب انھوں نے مچھلیاں نکالنے کے لیے حیلہ اختیار کیا، حالانکہ اللہ نے اُن کو ہفتہ کے دن مچھلیوں کے شکار سے منع کیا تھا۔ انھوں نے مچھلیوں کے لیے حوض بنائے، ہفتے کے دن ان میں مچھلیاں جمع ہو جاتی اور اتوار کے دن وہ ان کا شکار کر لیتے۔ جب انھوں نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل دیا۔[2]

سرکار والا تبار، شفیع روز شمار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عذاب کے فرشتے سود کھانے والوں کو اس طرح پچھاڑے دیں گئے، جس طرح سخت بخار والا پچھاڑے کھاتا ہے۔[3]

حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جتنا سود کھایا ہو گا، اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو اتنا ہی آگ سے بھرے گا اور اگر اس نے (سود سے) کوئی مال کمایا تو اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا اور سود خود اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور لعنت میں رہتا ہے۔ جب تک اس کے پاس ایک بھی سودی قیراط (یعنی دینات کا بیسواں حصہ) ہوتا ہے۔[4]

---

(1)... ایضاً، ص:104

(2)... ایضاً، ص:104

(3)... قرة العيون، ص:48

(4)... ایضاً، ص:49

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کتابوں میں لکھا ہے کہ سود خور جب پل صراط پر پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر درہم اور ہر دانہ اور ہر کپڑے اور ہر لقمے کے بدلے، بلکہ ہر وہ چیز جو اس نے سود میں کھائی ہو گی یا کمائی ہو گی، وہ جہنم کا سانپ بن جائے گی، جو اسے پل صراط سے کھینچ کر جہنم میں یہودیوں کے ساتھ لے جائے گی۔ ہاں جس نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالے گا اور اس کے گناہ کو معاف فرمادے گا۔[1]

رمضان میں بھی عذاب:

شیخ الاسلام امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں چھوٹا تھا تو پابندی سے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر حاضری دیا کرتا اور قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ رمضان المبارک میں نماز فجر کے فوراًبعد قبرستان گیا غالباً وہ رمضان کا آخری عشرہ بلکہ شب قدر تھی، اس وقت قبرستان میں میرے علاوہ کوئی نہ تھا بہر حال ابھی میں نے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن پاک کا کچھ حصہ ہی پڑھا تھا کہ اچانک شدید آہ وبُکا اور رونے دھونے کی آواز سنی، رونے والا بار بار "آہ! آہ! آہ!" کہہ رہا تھا، چونے سے تیار شدہ چمکدار سفید قبر سے نکلنے والی اس آواز نے مجھے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا تو میں قراءَت چھوڑ کر وہ آواز سننے لگا، میں نے قبر کے اندر سے عذاب کی آواز سنی، عذاب میں مبتلا شخص اس طرح آہ وزاری کر رہا تھا جسے سننے سے دل میں قلق اور گھبراہٹ پیدا

---

(1)... بستان الوعظین، ص:151

ہورہی تھی، میں کچھ دیر تک وہ آواز سنتا رہا پھر جب دن خوب روشن ہو گیا تو وہ آواز سنائی دینا بند ہو گئی، پھر جب ایک شخص میرے قریب سے گزرا تو میں نے اس سے پوچھا: "یہ کس کی قبر ہے؟" تو اس نے بتایا: "یہ فلاں کی قبر ہے۔" میں نے اس شخص کو بچپن میں دیکھا تھا، یہ کثرت سے مسجد آتا جاتا، نمازوں کو اپنے اوقات میں ادا کرتا اور بے جا گفتگو سے پرہیز کیا کرتا تھا، میں نے چونکہ اسے دیکھا ہوا تھا لہٰذا اس کو پہچان گیا، لیکن اس شخص کی اس موجودہ حالت نے مجھ پر بہت گہرا اثر ڈالا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے زندگی میں اعمالِ صالحہ کو محض اپنا ظاہری لبادہ بنا رکھا تھا، اس کے بعد میں نے اس کے احوال کی حقیقت جاننے والوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو لوگوں نے مجھے بتایا: "وہ سود کھایا کرتا تھا اور ایک تاجر تھا، جب بوڑھا ہوا اور اس کے پاس مال کم رہ گیا تو اس کا ظالم اور خبیث نفس اپنی باقی زندگی میں اس جمع شدہ پونجی سے گزارا کرنے پر راضی نہ ہوا اور شیطان نے اس کے دل میں سود کی محبت کو آراستہ کیا تاکہ اس کے مال میں کمی نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ وہ رمضان بلکہ شب قدر میں بھی اس دردناک عذاب سے دوچار ہے۔[1]

سود خور حکیم کا عبرتناک انجام:

ملتان شریف میں ایک حکیم حکمت کی دکان چلاتا تھا، ایک دن وہ حکیم شام کو مطب سے فارغ ہو کر گھر گیا، کھانا کھایا، عشاء کی نماز پڑھی اور معمولاتِ شب سے فارغ ہو کر سو گیا۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو اچانک وہ حکیم جاگ اٹھا اور اپنے پیٹ پر

---

(1)... الزواجر، ج:1، ص:69

ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔ اس پر بے چینی کی کیفیت طاری تھی، کچھ دیر کے بعد ایک سنسنی خیز منظر یوں رونما ہوا کہ اس کا پیٹ پھٹا اور تمام گھر میں گندگی اور بدبو کی شدید آندھی چل پڑی، جو پھیلتے پھیلتے پورے محلہ میں پھیل گئی، بدبو اتنی شدید تھی کہ کئی افراد بیہوش بھی ہو گئے، اہلِ خانہ نے میونسپل کارپوریشن کے لوگوں کو راتوں رات بلایا اور اس بدبودار لاش کو کوڑا کرکٹ والی گاڑی میں ڈلوا کر شہر سے باہر پھینکوا دیا۔

اگلی صبح اس سنسنی خیز واقعہ کی خبر تمام علاقے میں پھیل گئی ہر شخص بے چین تھا کہ آخر یہ حکیم ایسا کون سا برا کام کیا کرتا تھا کہ اس قدر شدید عذاب کا شکار ہو کر مرا۔ اس بھیانک انجام کی خبر بتاتے ہوئے ایک شخص نے بتایا کہ یہ حکیم مطب کے علاوہ سودی لین دین بھی کیا کرتا تھا اور سانحہ والے دن اس نے ایک مقروض عورت سے سودی رقم کم ہونے پر بدتمیزی کی، جس پر اس نے بددعا دی اور یوں یہ حکیم سودی لین دین کی وجہ سے عبرتناک عذاب سے دوچار ہو گیا۔[1]

سود خور کی قبر سے دہکتی آگ نکلتی:

آج سے تقریباً پچاس سال قبل کی بات ہے کہ جلال پور پیر والا کے نواحی علاقے کی ایک قبر سے ہر جمعرات کو دہکتی ہوئی آگ نکلتی تھی، آگ کے شعلے دور سے واضح دکھائی دیا کرتے تھے، اہلِ علاقہ اس قبر میں مدفون شخص پر عذابِ الٰہی ہوتا ہوا دیکھ کر نہایت پریشان تھے۔ چنانچہ وہ ایک بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرہ بیان کیا۔ وہ بزرگ چند دن تک اس عذاب والی قبر پر اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا ذکر کرتے رہے، مختلف

---

(1)... انظر: سود اور اس کا علاج

اَورادو وَظائف میں مشغول رہے اور میت کیلئے دعائیں کی بالآخر وہ عذاب کی صورت آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ عذاب والی قبر کے متعلق جب معلومات کی گئیں تو پتا چلا کہ صاحبِ قبر ظاہری طور پر تو نیک مسلمان تھا لیکن سود کا لین دین کرتا تھا۔[1]

سود خور کو اژدھے نے لپیٹ میں لے لیا:

کوئٹہ این این آئی نیوز ایجنسی کے حوالے سے ایک خبر منقول ہے کہ بلوچستان کے ایک قصبہ میں مردہ کو لحد میں اتارتے ہوئے اس وقت لوگوں میں خوف وہراس پھیل گیا جب مردے سے لپٹے ایک اژدھے نے کفن سے اپنا سر باہر نکالا۔ تفصیلات کے مطابق شیخ ماندہ کا رہائشی انتقال کر گیا۔ نمازِ جنازہ کے بعد جب مردہ کو لحد میں اتارتے وقت اس کے اوپر سے کپڑا ہٹایا گیا تو اس کے کفن کے اوپر ایک خوفناک اژدھا لپٹا ہوا تھا، عینی شاہدوں کے مطابق سانپ مردے کے پاؤں سے بل کھاتا ہوا پورے کفن سے ہوتا ہوا اس کے سر کے اوپر تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ ہلاک ہونے والا شخص سود کی ایک قسم کا کاروبار کرتا تھا اور علماء نے لوگوں کو سانپ مارنے سے منع کرتے ہوئے اسی طرح دفن کرنے کا حکم دے دیا۔[2]

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا! سود لینا اور دینا چھوڑ دے۔ورنہ تیرے لیے دنیا اور آخرت میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ یاد رکھ سود خور کے لیے اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

---

(1)... ایضاً، ص:43

(2)...ایضاً، ص:49

جب ایک انسان سے تو جنگ کر نہیں سکتا تو بھلا اللہ ورسول سے جنگ کس طرح کرے گا؟ نہ تیرے مال میں برکت ہو گی اور نہ تجھے اس سے نفع حاصل ہو گا۔

سود کا گناہ اللہ کے نزدیک 33 دفعہ زنا کرنے سے بھی بڑا ہے، یہی نہیں بلکہ اتنا بڑا ہے کہ جیسے حالت اسلام میں کسی نے اپنی ماں سے نکاح کر لیا ہو۔ حالانکہ ماں سے نکاح تیرے نزدیک ایسا عظیم گناہ ہے کہ تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پھر تو نے یہ سود جیسے گناہ کے بارے کیسے سوچ لیا۔ افسوس ہے تیری حالت پر تو نے سود جیسے گناہ کو کیوں اختیار کر لیا جو اللہ کے نزدیک ماں سے نکاح کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اگر تو اس گناہ سے دور نہ رہا تو تجھے قبر و حشر میں سخت عذابات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ روز محشر تو اس حالت میں اٹھے گا کہ تجھے دیکھتے ہی لوگوں کو پتا چل جائے گا کہ تو سود خور ہے۔ اپنے اندر سے دولت کی محبت نکال دے اور قناعت کی زندگی بسر کر اسی میں تیرا فائدہ ہے۔ نہ کسی سے سود لے اور نہ دے۔

قرضہ دینے کی فضیلت:

مسلمانوں کو قرضہ بغیر سود کے دینے کی بہت فضیلت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے معراج ہوئی میں نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ اجر دس گنا اور قرض کا اجر اٹھارہ گنا ہے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا: کیا سبب ہے کہ قرض کا درجہ صدقہ سے بڑھ گیا؟ انھوں نے جواب دیا: سائل کے پاس مال ہوتا ہے پھر بھی سوال کرتا ہے۔ لیکن

قرض مانگنے والا حاجت کی بنا پر مانگتا ہے۔[1]

صرف قرضہ دینے کی ہی فضیلت نہیں ہے۔ بلکہ قرض دار کو مہلت دینے یا قرضہ بلکل معاف کر دینے کی بھی بہت فضیلت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر جانو۔[2]

نبی اکرم نور مجسم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عرش کے سائے میں رکھے گا، جب اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا۔[3]

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص نے کوئی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا، البتہ وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا پھر وہ اپنے ایلچی کو کہتا، جہاں آسانی سے ملے وہاں وصول کرو، لیکن جہاں (مقروض بے چارہ مفلس اور) تنگ دست ہو تو چھوڑ دو اور درگزر کرو، شاید اللہ ہم سے درگزر فرمائے۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا: کیا تو نے کبھی نیکی کی تھی؟ اس شخص نے عرض کیا: نہیں، مگر میرا ایک نوکر تھا اور میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، جب میں اس کو قرض کی وصول کے لیے بھیجتا تو کہہ دیتا اگر آسانی سے ملے تو لے لو اور جہاں دشواری ہو چھوڑ دے اور

---

(1)... سنن ابن ماجہ، ج:2، الرقم:2431

(2)... البقرہ:280

(3)... سنن ترمذی، ج:1، الرقم:1316

معاف کر امید ہے اللہ بھی ہمیں معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کر دیا۔[1]

(1)... سنن النسائی، ج:3، الرقم: 4708

باب نمبر 4

شراب نوشی کا انجام

مسلمانوں کے اندر جو گناہ بڑی تیزی سے پروان چڑھ رہے ہیں، اُن میں شراب نوشی سرفہرست ہے۔ شراب نوشی کے دنیاو آخرت میں نقصان ہی نقصان ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق تیس سال سے الکوحل سے متاثر مریضوں کا علاج کرنے والے ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر نے بتایا: دنیا بھر میں لوگ سکون و اعتماد حاصل کرنے، اپنے مزاج کو ٹھنڈا بنانے اور دباؤ یا مایوسی کی کیفیت سے نکلنے کے لیے شراب نوشی کرتے ہیں۔ مگر کثیر شراب نوشی کی وجہ سے عارضہ قلب، فشار خون، ذیابطیس، جگر اور گردوں کے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ شراب کا سب سے زیادہ اثر جگر پر پڑتا ہے اور وہ سکڑنے لگتا ہے۔ گردوں پر اضافی بوجھ پڑتا ہے جو بالآخر نڈھال ہو کر انجام کار ناکارہ ہو جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ شراب کے استعمال کی کثرت دماغ کو متورم (یعنی سوجن) میں مبتلا کرتی ہیں، اعصاب میں سوزش ہو جاتی ہے، نتیجہ اعصاب کمزور ہو کر تباہ ہو جاتے ہیں۔ شرابی کے معدہ میں سوجن ہو جاتی ہے۔ ہڈیاں اور نرم اور خستہ یعنی بہت ہی نرم ہو جاتی ہیں۔ شراب جسم میں موجود وٹامنز کے ذخائز کو تباہ کرتی رہے ہے، وٹامن بی اور سی اس کی غارتگری کا بالخصوص نشانہ بنتے ہیں۔ شراب کے ساتھ تمباکو نوشی کی جائے تو اس کے اثرات کئی گناہ بڑھ جاتے ہیں اور ہائی بلڈ پریشر سڑوک اور ہارٹ اٹیک کا شدید خطرہ رہتا ہے۔ بکثرت شراب پینے والا تھکن، سر درد، متلی اور شدت پیاس میں مبتلا

رہتا ہے۔ بے تحاشہ شراب پینے سے دل اور عمل تنفس (سانس لینے کا عمل) رک جاتا ہے اور شرابی فوری طور پر موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ شراب کے ذریعے معدہ کی باریک جھلیوں میں سوراخ ہو جاتے ہیں۔ جس سے بعد میں کئی امراض جنم لیتے ہیں، شراب عقل کو کم اور قوت حافظہ کو کمزور کرتی ہے۔ عصر میں لوگ جو شراب پیتے ہیں یہ خالص نہیں ہوتی بلکہ پانی میں کمیکل اور نشہ آور ادویات ملا کر بنائی جاتی ہے۔ اس طرح اس کے نقصانات پہلے سے کئی گناہ بڑھ جاتے ہیں، مخصوص کمیکل اور نشہ آور ادویات کی مقدار زیادہ شامل ہو جانے سے بعض دفعہ شراب زہریلی ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

بکثرت شراب پینے والا جریان، احتلام اور سرعت انزال جیسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر ان کا علاج بروقت نہ کیا جائے تو انسان کو نامردی آن گھیرتی ہے، انسان جب شراب پی لیتا ہے تو اس کے بعد جو اس کی حالت ہوتی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، اپنی اس حالت میں ایسی حرکتیں کر گزرتا ہے، جن پر بعد میں شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ حضرت امام ابن ابی دنیار حمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ میرا گزر نشے میں مست ایک شخص کے پاس سے ہوا، وہ اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا تھا اور وضو کرنے والے کی طرح اس سے اپنا ہاتھ دھو رہا تھا اور کہہ رہا تھا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّالْمَآءَ طَھُوْرًا یعنی تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اسلام کو نور اور پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔[1]

(1)... الزواجر، ج:2، ص:551

شرابی ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے اور اس کی وجہ سے کثیر گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے اسے برائیوں کی ماں کہا ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: برائیوں کی ماں (شراب) سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جو لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک عورت اس کی محبت میں گرفتار ہو گئی اور اس کی طرف خادم کو کہلا بھیجا کہ گواہی کے لیے تمہاری ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچ گیا اور جس دروازے سے اندر داخل ہوتا وہ بند کر دیا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ ایک نہایت حسین و جمیعل عورت کے پاس جا پہنچا، جس کے قریب ایک لڑکا کھڑا تھا اور وہاں شیشے کا ایک بڑا برتن تھا جس میں شراب تھی۔ وہ عورت بولی میں نے تمھیں یہاں کسی قسم کی گواہی دینے کے لیے نہیں بلایا، بلکہ اس لیے بلایا ہے کہ تم اس لڑکے کو قتل کر دو یا میری نفسانی خواہش پوری کر دو یا پھر شراب کا ایک جام پی لو۔ اگر انکار کیا تو میں شور کروں گی اور تمہیں ذلیل ورسوا کر دوں گی۔

جب اس شخص نے دیکھا کہ چھٹکارے کی کوئی راہ نہیں ہے تو شراب پینے پر راضی ہو گیا، عورت نے شراب کا ایک جام پلایا تو اس نے نشے میں مزید شراب مانگی، وہ اسی طرح شراب پیتا رہا، یہاں تک کہ نہ صرف اس عورت کے ساتھ منہ کالا کیا بلکہ لڑکے کو بھی قتل کر ڈالا۔ (اس طرح شراب، زنا اور قتل جیسے کبیرہ گناہوں کا سبب بنی۔) لہذا تم شراب سے بچتے رہو، اللہ کی قسم بے شک ایمان اور شراب نوشی دونوں کسی ایک ہی شخص کے سینے میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ (اگر کوئی ایسا کرے گا تو) ایمان و شراب میں

سے ایک دوسرے کو نکال باہر کرے گا۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو فرشتے عرض کرنے لگے: اے ہمارے پروردگار! کیا تو اسے زمین میں اتارتا ہے جو فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ فرشتے بولے: اے ہمارے رب! ہم بنی آدم سے بڑھ کر تیری اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا: فرشتوں میں سے دو فرشتے منتخب کر لو، ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا عمل کرتے ہیں؟ فرشتوں نے عرض کی: ہم ہاروت و ماروت کو منتخب کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں زمین پر اتر جاؤ، پھر زہرہ ستارے کو ان کے امتحان کے لیے پری چہرہ عورت کی شکل بنا کر بھیجا گیا۔ (اس بات کا ان کو علم نہ تھا) یہ دونوں اس کے پاس گئے اور طالب وصال ہوئے۔ وہ کہنے لگی: اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گی جب تک تم یہ شرکیہ کلمات نہ کہو۔ کہنے لگے: اللہ کی قسم! اللہ کے ساتھ شرک تو ہم ہر گز نہیں کر سکتے۔ وہ حسین عورت انھیں چھوڑ کر چلی گئی، پھر لوٹ کر آئی تو ایک بچہ اٹھائے ہوئے تھی۔ ہاروت و ماروت نے پھر اپنی خواہش کا اظہار کیا تو وہ بولی بخدا ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا جب تک تم اس بچہ کو قتل نہ کر دو۔ کہنے لگے: بخدا اسے ہم کبھی نہیں قتل کریں گئے۔ وہ عورت چلی گئی، پھر لوٹی تو شراب سے بھرا ہوا پیالہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھی، فرشتے پھر وصال کا سوال کرنے لگے، تو وہ خدا کی قسم اس وقت تک ایسا

(1)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:198

ممکن نہیں ہو سکتا جب تک یہ شراب نہ پی لو۔

اب انھوں نے (سب سے ہلکا گناہ سمجھ کر) شراب پی لی تو ان پر نشہ طاری ہو گیا۔ پھر عورت سے بدکاری بھی کی اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ جب انھیں ہوش آیا تو عورت نے کہا: تم نشے میں تھے تو تم نے سب کچھ وہ کر لیا جس کا میرے سامنے انکار کرتے تھے۔ اب انھیں (اللہ کی طرف سے) اختیار دیا گیا کہ دنیا یا آخرت کے عذاب میں سے جو چاہیں اختیار کر لیں تو انھوں نے دنیا کا عذاب اختیار کر لیا۔[1]

ان دونوں حدیثوں میں جن افراد کا ذکر ہے انھوں نے شراب پینے کے گناہ کو معمولی سمجھا تھا۔ مگر حقیقت میں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ بلکہ ہر گناہ کی کنجی ہے کہ انسان جن گناہوں کو ہوش و حواس میں کرنے سے کتراتا ہے انھیں نشہ کی حالت میں کر گزرتا ہے۔

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شراب سے بچو کیونکہ یہ ہر گناہ کی کنجی ہے۔

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شراب گناہوں کا مجموعہ ہے، عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سرچشمہ ہے۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اللہ کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے شراب کے متعلق پوچھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ سب سے بڑا گناہ اور تمام برائیوں کی جڑ ہے، شراب پینے والا نماز چھوڑ دیتا ہے اور (بعض اوقات) اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی تک سے بدکاری کا مرتکب ہو جاتا ہے۔[3]

---

(1)... ایضاً، ص:198

(2)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:197

(3)... سنن نسائی، ج:3، الرقم:5682

اے بندہ خدا! شراب کے جتنے گناہ تیرے علم میں آچکے ہیں کیا یہ کم ہیں؟ شرابی کو دکھوں، غموں اور خسارے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اور تجھ پر یہ بھی لازم ہے کہ تو شرابی کی صحبت اختیار نہ کرے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے شرابیوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے: شراب پینے والوں کی مجلس میں بیٹھو، نہ اُن کے بیماروں کی عیادت کرو اور نہ اُن کے جنازوں میں شرکت کرو اور قیامت کے دن شرابی کو یوں لایا جائے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو گا اور اس کی زبان اس کے منہ سے نکل کر سینے پر لٹک رہی ہو گی اور لعاب بہہ رہا ہو گا۔ جو اسے دیکھے گا اسے اس سے گھن آئے گی اور وہ جان لے گا کہ یہ شراب نوش ہے۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شرابیوں کو سلام نہ کرو۔[2]

بعض علما کرام نے فرمایا: اِن لوگوں کو سلام کہنے اور ان کی بیمار پرسی سے اس لیے روکا گیا ہے کہ شراب پینے والا فاسق لعنتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شرابوں اور ان کے پینے والوں پر لعنت بھیجی ہے اور اگر وہ اسے خریدے اور پلائے تو دو بار معلون ہو گا۔ اور اگر کسی اور کو بھی پلائے تو تین بار معلون ہو گا۔ اس لیے ان کی عیادت کو اور ان کو سلام کہنے سے منع کیا گیا، البتہ یہ کہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔[3]

---

(1)... الکبائر، ص:135

(2)... صحیح بخاری، ج:3، ص:522

(3)... الکبائر، ص:135

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۹۰) اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ

اے ایمان والو شراب اور جُوا اور بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

امام ابو الفرج عبد الرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یاد رکھو! شراب نوشی میں دس بری خصلتیں ہیں:

(۱) یہ بندے کی عقل میں فتور ڈال دیتی ہے اس طرح وہ بچوں کے لئے تماشا اور مذاق بن جاتا ہے۔ امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے ایک شرابی کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا وہ اپنے منہ پر پیشاب مل رہا تھا اور کہہ رہا تھا: " یاالٰہی عزوجل! مجھے کثرت سے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں میں شامل فرما۔

مزید فرماتے ہیں: "میں نے نشے میں مدہوش ایک شخص کو دیکھا جس نے قے کی تھی اور کتا اس کا منہ چاٹ رہا تھا تو وہ نشہ کرنے والا اس سے کہہ رہا تھا: " اے میرے آقا! اللہ عزوجل مجھے اولیاء جتنی بزرگی عطا فرمائے۔

(۲) یہ مال کو ضائع اور برباد کرتی ہے اور تنگدستی کا سبب بنتی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا مانگی: " یاالٰہی عزوجل! ہمیں شراب کے بارے میں واضح حکم ارشاد فرمادے کیونکہ یہ مال کو برباد اور عقل کو ختم کر دیتی

ہے۔

(۳) یہ عداوت اور دشمنی کا سبب ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّوۡقِعَ بَیۡنَکُمُ الۡعَدَاوَۃَ وَالۡبَغۡضَآءَ فِی الۡخَمۡرِ وَالۡمَیۡسِرِ وَیَصُدَّکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ ۚ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَہُوۡنَ

شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوادے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔(1)

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: "یارب عزوجل! ہم باز آگئے۔

(۴) شراب کھانے کی لذت اور درست کلام سے شرابی کو محروم کردیتی ہے۔

(۵) بعض اوقات شراب، شرابی کی بیوی کو اس پر حرام کردیتی ہے اور وہ زنا میں مبتلا ہوجاتا ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شرابی نشہ میں مدہوش ہوکر اکثر طلاق دے دیتا ہے اور بعض اوقات لاشعوری طور پر قسم توڑڈالتا ہے تو اپنی حرام کی ہوئی بیوی سے زنا کر بیٹھتا ہے۔

بعض صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا قول ہے: "جس نے اپنی بیٹی کو کسی شرابی کے نکاح میں دیا گویا اس نے اپنی بیٹی کو زنا کے لئے پیش کردیا۔

(۶) یہ ہر برائی کی کنجی ہے اور شرابی کو بہت سے گناہوں میں مبتلا کردیتی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے، آپ رضی

---

(1)... المائدۃ:91

اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:" اے لوگو! شراب نوشی سے بچتے رہو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

(۷) شراب نوشی کا ساتواں نقصان یہ ہے کہ یہ شرابی کو بدکاروں کی مجلس میں لے جاتی ہے اپنی بدبو سے اس کے کاتب فرشتوں کو ایذا دیتی ہے۔

(۸) یہ شرابی پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیتی ہے چالیس دن تک نہ اس کا کوئی عمل اوپر پہنچتا ہے نہ ہی دُعا۔

(۹) شراب نوشی، شرابی پر اَسّی کوڑے واجب کر دیتی ہے لہٰذا اگر وہ دنیا میں اس سزا سے بچ بھی گیا تو آخرت میں مخلوق کے سامنے اسے کوڑے مارے جائیں گے۔

(۱۰) یہ شرابی کی جان اور ایمان کو خطرے میں ڈال دیتی ہے اس لئے مرتے وقت ایمان چِھن جانے کا خدشہ رہتا ہے۔[1]

طلاق کا وقوع:

اگر کسی نے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو طلاق ہو جائے گی کہ نشہ کوئی عذر نہیں۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نشہ والے نے طلاق دے دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بنگ وغیرہ کسی اور چیز سے، افیون کی پنک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی۔[2]

---

(1)... بحرالدموع، ص:291

(2)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ

حکایت:

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَیں ایک رات مسجد کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں چند عورتوں کو دیکھا وہ رورہی تھیں۔ میں نے ان سے رونے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: "ہمارا ایک مریض ہے جسے ہم بلاتی ہیں اور بار بار کلمہ پڑھنے کی تلقین کرتی ہیں لیکن وہ کلمہ نہیں پڑھتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے چلیں اور اس کو کلمہ کی تلقین کرکے اجر و ثواب کمائیں۔" تو مَیں نے چل کر اس مریض کو کلمہ طِیّبہ "لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی تلقین کی لیکن اس نے کلمہ نہ پڑھا، میں نے کلمہ کو دوبارہ دُہرایا تو اس نے آنکھیں کھولیں اور کہا: "مَیں لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ کا انکار کرتا ہوں اور دین اسلام سے بیزار ہوں۔" اور اسی حالت

میں اس کی روح نکل گئی۔ (وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى) چنانچہ میں وہاں سے نکلا اور عورتوں کو اس کے بارے میں بتانے کے بعد لوگوں سے کہا:

اے لوگو! نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیونکہ یہ کافر ہو کر مرا ہے اور اس کے گھر والوں سے پوچھو کہ یہ کون سا گناہ کیا کرتا تھا؟" تو گھر والوں نے بتایا: "ہمیں کسی اور گناہ کے بارے میں تو علم نہیں مگر یہ کہ یہ شراب پیتا تھا اس لئے مرتے وقت شراب نے اس کا ایمان چھین لیا۔[1]

---

(1)... قرة العيون، ص:32

شراب بطور دوا:

بعض لوگ شیطان کے وسوسے میں آکر شراب کو بطور دوا استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ شراب کو بطور دوا استعمال کرنا بھی جائز نہیں اور نہ ہی اس میں شفا ہے۔

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میری بیٹی نے مجھ سے کسی مرض کی شکایت کی تو میں نے اس کے لیے ایک کوزہ میں نبیذ بنائی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے جبکہ نبیذ جوش مار رہی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: اے ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: میں اس سے اپنی بیٹی کا علاج کروں گی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو چیز میری امت پر حرام کی ہے، اُس میں اس کے لیے شفا نہیں رکھی۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے شراب کے متعلق دریافت کیا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شراب پینا جائز نہیں۔ اس نے عرض کی: ہم اپنے مریضوں کو اسے بطور دوا استعمال کرواتے ہیں تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ تو خود ایک بیماری ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہاری اولاد فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔ ان کا علاج شراب سے نہ کرو اور نہ ہی ان کو اس کی غذا دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ناپاک چیزوں کو شفا نہیں بنایا اور اس کا گناہ اس پر ہو گا جس نے ان بچوں کو شراب پلائی۔[2]

---

(1)... الزواجر، ج:2، ص:580

(2)... کتاب الاثار، الرقم:840

حکایت:

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک شاگرد کے پاس پہنچے جو قریب المرگ تھا۔ آپ اس کے سر کے قریب بیٹھ گئے اور سورہ یٰسین تلاوت کرنے لگے تو اس نے کہا: سورہ یٰسین پڑھنی بند کر دیں۔ پھر آپ نے اسے کلمہ پڑھنے کی تلقین کی اور کہا: لا الہ الا اللہ کہو۔ اس نے کہا: میں یہ کلمہ ہرگز نہیں پڑھوں گا، میں اس سے بیزار ہوں اور انہی الفاظ پر اس کی موت واقع ہو گئی۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شاگرد کے بُرے خاتمے کا سخت افسوس ہوا اور چالیس دن تک اپنے گھر سے باہر نہ نکلے، اندر بیٹھ کر روتے رہے۔ چالیس دن بعد خواب میں دیکھا کہ اس شاگرد کو ملائکہ دوزخ میں گھسیٹ رہے ہیں۔ آپ نے اس سے پوچھا: تمہاری معرفت اللہ تعالیٰ نے کس سبب سے سلب کر لی، حالانکہ تو میرے لائق ترین شاگردوں میں سے تھا تو اس نے جواب دیا: تین عیبوں کی وجہ سے۔

1. میرے اندر چغل خوری کا عیب تھا میں اپنے ساتھیوں کو کچھ بتاتا تھا اور آپ کو کچھ
2. میں اپنے ساتھیوں سے حسد کرتا تھا
3. مجھے ایک بیماری تھی میں نے اس کا علاج حکیم سے پوچھا۔ اس نے کہا: سال میں ایک مرتبہ ایک جام شراب کا پیا کر تب تو صحت مند ہو گا ورنہ بیماری تیرا پیچھا نہ چھوڑے گی۔ تو ہر سال میں ایک گلاس شراب پیا کرتا تھا۔[1]

---

(1)... منہاج العابدین، ص:313

شراب پینے والوں کے لیے ان روایات وحکایات میں درس عبرت ہے۔ معاذ اللہ اگر شراب نوشی کی نحوست کی وجہ سے ایمان پر خاتمہ نہ ہوا تو ہمیشہ کے لیے کفار کے ساتھ جہنم کا ایندھن بننا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ شرابی کا ایمان خطرے میں ہے۔
حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا، کوئی چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا، کوئی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا۔ (تاہم اُن کے لیے) توبہ کی گنجائش ہوتی ہے۔[1]
شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شرابی شراب پیتا ہے تو وہ ایمان کے ساتھ ہوتے ہوئے شراب نہیں پیتا۔[2]
حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص شراب کا عادی ہونے کی حالت میں مر جائے تو وہ لات اور عزیٰ (بتوں کے نام ہیں) کے پجاری کی طرح مرتا ہے۔ پوچھا گیا: ہمیشہ شراب پینے والا وہ جو شراب سے کبھی افاقہ حاصل نہیں کرتا؟ تو فرمایا: نہیں بلکہ یہ وہ شخص ہے کہ اسے جب بھی مل جائے پیتا ہے چاہے کئی سالوں بعد ہو۔[3]
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی شرابی مر جائے تو اسے دفن کر دو۔ اس کے بعد مجھے ایک لکڑی پر لٹکا کر اس کی قبر کھود دو۔ اگر اس کا چہرہ قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے یونہی لٹکتا چھوڑ دینا۔[4]

---

(1)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:116

(2)... سنن نسائی، ج:3، الرقم:4886

(3)... الکبائر، ص:133

(4)... الزواجر، ج:2، ص:582

ایک تابعی بزرگ سے ان کی توبہ کا سبب پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: میں قبریں کھود کر ان مردوں کو دیکھتا جن کے چہرے قبلہ سے پھیرے جاتے تھے۔ میں ان کے گھر والوں سے ان کے بارے پوچھتا تو وہ کہتے یہ لوگ دنیا میں شراب پیتے تھے اور توبہ کے بغیر مر گئے۔[1]

اب لوگوں نے شراب کا نام بدل کر اسے مختلف برانڈز سے متعارف کروایا ہے۔ اس طرح وہ خود کو دوھوکا دیتے ہیں۔ یاد رہے کسی چیز کا نام بدل دینے سے اس کی اصلیت نہیں بدل جاتی۔ شراب کا نام بدل کر پینے والے افراد کے متعلق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پہلے ہی خبر دے دی تھی۔

سرکار عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پییں گئے اور اس کا نام تبدیل کرکے دوسرا رکھیں گئے۔ ان کے سروں پر باجے بجیں گئے، گانے والیاں گائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں دھنسا دے گا اور انھیں بندر اور سور بنائے گا۔[2]

شرابیوں پر لعنت:

شہنشاہ مدینہ، رحمت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی۔ شراب نچوڑنے والا، نچڑوانے والا، پینے والا، اٹھانے والا، جس کے لیے اٹھائی جائے، پلانے والا، بیچنے والا، اس کی قیمت کھانے والا، خریدنے والا اور جس کے

---

(1)... الکبائر، ص:138

(2)... سنن ابن ماجہ، ج:2، الرقم:4020

لیے خریدی جائے۔[1]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت کو حرام فرمایا، مردار اور اس کی قیمت کو حرام فرمایا، خنزیر اور اس کی قیمت کو بھی حرام فرمایا ہے۔[2]

شرابیوں کے لیے اخروی سزائیں:

سرکارِ عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ نشہ کی حالت میں دنیا سے جدا ہوا، وہ قبر میں بھی نشہ کی حالت میں جائے گا، قبر سے اٹھایا بھی نشہ کی حالت میں جائے گا اور اس کو جہنم میں ڈالے جانے کا حکم بھی نشہ ہی میں ہو گا۔ اسے (جہنم میں) اس پہاڑ کی طرف لے جانے کا حکم ہو گا جسے سکران کہا جاتا ہے۔ اس پہاڑ میں ایک چشمہ بہہ رہا ہو گا جس میں دوزخیوں کی پیپ اور خون ہو گا اور جب تک آسمان و زمین رہیں گئے اُن کا یہی کھانا اور یہی پینا ہو گا۔[3]

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شرابی قبر سے مردار سے بھی زیادہ بری حالت میں نکلے گا کہ اس کی گردن میں شراب کی بوتل لٹکی ہو گی اور ہاتھ میں جام ہو گا۔ سانپ اور بچھو اس کے سارے جسم پر چمٹے ہوں گے، اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، جس سے اس کا دماغ کھولتا ہو گا۔ اس کی قبر جہنم کے

---

(1)... سنن ترمذی، ج:1، الرقم:1304

(2)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:193

(3)... ایضاً، ص:203

گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی جو فرعون وہامان کے قریب ہوگی۔[1]

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گئے۔ ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، جادو کی تصدیق کرنے والا اور قطع رحمی کرنے والا اور جو اس حال میں مرے کہ ہمیشہ شراب پیتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے نہر غوطہ میں سے پلائے گا۔ عرض کی گئی نہر غوطہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ ایک نہر ہے جو زناکار عورتوں کی شرماگاہوں سے جاری ہوگی، ان کی شرم گاہوں کی بدبو اور گندگی خود اہل جہنم کو بھی اذیت میں مبتلا کر دے گی۔[2]

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص شراب نوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ بروز قیامت جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا۔[3]

نبی رحمت شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ مزامیر (گانے بجانے کے آلات) سارنگیاں، طبلے توڑ ڈالوں اور وہ بت بھی پاش پاش کر دوں جن کو زمانہ جہالیت میں پوجا جاتا تھا اور میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کھائی کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ ایک گھونٹ بھی شراب پیئے گا، میں اسے اس کے بدلہ میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا، چاہے پلانے والا گنہگار ہو یا پرہیز گار اور میرے بندوں میں سے جو بندہ میرے خوف کی وجہ سے اسے چھوڑ دے گا میں اسے بہشت کی نعمتیں

---

(1)... قرة العیون، ص:23

(2)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:195

(3)... ایضاً،195

پلاؤں گا۔[1]

رسول محتشم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بندہ جب پہلی مرتبہ شراب پیتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے، جب دوسری مرتبہ پیتا ہے تو ملک الموت علیہ السلام اس سے بیزار ہو جاتے ہیں، جب تیسری مرتبہ پیتا ہے تو اللہ کے رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس سے بیزار ہو جاتے ہیں، چوتھی مرتبہ پینے پر کراماً کاتبین اور پانچویں مرتبہ پینے پر جبرائیل علیہ السلام، چھٹی مرتبہ پینے پر اسرافیل علیہ السلام اور ساتویں مرتبہ پینے پر میکائیل علیہ السلام بیزار ہو جاتے ہیں اور جب آٹھویں اور نویں مرتبہ پیتا ہے تو ساتوں آسمان اور اہل آسمان اس سے بیزار ہو جاتے ہیں اور جب دسویں مرتبہ شراب پیتا ہے تو جنت کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور جب وہ گیارہویں مرتبہ شراب پیتا ہے تو جہنم کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں، بارہویں مرتبہ پینے پر حاملین عرش (یعنی عرش اٹھانے والے فرشتے)، تیرہویں مرتبہ پینے پر کرسی، چودہویں مرتبہ پینے پر عرش اور جب پندرہویں مرتبہ شراب پیتا ہے تو اللہ جبارُ وقہار عزوجل اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔ تو جس شخص سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام، تمام ملائکہ اور خود ربِ جبار وقہار جل جلالہ بیزار ہو جائے تو وہ جہنم میں گناہ گاروں کے ساتھ ہلاک ہو گا۔

(مزید ارشاد فرمایا) بلا شبہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جہنم میں آگ کے پیالے سے پلائے گا جس سے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں گی اور اس پیالے کی تپش سے اس کا گوشت ہڈیوں سے جھڑ جائے گا اور جب وہ اس پیالے سے پیئے گا تو اس کی آنتیں کٹ کٹ کر

---

(1)... ایضاً، ص:200

اس کی شرمگاہ سے نکل جائیں گی۔ ہلاکت ہے! شرابی کے لئے کہ وہ عذابِ جبار و قہار جل جلالہ میں گرفتار ہو گا۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی مکرم، شفیع معظم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جس شخص نے شراب پی اور اس کو پیٹ میں اتارا، اللہ تعالیٰ اس کی سات دن کی نماز قبول نہیں فرمائے گا اور اگر وہ اس عرصہ میں فوت ہو گیا تو کافر مرا (یعنی اگر اس نے شراب کو حلال جان کر پیا ورنہ فعل حرام کا مرتکب ہوا) اور اگر اس شخص کی عقل جاتی رہی اور کوئی فرض چھوٹ گیا یا قرآن مجید چھوٹ گیا تو اس کی چالیس دنوں کی نماز مقبول نہ ہو گی اور وہ اس عرصہ میں فوت ہوا (اور توبہ نہ کی، نیز شراب کو حلال جانتا تھا) تو وہ شخص کفر پر مرے گا۔[2]

سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی چار مرتبہ شراب پی لے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور اس کا نام جہنم کے سب سے نچلے دَرجہ میں لکھ دیتا ہے اور پھر نہ اس کی نماز قبول فرماتا ہے نہ روزہ اور نہ ہی صدقہ، مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے ورنہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔[3]

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:" قیامت کے دن زانیوں اور شرابیوں کو دوزخ کی طرف گھسیٹا جائے گا جب وہ جہنم کے

---

(1)... قرة العيون، ص:24

(2)... سنن نسائی، ج:3، الرقم:5685

(3)... قرة العيون، ص:26

قریب ہوں گے تو اُس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور عذاب کے فرشتے لوہے کے گُرزوں سے ان کا استقبال کریں گے، اور وہ ان کو دنیا کے دنوں کی گنتی کے برابر دوزخ میں مارتے رہیں گے پھر انہیں جہنم میں ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیں گے تو چالیس سال تک جہنمی کے جسم کے ہر عضو پر بچھو ڈنک مارتے رہیں گے اور سانپ اُس کے سر پر ڈستے رہیں گے پھر بھی وہ اپنے مقررہ مقام تک نہ پہنچے گا تو آگ کی لپٹ اُسے آخری سرے تک پہنچا دے گی اور دوزخ کے فرشتے اسے ماریں گے تو وہ جہنم کی تہ میں گر جائے گا۔

(پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی)

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ؕ

جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔[1]

پھر وہ پیاس کی شدت سے چلا کر کہیں گے: "ہائے پیاس! ہائے پیاس! ہمیں پانی کا ایک ہی گھونٹ پلا دو۔" ان پر مقرر عذاب کے فرشتے جہنم کے جوش مارتے اور کھولتے ہوئے پانی پیالے سامنے کریں گے تو جب شرابی پیالے کو منہ لگائے گا تو اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا، پھر جب وہ کھولتا ہوا پانی اس کے پیٹ میں پہنچے گا تو اس کی آنتوں کو کاٹ دے گا اور وہ اس کے پچھلے مقام سے باہر نکل جائیں گی پھر آنتیں اپنی حالت پر لوٹ آئیں گی، پھر عذاب میں گرفتار ہو گا تو یہ شرابی کی

---

(1)... النساء:56

سزا ہے۔[1]

دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "قیامت کے دن شرابی اس حال میں آئے گا کہ اس کی گردن میں شراب کا برتن لٹک رہا ہو گا اور اس کے ہاتھ میں لہو ولعب کا آلہ ہو گا حتّٰی کہ وہ آگ کی سولی پر لٹکا دیا جائے گا تو ایک منادی ندا کرے گا: "یہ فلاں بن فلاں ہے۔" اس کے منہ سے بدبو خارج ہو رہی ہو گی اور لوگ اس پر لعنت کرتے ہوں گے پھر عذاب کے فرشتے آگ کی سولی سے اُتار کر جہنم میں ڈال دیں گے وہاں ایک ہزار سال تک جلتا رہے گا پھر پکارے گا: "ہائے پیاس! ہائے پیاس!" تو اللہ تعالیٰ بدبو دار پسینہ بھیجے گا تو وہ پکارے گا: "اے میرے رب عزوجل! مجھ سے اس پسینہ کو دور فرما۔" لیکن ابھی وہ پسینہ دُور نہ ہو گا کہ آگ آجائے گی اور وہ اسے جلا کر راکھ کر دے گی۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو دوبارہ آگ میں سے پیدا فرمائے گا تو وہ کھڑا ہو جائے گا اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں بندھے ہوئے ہوں گے اسے زنجیروں کے ذریعے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، پیاس کی وجہ سے پکارے گا تو اسے کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، بھوک کے لئے فریاد کریگا تو کانٹے دار درخت سے کھلایا جائے گا جو اس کے پیٹ میں جوش مارتا ہو گا۔

(داروغۂ جہنم) حضرت مالک علیہ السلام کے پاس آگ کی جوتیاں ہوں گی وہ جہنمی کو پہنائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا یہاں تک کہ ناک اور کان کے راستے

---

(1)... قرة العيون، ص:27

بہہ جائے گا،اس کی داڑھیں چنگاریوں کی ہوں گی، اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکلیں گے، اس کی آنتیں کٹ کٹ کر اس کی شرمگاہ سے گر پڑیں گی ، پھر اسے چنگاریوں اور شعلوں کے ایسے تابوت میں رکھا جائے گا جس کا عذاب ہزار سال کے طویل عرصہ تک ہو گا اور اس تابوت کا دَہانہ تنگ ہو گا اس کے جسم سے پیپ بہتا ہو گا اس کا رنگ متغیر ہو چکا ہو گا۔

وہ فریاد کریگا: "اے میرے ربّ عزوجل! آگ نے میرے جسم کو کھالیا ہے۔" تو ہلاکت ہے! اس شخص کے لئے کہ جب وہ فریاد کریگا تو اس پر رحم نہیں کیا جائے گا، جب وہ ندا کریگا تو اسے جواب نہیں دیا جائے گا اس کے بعد پیاس کی فریاد کریگا تو حضرت مالک علیہ السلام اسے کھولتا ہوا پانی پینے کو دیں گے، شراب خور جب اسے پکڑے گا تو اس کی انگلیاں کٹ کر گر پڑیں گی اور جب اس کو دیکھے گا تو اس کی آنکھیں بہہ پڑیں گی اور رخسار کا گوشت گر پڑے گا۔

پھر ہزار سال کے بعد تابوت سے نکالا جائے گا اور ایسے قید خانے میں ڈالا جائے گا جس میں مٹکے کی مانند سانپ اور بچھو ہوں گے اور وہ اسے اپنے پاؤں تلے روندیں گے پھر اس کے سر پر آگ کا پتھر رکھا جائے گا، اس کے بدن کے جوڑوں میں لوہا چڑھا دیا جائے گا، اس کے ہاتھوں میں زنجیریں اور گردن میں طوق ہو گا پھر اسے ہزار سال کے بعد قید خانے سے نکالا جائے گا تو عذاب کے فرشتے اسے پکڑ کر "وَیل" نامی وادی کی طرف لے چلیں گے اور وہ جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے جو دیگر وادیوں سے زیادہ گرم، زیادہ گہری اور جس کے سانپ ، بچھو بھی زیادہ ہیں، شرابی ہزار سال تک

اس وادی میں جلتا رہے گا۔[1]

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شرابی اپنی قبر سے اس حال میں اُٹھے گا کہ اس کی پنڈلیاں سوجی ہوئی ہوں گی اوراس کی زبان اس کے سینہ پر لٹکی ہوئی ہو گی اور اس کے پیٹ میں آگ اس کی آنتوں کو کھا رہی ہو گی تو وہ اونچی آواز سے چیخے چلائے گا جس سے ساری مخلوق گھبرا جائے گی جبکہ بچھو اس کے گوشت پوست (یعنی جِلد) میں ڈستے ہوں گے، اسے آگ کے جوتے پہنا دیئے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولتا ہو گا۔

شرابی جہنم میں فرعون وہامان کے قریب ہو گا تو جس نے شرابی کو ایک لقمہ کھلایا اللہ عزوجل اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مُسلَّط کر دے گا اور جس نے اس کی کوئی حاجت پوری کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی اور جس نے اس کو بطورِ قرض کوئی چیز دی اس نے قتلِ مسلم پر اعانت کی اور جس نے اس کی مجلس اختیار کی اللہ عزوجل اس کو بغیر کسی حجت کے اَندھا اُٹھائے گا اور شرابی سے نکاح نہ کرو، بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا! شرابی پر توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن مجید میں لعنت کی گئی ہے۔ جس نے شراب پی اس نے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل کردہ اللہ عزوجل کے تمام (احکام) کو جھٹلا دیا اور شراب کو کافر ہی حلال ٹھہراتا ہے اور مَیں (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس سے بیزار ہوں اور شرابی پیاسا مرے گا تو وہ ہزار سال تک فریاد کرتا رہے

---

(1)... ایضاً، ص:28

گا:"ہائے پیاس" اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بناکر بھیجا !شرابی قیامت میں جب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو گا تو اللہ عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا:"اے فرشتو!اسے پکڑلو۔"تواس کے سامنے ستر ہزار فرشتے ظاہر ہوں گے اور اسے منہ کے بل گھسیٹیں گے۔

(پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:)"مَیں تمہیں مزید بتاتاہوں کہ جس شخص کے دل میں قرآنِ مجید کی سو(100)آیات ہوں اور وہ شراب پی لے تو قیامت کے دن قرآنِ مجید کا ہر حرف آکر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس شرابی سے جھگڑا کریگااور جس سے قرآنِ مجید نے جھگڑا کیا تحقیق وہ ہلاک ہو گیا۔[1]

بستان الوعظین میں ہے کہ شرابی جب پل صراط پر آئیں گئے تو آگ کے شعلے انھیں اپنے اندر کھینچ لیں گے اور انھیں جہنمیوں کی پیپ میں پہنچا دیا جائے گا۔ انھوں نے دنیا میں جتنی شراب پی ہو گی، اس کی مقدار کے برابر وہ پیپ پلائی جائے گی۔ اگر اس پیپ کو ساتویں آسمان سے گرایا جائے تو ساتوں آسمان، ساتوں زمینوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب جلا کر بھسم کر دے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ شرابی پل صراط سے خود بخود گر جائیں گئے، اس لیے کہ ان کے چہرے پر نور نہیں ہو گا۔ کیونکہ نور تو نیک عمل کی وجہ سے ہو تا ہے، جبکہ شرابی کے پاس نیک عمل ہو گا ہی نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کوئی نیک عمل نماز کے بغیر مقبول نہیں، اس لیے کہ نماز ہی تمام اعمال کی بنیاد ہے۔ جبکہ شرابی کی اس وقت

---

(1)... ایضاً، ص:30

تک نماز قبول ہی نہیں ہوتی جب تک اسے شراب کی عادت رہتی ہے، جب اس کی نماز قبول نہ ہوئی تو گویا کوئی عمل قبول نہ ہوا۔ شرابی جب پل صراط پر پہنچیں گئے تو اُن کے چہرے کالے سیاہ ہوں گئے۔ اُن کو یہ حکم ہو گا کہ جس کا منہ (بد اعمالی کی وجہ سے) کالا ہوا، اسے گرفتار کرکے جہنم میں پھینک دیں۔ ہاں جو کوئی توبہ کرلیتا ہے، شراب پینا چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلیتا ہے۔ (تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔)[1]

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا دنیا و آخرت میں جو نقصانات ہیں، وہ تیرے علم میں آچکے ہیں۔ لہذا تیرا بھلا اسی میں ہے کہ تو شراب کبھی نہ پیئے، اگر زندگی میں شیطان کی اتباع کرکے تونے کبھی شراب پی ہے، چاہے ایک گھونٹ ہی کیوں نہیں، چاہے بطور دوا سمجھ کر ہی کیوں نہیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلے کہ وہ توبہ قبول فرمانے والا رحیم و کریم ہے اگر تونے توبہ نہ کی تو یاد رکھ تو اُن تمام عذابات میں گرفتار ہو گا جو حدیثوں میں بیان کیے گئے ہیں۔ اور یاد رکھ یہ تو عذابات کی ایک ہلکی سی جھلک ہے، اِن سخت عذابات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اور انھیں برداشت کرنے میں کس کی ہمت ہے؟ یقیناً کسی میں نہیں۔ لہذا تو اپنے نازک جسم پر رحم کر اور شراب چھوڑ کر اسے دوزخ کے عذابات سے بچا۔ شرابی کے لیے آخرت کے عذابات تو ہیں ہی دنیا کے اندر بھی اس کے اتنے نقصانات ہیں کہ انھیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

---

(1)... بستان الوعظین، ص:159

احکام فقہیہ

لغت میں پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اصطلاح فقہا میں شراب اسے کہتے ہیں جس سے نشہ ہوتا ہے، اس کی بہت سے قسمیں ہیں، خمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں۔ یعنی انگور کا کچا پانی جس میں جوش آجائے اور شدت پیدا ہو جائے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جھاگ پیدا ہو، اور کبھی ہر شراب کو مجازاً خمر کہہ دیتے ہیں۔

مسئلہ: خمر (یعنی شراب) حرام بعینہ ہے، اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس کی قلیل و کثیر سب حرام ہے اور یہ پیشاب کی طرح نجس ہے اور اس کی نجاست غلیظہ ہے، جو اس کو حلال بتائے کافر ہے کہ نص قرآنی کا منکر ہے۔ مسلم کے حق میں یہ متقوم نہیں یعنی اگر کسی نے مسلمان کی یہ شراب تلف کر دی تو اُس پر ضمان نہیں اور اس کو خریدنا صحیح نہیں، اس سے کسی قسم کا انتفاع (فائدہ اٹھانا) جائز نہیں، نہ دوا کے طور پر استعمال کر سکتا ہے نہ جانور کو پلا سکتا ہے، نہ اس سے مٹی بھگو سکتا ہے، نہ حقنہ کے کام میں لائی جا سکتی ہے۔ اس کے پینے والے کو حد ماری جائے گی، اگرچہ نشہ نہ ہوا ہو۔

مسئلہ: جانوروں کے زخم میں بھی بطور علاج اس کو نہیں لگا سکتے۔

مسئلہ: شہد، انجیر، گندم، جو وغیرہ (ہر طرح کی) شرابیں حرام ہیں۔

مسئلہ: کافر یا بچہ کو شراب پلانا بھی حرام ہے، اگرچہ بطور علاج پلائے اور گناہ اسی پلانے والے کے ذمہ ہے۔[1]

---

(1)... انظر: بہارشریعت للصدرالشریعہ

باب نمبر5

بد نگاہی کا انجام

حضرت ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ ایک نو عمر حسین لڑکے کو بُری نگاہ سے دیکھا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فوراً سارا قرآن مجید بھول گئے، تو آپ گھبرائے ہوئے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ تو آپ نے ایک دوسرے بزرگ کی طرف رہنمائی فرمائی اور فرمایا: توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ ان سے دعا کرواؤ، بھولا ہوا قرآن یاد آجائے گا۔

یہ وہ بزرگ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی میں صرف ایک بار بد نگاہی کی تو فوراً انھیں اس کی سزا دنیا میں ہی اس طرح ملی کہ حفظ قرآن کی نعمت سے محروم کر دیئے گئے۔ مگر جو لوگ فلموں، ڈراموں، خبروں، سائن بورڈز پر اور راہ چلتی غیر محرم عورتوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں، اُن کا انجام کیا ہو گا؟ پڑھیے اور لرز اٹھیے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اپنی نظریں نیچی رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے چہروں کو بگاڑ دے گا۔[1]

نبی اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عورت کے محاسن کی طرف نظر کرنا، ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور جو شخص حرام چیزوں سے اپنی آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں آگ کی سلائی پھیری جائے گی۔[2]

---

(1)... تذکرۃ الاولیاء، ص:23

(2)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:31

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس کی آنکھ میں جہنم کی آگ بھر دے گا۔

حضرت عتبہ بن غلام رحمۃ اللہ علیہ کو بعد از وفات کسی نے خواب میں دیکھا کہ آپ کا آدھا چہرہ سیاہ ہے۔ وجہ پوچھنے پر بتایا: جنت میں جاتے ہوئے جہنم میں سے جب گزرا تو ایک خوفناک سانپ نے بر آمد ہو کر میرے چہرے پر زور دار ضرب لگائی اور کہا: دنیا میں فلاں دن تو نے ایک امرد کو شہوت کے ساتھ دیکھا تھا۔ یہ اس کی سزا ہے اگر زیادہ دیکھتا تو سزا بھی زیادہ ملتی۔[1]

بد نگاہی ایسا عظیم گناہ ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات انسان ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک مؤذن جس نے چالیس سال تک مینارے پر چڑھ کر اذان دی، ایک دن اذان دینے کے لیے مینارے پر چڑھا۔ اذان دیتے ہوئے جب حی علی الفلاح پر پہنچا تو اس کی نظر ایک نصرانی عورت پر پڑی۔ اس کی عقل اور دل جواب دے گئے، اذان چھوڑ کر نصرانی عورت کے پاس جا پہنچا اور اسے نکاح کا پیغام دیا۔ تو وہ کہنے لگی: میرا مہر تجھ پر بھاری ہو گا۔ اس نے کہا: تیرا مہر کیا ہے؟ نصرانی عورت نے کہا: دین اسلام کو چھوڑ کر میرے مذہب میں داخل ہو جا۔ تو مؤذن نے اللہ کا انکار کر کے اس عورت کا مذہب اختیار کر لیا۔ نصرانی عورت نے کہا: میرا باپ سب سے نچلے کمرے میں ہے تم اس سے نکاح کی بات کرو۔ جب وہ اترنے لگا تو اس کا پاؤں پھسل گیا، جس کی وجہ سے وہ کفر کی حالت میں گر کر مر گیا اور اپنی شہوت بھی نہ پوری کر سکا۔[2]

---

(1)... تذکرة الاولیاء، ص:46

(2)... الروض الفائق، ص:42

دو امر پسند مؤذنوں کی تباہی:

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن احمد مؤذن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :" میں طوافِ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو غلافِ کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دعا کا تکرار کر رہا تھا: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے دنیا سے مسلمان ہی رخصت کرنا" میں نے اس سے پوچھا: تم اس کے علاوہ کوئی اور دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا: "کاش! آپ کو میرے واقعہ کا علم ہوتا۔" میں نے دریافت کیا: "تمہارا کیا واقعہ ہے؟ تو اس نے بتایا: "میرے دو بھائی تھے، بڑے بھائی نے چالیس سال تک مسجد میں بلا معاوضہ اذان دی، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے قرآنِ پاک مانگا۔ ہم نے اسے دیا تا کہ اس سے برکتیں حاصل کرے مگر قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہنے لگا: تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں قرآن کے تمام اعتقادات واحکامات سے بے زاری اور نصرانی (عیسائی) مذہب اختیار کرتا ہوں پھر وہ مر گیا۔ اس کے بعد دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجد میں فِیْ سَبِیْلِ اللہ اذان دی مگر اس نے بھی آخری وقت نصرانی ہونے کا اعتراف کیا اور مر گیا۔ لہٰذا میں اپنے خاتمہ کے بارے میں بے حد فکر مند ہوں اور ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا مانگتا رہتا ہوں تو حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن احمد مؤذن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے استفسار فرمایا: "تمہارے دونوں بھائی ایسا کون سا گناہ کرتے تھے؟ اس نے بتایا: "وہ غیر عورتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور امردوں (بے ریش لڑکوں) کو (شہوت سے) دیکھا کرتے تھے۔[1]

---

(1)... ایضاً، ص:39

ایک نظر کا وبال:

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ لوگ ایک مُردے کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے گزرے۔ حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اسے دیکھ کر بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہوش آیا تو میں نے بے ہوشی کا سبب دریافت کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "یہ مُردہ کبھی اعلیٰ درجے کے عابدوں اور زاہدوں میں سے تھا۔" میں نے عرض کی: "اے ابو سعید! ہمیں اس کے بارے میں کچھ بتائیں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "یہ اپنے گھر سے نماز ادا کرنے کی نیت سے نکلا تو راستے میں اس کی نظر ایک عیسائی لڑکی پر پڑی اسے دیکھ کر یہ فتنے میں پڑ گیا، اس لڑکی نے اس سے کہا کہ "جب تک تو میرے مذہب میں داخل نہ ہو گا میں تجھ سے نکاح نہ کروں گی۔" وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی شہوت بھی بڑھتی چلی گئی۔ آخرِ کار اس پر بد بختی غالب آگئی اور اس نے لڑکی کی بات مان کر دینِ اسلام کو چھوڑ دیا اور عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ جب لڑکی کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے کہا "اے فلاں! تجھ میں کوئی بھلائی نہیں تو نے گھٹیا شہوت کے لئے اپنا وہ دین چھوڑ دیا جس پر تو نے اپنی ساری زندگی گزاری تھی مگر میں اللہ عزوجل کی ابدی نعمتوں کے حصول کے لئے عیسائیت چھوڑ رہی ہوں۔" پھر اس لڑکی نے یہ سورۂ مبارکہ تلاوت کی:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿1﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿2﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ﴿3﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا

اَحَدٌ

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔[1]

لوگوں کو اس لڑکی کے منہ سے قرآن سن کر بڑی حیرانی ہوئی۔ لہٰذا انہوں نے پوچھا: "کیا تم نے یہ سورۃ پہلے سے یاد کر رکھی تھی؟" لڑکی نے جواب دیا:

"خدا عزوجل کی قسم! ہر گز نہیں، بلکہ میں تو اس سورۃ کے بارے میں کچھ نہ جانتی تھی لیکن جب اس شخص نے مجھ سے (نکاح کے لئے) اصرار کیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دوزخ میں داخل ہو رہی ہوں کہ اچانک اس شخص کو میری جگہ جہنم میں ڈال دیا گیا۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں بے حد خوفزدہ ہوگئی تو حضرت سیدنا مالک علیہ السلام نے مجھ سے کہا: "ڈرو مت اللہ عزوجل نے اس شخص کو تیرا فدیہ بنا دیا ہے۔" پھر کسی نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت میں داخل کر دیا، میں نے جنت میں ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا:

یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثۡبِتُ وَعِنۡدَہٗۤ اُمُّ الۡکِتٰبِ

اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔[2]

پھر مجھے سورۂ اخلاص سکھائی گئی اور میں نے اسے یاد کر لیا۔ جب میں بیدار ہوئی تو یہ سورت مجھے بدستور یاد تھی۔

---

(1)... الاخلاص

(2)... الرعد:39

حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ" وہ عورت تو مسلمان ہوگئی مگر یہ شخص مُرتد ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔[1]

اے بندہ خدا! ذرا دیکھ تو سہی بند نگاہی کی کتنی سخت آفتیں ہیں۔ بھلا اسی میں ہے کہ تو نگاہوں کو جھکا کے رکھ تا کہ بد نگاہی سے بچ سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ (۳۰) وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو اُن کے کاموں کی خبر ہے۔ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں۔[2]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہرناک تیر ہے، جو شخص صرف میرے خوف کی وجہ سے اسے ترک کر دے میں اس کے بدلہ میں ایسا ایمان نصیب کروں گا، جس کی حلاوت یہ اپنے دل میں پائے گا۔[3]

---

(1)... بحرالدموع، ص:146

(2)... النور:30 تا 31

(3)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:29

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان مرد (بلا ارادہ) کسی عورت کے حسن کی طرف نظر کر بیٹھے، پھر (اللہ کے خوف سے) اپنی نگاہ جھکا لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک ایسی عبادت جاری فرمائے گا، جس کی مٹھاس و شیرینی یہ اپنے دل میں پائے گا۔[1]

سرکار عالی وقار ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین آنکھیں ایسی ہیں، جو (داخل ہونا تو درکنار) نار جہنم کو دیکھیں گی بھی نہیں:

1. وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگ کر مجاہدین اسلام کی چوکیداری کرتی رہی۔
2. وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہی۔
3. وہ آنکھ جو اللہ کے محارم کو دیکھنے سے رکی رہی۔

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گناہ دلوں کو گھیر لیتا ہے اور (غیر محرم کی طرف اٹھنے والی) ہر نظر میں شیطان کا مقصد ہوتا ہے۔[2]

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں مسئلہ پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نظر کو دوسری طرف پھیر لو۔[3]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے پاس جانے سے بچو، ایک انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ دیور کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے

---

(1)... ایضاً

(2)... ایضاً

(3)... ایضاً، ص:31

فرمایا: وہ تو موت ہے۔[1]

وعظ و نصیحت:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں نگاہوں کو جھکا کر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس پر عمل کرنے والے کے لیے عظیم فضیلتیں اور نہ کرنے والے کے لیے سخت سزائیں ہیں۔ مگر ہماری غفلت کہ ہم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر طرف دیکھتے رہتے ہیں، نظر کی حفاظت کرنے کا ذہن بہت ہی کم ہے۔ ہمارے معاشرے کے اندر ایسے رسم و رواج داخل ہو چکے ہیں جن کی وجہ سے ممانی، تائی، چچی، ماموں زاد، چچازاد، تایازاد، خالہ زاد نیز بھابیوں اور پڑوسنوں سے بے تکلفانہ بول چال ہے، خاص کر بھابیوں سے۔ حالانکہ حدیث شریف میں اس عمل کو موت قرار دیا گیا ہے۔

اے بندہ خدا! تو اپنی نظر کی حفاظت کر نہیں تو روز محشر تیری آنکھ میں جہنم کی سلائی پھیری جائے گی، دنیا کے اندر تیرا یہ حال ہے کہ سرمہ ڈالتے وقت تیرے ہاتھ کانپتے ہیں کہ کہیں سلائی آنکھ میں نہ لگ جائے اور تیری آنکھ میں ایک چھوٹا سا کنکر یا مچھر داخل ہو جائے تو اس کو برداشت نہیں کر سکتا، پھر بھلا بد نگاہی کے سبب روز محشر آنکھ میں آگ بھر دی جائے گی، تو اُس سخت عذاب کو کیسے برداشت کر پائے گا؟ یقیناً نہیں کر پائے گا۔ ان عذابات کو برداشت کرنے میں کسی کے پاس ہمت نہیں۔ لہذا تو اس مختصر سی زندگی میں بد نگاہی سے بچ۔ ہمارے اسلاف آنکھوں کی اس قدر حفاظت فرماتے تھے کہ رشک آتا تھا۔

---

(1)... سنن ترمذی، ج:1، الرقم:1171

ایک روز حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اچانک گھر سے باہر نکلے تو ایک عورت پر نظر پڑی، جس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ آپ نے فوراً پڑھا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور قسم کھائی کہ آئندہ جب بھی نکلوں گا تو چہرہ ڈھانپ کر نکلوں گا تا کہ کسی عورت پر نظر نہ پڑے۔[1]

ایک بزرگ ایک دفعہ جب نماز عید ادا کر کے گھر لوٹے تو اُن کی اہلیہ محترمہ نے پوچھا: آج آپ نے راستے میں کتنی عورتوں کو دیکھا ہے۔ تو انھوں نے فرمایا: عید گاہ سے لے کر گھر آنے تک مسلسل میں اپنے پاؤں کے انگوٹھوں کو دیکھتا رہا ہوں۔

مفتی محمد فاروق عطاری رحمۃ اللہ علیہ نظر کی حفاظت کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مفتی محمد فاروق عطاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مرحوم نگران شوریٰ حاجی مشتاق عطاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دینے جا رہا تھا۔ مفتی صاحب گاڑی کی اگلی اور میں پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میری نظر سائیڈ گلاس پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ فاروق بھائی کی نگاہیں بلکل جھکی ہوئی تھیں۔ ہم اس وقت سپر ہائی وے سے گزر رہے تھے اور دائیں بائیں بلکل سنسان علاقہ تھا اور بد نگاہی کا خدشہ بھی نہ تھا۔ لیکن آپ کی احتیاط کہ اس مرحلے پر بھی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔

دعوت اسلامی کی مرکزی مجلس شوری کے ایک رکن کا بیان ہے کہ مفتی دعوت اسلامی محمد فاروق عطاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہی میں ہند کے سفر کا اتفاق ہوا، سفر ہند کے دوران بارہا دیکھا کہ اگر کبھی کسی گاڑی میں سوار ہو کر کہیں جانا پڑتا تو مفتی صاحب

---

(1)... الروض الفائق، ص:431

گاڑی میں سوار ہوتے ہی اپنی آنکھیں بند فرمالیا کرتے۔ منزل پر پہنچ کر جب کوئی آپ کو توجہ دِلاتا کہ ہم مطلوبہ مقام پر پہنچ گئے ہیں تو آپ آنکھیں کھولا کرتے تھے۔

آپ نے موٹر سائیکل صرف اس وجہ سے بیچ دی کہ چلاتے ہوئے غیر محرم عورت آڑے آنے کی صورت میں نظر کی حفاظت بے حد کٹھن ہے۔[1]

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمایا: فلاں طاق میں جو کتاب رکھی ہے، وہ اٹھالاؤ۔ آپ نے دریافت کیا: طاق کس جگہ ہے؟ امام جعفر صادق نے فرمایا: اتنے عرصے میں ابھی تک تم نے طاق بھی نہیں دیکھا؟ تو حضرت بایزید نے فرمایا: حضور طاق تو کجا آپ کے روبرو میں نے کبھی سر بھی نہیں اٹھایا۔[2]

ان حکایات سے پتا چلا کہ ہمارے اسلاف ان مقامات پر بھی نظر کی حفاظت فرماتے، جہاں بد نگاہی کا ذرہ بھی خدشہ نہ ہوتا۔

---

(1)... مفتی دعوت اسلامی، ص:31 تا 34

(2)... تذکرۃ الاولیاء، ص:101

باب نمبر 6

زنا کا انجام

زنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس گندے کام سے منع کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ۔[1]

ایک دوسری جگہ زانی کی آخروی سزا کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۖۗ

اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اُس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔[2]

اللہ تعالیٰ نے زانی کی سزا دنیا میں بھی مقرر کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

---

(1)... بنی اسرائیل:32

(2)... الفرقان: 68 تا 69

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔[1]

احادیث میں وعیدات:

سرکار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن آدم کا زنا میں سے حصہ بھی مقرر کیا گیا ہے، جسے وہ ضرور پائے گا۔ آنکھوں کا زنا (غیر محرم عورتوں کا) دیکھنا ہے، کانوں کا زنا (حرام) سننا ہے، زبان کا زنا (فحش کلام) بولنا ہے، ہاتھ کا زنا (غیر محرم عورتوں کو) پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا (حرام کی طرف) چلنا ہے۔ دل آرزو اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔[2]

نبی مکرم، رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دونوں ہاتھ زنا کرتے ہیں۔ ان دونوں کا زنا پکڑنا ہے اور دونوں پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کی طرف) چلنا ہے اور منہ زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ لینا ہے۔[3]

رسول رحمت، شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زنا کاری غربت اور فقر لاتی ہے۔[4]

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس

---

(1)... النور:2

(2)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:6628

(3)... سنن ابی داؤد، ج:2، الرقم:1840

(4)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:206

سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر کے اوپر سائبان کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے، پھر جب یہ آدمی اس حرکت سے رک جاتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے جب کوئی شخص زنا کرتا یا شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کھینچ لیتا ہے، جس طرح انسان اپنے سر سے قمیض کھینچ کر اتار لیتا ہے۔[1]

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا، کوئی چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا، کوئی شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا۔ (تاہم ان کے لیے) توبہ کی گنجائش ہوتی ہے۔[2]

تاجدار حرم، شفیع امم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تین افراد ہیں کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کلام نہیں فرمائے گا۔ نہ انھیں (گناہوں سے) پاک فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔ بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بوڑھے زانی اور بوڑھی زانیہ کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔[3]

سرکار عالی وقار، تمام نبیوں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی ندا کرتا ہے کہ ہے کوئی دعا

---

(1)... ایضاً، ص:207

(2)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:116

(3)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:208

مانگنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ ہے کوئی سوال کرنے والا، اسے عطا کیا جائے۔ ہے کوئی مبتلا مصائب کہ اس کے مصائب دور فرما دیئے جائیں۔ پھر کوئی مسلمان باقی نہیں رہتا کہ اس نے کوئی دعا کی ہو اور اللہ نے اسے قبول نہ فرمالیا ہو، سوائے زانیہ عورت کے جو اپنی شرمگاہ (بدکاری کے لیئے) لیے پھرتی ہے اور ناجائز ٹیکس وصول کرنے والے کی۔[1]

رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کے گرو! زنا سے بچو، اس میں چھ خرابیاں ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں، دنیوی خرابیاں یہ ہیں کہ

1. چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔
2. عمر کم ہو جاتی ہے۔
3. اور ہمیشہ کے لیے محتاج ہو جاتا ہے۔

اور آخرت کے اعتبار سے خرابیاں یہ ہیں:

4. اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔
5. بُرا حساب در پیش ہوتا ہے۔
6. اور جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔[2]

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزّہٌ عنِ العُیُوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "زنا تنگدستی پیدا کرتا ہے اور چہرے کا نور ختم کر دیتا ہے۔" اللہ

---

(1)... ایضاً، ص:255

(2)... الکبائر، ص:88

عزوجل فرماتا ہے: "میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں زانی کو تنگدست کردوں گا اگرچہ کچھ عرصہ بعد سہی۔[1]

نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ سَیِّدُنا ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "جب بندہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو گا تو شرک کے بعد اس کا کوئی گناہ زنا سے بڑھ کر نہ ہو گا اور اسی طرح وہ شخص جو اپنے نطفے کو حرام رحم میں رکھتا ہے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ قیامت کے دن زانی کی شرمگاہ سے ایسی پیپ نکلے گی کہ اگر اس میں سے ایک قطرہ سطح زمین پر ڈال دیا جائے تو اس کی بو کی وجہ سے ساری دنیا والوں کا جینا دوبھر ہو جائے۔[2]

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دوجہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے: "زنا کبیرہ گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے اور زانی پر قیامت تک اللہ عزوجل، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت برستی رہے گی اور اگر وہ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔[3]

اللہ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: شیطان اپنے لشکر کو زمین میں پھیلاتا ہے اور اُن سے کہتا ہے تم میں سے جو کوئی کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا، میں اس کے سر پر تاج پہناؤں گا۔ تو اُن میں سے جو زیادہ فتنہ پھیلاتا ہے وہ شیطان کے زیادہ قریب ہوتا ہے، چنانچہ ان میں سے ایک شیطان کے پاس آکر کہتا ہے: میں مسلسل

---

(1)... بحرالدموع، ص:227

(2)... ایضاً

(3)... ایضاً، ص:226

فلاں شخص کے پیچھے لگا رہا حتیٰ کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو شیطان کہتا ہے: تونے کوئی خاص عمل نہیں کیا، وہ عنقریب کوئی دوسری عورت سے نکاح کرلے گا۔ پھر دوسرا آکر کہتا ہے: میں مسلسل فلاں آدمی کے پیچھے لگا رہا حتیٰ کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی پیدا کر دی۔ شیطان کہتا ہے: تم نے بھی کوئی خاص کام نہیں کیا، عنقریب وہ آپس میں صلح کرلیں گے۔ پھر ایک اور آکر کہتا ہے: میں مسلسل فلاں شخص کو گمراہ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے زنا کیا۔ شیطان کہتا ہے: ہاں تونے صحیح کارنامہ انجام دیا ہے اور پھر وہ اس کے سر پر تاج رکھتا ہے۔ ہم شیطان اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔[1]

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: زانیوں کے چہرے آگ سے بھڑکائے جائیں گے۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: قیامت کے دن لوگوں پر ایک بدبودار ہوا چلائی جائے گی، یہاں تک کہ ہر نیک وبد اس سے اذیت اٹھائے گا۔ جب وہ انتہا کو پہنچ جائے گی تو ایک منادی اہل محشر کو اپنی آواز سنا کر پکارے گا۔ جانتے ہو یہ ہوا کیسی ہے جس نے تمھیں مبتلا اذیت کر رکھا ہے؟ کہیں گئے ہمیں معلوم نہیں۔ اللہ کی قسم یہ ہم پر انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ تو انھیں بتایا جائے گا، سن لو یہ زانیوں کی شرم گاہوں کی ہوا ہے جو اللہ سے اپنے زنا (کے گناہوں) کو لیے ہوئے ملے ہیں اور توبہ بھی نہ کی تھی۔ پھر اللہ انھیں نظر انداز فرمادے گا اور نظر انداز فرماتے وقت جنت اور دوزخ کا

---

(1)... الکبائر، ص:88

(2)... الترغیب و الترھیب، ج:2، ص:206

ذکر تک نہ کرے گا۔[1]

تاجدار انبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں زانی پر لعنت کرتی ہیں اور زانیوں کی شرم گاہوں کی بدبو اہل دوزخ کو بھی اذیت میں مبتلا کر دے گی۔[2]

حضور تاجدار کائنات، شہنشاہ موجودات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس میں سانپ ہیں اور ہر سانپ اونٹ کی گردن کے برابر موٹا ہے، وہ نماز نہ پڑھنے والے کو ڈستا ہے اور اس کا زہر اس شخص کے جسم میں ستر سال تک کھولتا رہتا ہے۔ پھر اس کا گوشت پیلا پڑ جاتا ہے۔ اور جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام جب الحزن ہے اس میں سانپ اور بچھو ہیں اور ہر بچھو خچر جتنا ہے۔ اس کے ستر کانٹے ہیں اور ہر کانٹے میں زہر کی مشک ہے، پھر زانی کو مارا جاتا ہے اور ان بچھوؤں کا زہر اس کے جسم میں انڈیلا جاتا ہے۔ وہ اس کے درد کی کڑواہٹ ایک ہزار سال تک محسوس کرتا ہے۔ پھر اس کا خون پیلا پڑ جاتا ہے اور اس کی شرم گاہ سے پیپ جاری ہو جاتی ہے۔[3]

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی اَجنبیہ عورت سے مصافحہ کیا تو وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ آگ کی زنجیر سے گردن کے ساتھ بندھا ہوا ہو گا اور اگر اُس مرد نے اَجنبیہ سے زنا کیا ہو گا تو اس کی ران اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض گزار ہو گی:۔"مَیں نے فلاں مہینے میں

---

(1)... ایضا، ص:210

(2)... ایضاً، ص:209

(3)... الکبائر، ص:89

فلاں جگہ پر فلاں کے ساتھ ایسا ایسا(یعنی زنا) کیا تھا۔"اس وقت اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا تو اس کا چہرہ بغیر گوشت کے ہڈی کا رہ جائے گا، اللہ عزوجل اس گوشت سے فرمائے گا:"میرے حکم سے لوٹ جا۔"تو وہ گوشت دوبارہ اس کے چہرے پر جم جائے گا اور زانی کا چہرہ تارکول سے بھی زیادہ سیاہ ہو جائے گا، زانی جرأت کرتے ہوئے کہے گا:"یارب عزوجل!مَیں نے تو کبھی گناہ نہیں کیا۔"اللہ تبارک وتعالیٰ زبان کو حکم دے گا:"گونگی ہو جا۔"پس وہ گونگی ہو جائے گی تو اس وقت اعضاءِ بدن بولنا شروع کر دیں گے۔

ہاتھ کہے گا:"الٰہی عزوجل!میں نے حرام کو چھوا تھا۔"آنکھ کہے گی:"میں نے حرام کی طرف دیکھا تھا۔"پاؤں کہیں گے:"ہم حرام کی طرف چلے تھے۔"شرمگاہ کہے گی:"میں نے حرام فعل کیا تھا۔"محافظ فرشتہ کہے گا:"میں نے سنا تھا۔"دوسرا فرشتہ کہے گا:"میں نے لکھا تھا۔"اور زمین کہے گی:"میں نے دیکھا تھا۔" تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا:"مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم!مجھے تیری حرام کاری کا علم تھا اس کے باوجود میں نے تیری پردہ پوشی فرمائی۔اے میرے فرشتو!اس کو پکڑ کر میرے عذاب میں ڈال دو اور اسے میری ناراضگی کا مزہ چکھاؤ، جس نے بے حیائی کی اس پر میرا غضب انتہائی سخت ہو گا۔[1]

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:شب معراج ہم ایک تنور کے پاس پہنچے، جس میں شور وغل اور آوازیں تھیں۔ہم نے اس سوراخ میں جھانکا تو دیکھتے ہیں کہ اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔اُن کے نیچے سے اُن کے پاس شعلہ آتا ہے۔جب وہ

---

(1)... قرة العيون، ص:38

شعلہ اُن کے پاس آتا ہے تو وہ چیختے چلاتے ہیں، میرے استفسار پر بتایا گیا یہ زانی مرد اور زانی عورتیں تھیں۔[1]

حضرت لقمان حکیم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: زنا سے بچ کر رہنا کیونکہ اس کی ابتداء خوف اور انتہاء ندامت ہے اور اس کی انجام جہنم کی وادی آثام ہے۔[2]

تورات شریف میں ہے کہ زناکار لوگوں کو ان کی شرم گاہوں کے ساتھ جہنم میں لٹکایا جائے گا اور لوہے کے گرزوں کے ساتھ مارا جائے گا۔ جب وہ اس سزا سے بچنے کے لیے مدد طلب کریں گئے تو فرشتے آواز دیں گئے کہ یہ آواز اس وقت کہاں تھی جب تو ہنستا تھا، خوش ہوتا تھا اور اکڑتا تھا، نہ اللہ کو دیکھتا، نہ اس سے حیاء کرتا۔[3]

ہمسائے کی عورت سے بدکاری کا انجام:

تاجدار کائنات، شہنشاہ موجودات ﷺ سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو جواب ملا کسی کو اس کا شریک سمجھنا، حالانکہ اس نے تمھیں پیدا کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا: یہ واقعی بہت بڑا گناہ ہے، اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: اس خوف سے اولاد کو قتل کر دینا کہ وہ ہمارے رزق میں شریک ہو گی۔ حضرت عبد اللہ نے کہا: اس کے بعد تو آپ ﷺ نے فرمایا: پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔[4]

---

(1)... صحیح بخاری، ج:3، الرقم:1929

(2)... بحرالدموع، ص:230

(3)... الکبائر، ص:85

(4)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:165

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی مرد کا دس عورتوں سے زنا کرنا، اپنے ہمسائے کی عورت کے ساتھ زنا کرنے سے (گناہ میں) ہلکا ہے۔[1]

سرکار عالی وقار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے ہمسائے کی عورت کے ساتھ زنا کرنے والے کی طرف قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ اسے پاک فرمائے گا۔ ارشاد فرمائے گا: دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تو بھی اس میں داخل ہو جا۔[2]

حکایات:

مروی ہے کہ ایک شخص کا گزر کسی حسین ترین عورت کے پاس سے ہوا۔ اس پر نگاہ پڑتے ہی اس کے دل میں برائی کا ارادہ پیدا ہو گیا وہ اس کے پاس گیا اور اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ عورت نے کہا، "جو کچھ تو نے دیکھا ہے اس کے دھوکے میں نہ پڑ، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔" لیکن مرد پر شیطان سوار رہا حتی کہ اس نے زبردستی عورت پر قابو پا لیا۔ عورت کے ایک طرف آگ کے انگارے پڑے ہوئے تھے اس نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا حتی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گیا۔ جب مرد گناہ سے فارغ ہوا تو اس نے حیرت و تعجب سے پوچھا: "یہ تو نے اپنا ہاتھ کس لیے جلا ڈالا؟" عورت نے کہا: "جب تو نے زبردستی مجھ پر قابو پالیا تو میں ڈر گئی کہ لذتِ گناہ میں کہیں میں بھی تیری شریک نہ ہو جاؤں اور اس کی وجہ سے مجھے بھی گنہگار ٹھہرا دیا جائے، پس اسی وجہ سے میں نے

---

(1)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:211

(2)... ایضاً

اپنا ہاتھ جلانا مناسب خیال کیا۔

مرد یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اس نے انتہائی ندامت میں مبتلاء ہوتے ہوئے کہا، "اگر یہ بات ہے تو اللہ عزوجل کی قسم! میں بھی آئندہ کبھی بھی اپنے رب عزوجل کی نافرمانی نہیں کروں گا۔" پھر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور اللہ تعالی کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔[1]

شہرہ بصرہ کا رئیس ایک دن اپنے باغ میں گیا تو باغبان کی بیوی کے حسن و جمال پر اس کی نظر پڑ گئی تو رئیس نے باغبان کو کسی بہانے سے باہر بھیج دیا اور عورت سے کہا: تمام دروازے بند کر دو۔ عورت نے آکر کہا: میں نے مکان کے تمام دروازے تو بند کر دیئے ہیں لیکن ایک دروازہ میں بند نہیں کر سکتی ہوں۔ رئیس نے پوچھا: وہ کون سا دروازہ ہے؟ عورت نے کہا: وہ دروازہ ہمارے اور خدا کے درمیان کا ہے۔ رئیس شرمندہ ہو کر توبہ وہ استغفار کرنے لگا۔[2]

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو متقی، پرہیز گار اور مسجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ اس سے ایک عورت محبت کرتی تھی، ایک مرتبہ اس عورت نے اسے اپنے پاس بلایا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ خلوت میں آگیا پھر اسے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کا خیال آیا تو وہ غش کھا کر گر گیا اس عورت نے اسے وہاں سے اٹھا کر اپنے دروازے پر ڈال دیا، پھر اس نوجوان کا والد آیا اور اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا، لیکن اس نوجوان کا رنگ

---

(1)... توبہ کی روایات و حکایات، ص:93

(2)... کشف المحجوب، ص:70

پیلا پڑ چکا تھا اور وہ مسلسل کانپ رہا تھا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کی تجہیز و تکفین کر کے اسے دفن کر دیا گیا تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔[1]

تو اس کی قبر سے آواز آئی: "اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! بے شک اللہ عزوجل نے مجھے دو جنتیں عطا فرما دی ہیں اور وہ مجھ سے راضی بھی ہو گیا ہے۔[2]

---

(1)... الرحمن: 46

(2)... الزواجر، ج:1، ص:94

باب نمبر7

گانے سننے کا انجام

انسان کو اللہ تعالیٰ نے جہاں بے شمار نعمتوں سے نوازہ ہے وہیں ایک نعمت خوبصورت آواز بھی ہے۔ خوبصورت آواز صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ پرندوں اور بعض جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ انسانی فطرت ہے جب وہ کسی خوبصورت چیز کو دیکھتا ہے تو اس سے سرور و لذت حاصل کرتا ہے اور جب خوبصورت آواز سنتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ یہ فطرت جانوروں میں بھی موجود ہے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک عربی سردار کے ہاں پہنچا تو ایک حبشی غلام کو بیڑیوں اور زنجیروں میں قید دیکھا، جو خیمہ کے دروازہ پر دھوپ میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے ازارہ شفقت سفارش کا ارادہ کیا۔ عرب کے دستور کے مطابق امیر مہمان کے ساتھ کھانا کھاتا ہے تو جب کھانے کا وقت آیا تو میں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا جو عربوں کے نزدیک بہت نامناسب بات ہے کہ کوئی شخص مہمان ہوتے ہوئے کھانا نہ کھائے۔ انھوں نے پوچھا: کیا وجہ ہے؟ جب کہ ہم سب آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہیں میں نے کہا: سب کچھ صحیح ہے مگر اس غلام کو میری خدمت کے لے مقرر کر دیں۔ امیر نے کہا: آپ پہلے اس کا جرم معلوم کر لیں پھر اسے چھڑائیں۔ تو میں نے جرم پوچھا۔ اس نے کہا: یہ غلام حدی خواں اور خوش الحان ہے میں نے اسے اونٹ دے کر اپنی زمین سے غلہ لانے کے لیے بھیجا۔ اس نے اُن پر دوگنا

بوجھ لاد دیا اور حدی خوانی سے ان کو مست کرکے دوڑاتا رہا حتیٰ کہ وہ یہاں پہنچنے پر ایک ایک دو دو کرکے سب ہلاک ہو گئے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے سخت حیرانی ہوئی میں نے کہا: آپ کی شرافت کے پیش نظر یہ سب کچھ سچ مانتا ہوں مگر دلیل چاہیے۔ اسی دوران اونٹ پانی پلانے کے لیے کنویں پر لائے گئے۔ امیر نے شتربانوں سے پوچھا: اونٹ کتنے دنوں کے پیاسے ہیں؟ جواب ملا تین دن کے، پھر اس نے غلام کو حدی خوانی کرنے کو کہا تو اونٹ پانی پینا بھول کر حدی سننے میں مست اور مگن ہو گئے اور پانی کو کسی اونٹ نے منہ نہ لگایا، یہاں تک کہ سب ایک ایک کرکے بھاگ گئے۔ اس کے بعد امیر نے غلام کو رہا کرکے میرے سپرد کر دیا۔[1]

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبصورت آواز دی تھی۔ آپ علیہ السلام کی خوش الحانی کے سبب جانور ایک ایک ماہ تک کچھ نہ کھاتے، نہ پیتے، بچے دودھ پینا چھوڑ دیتے اور ذرہ بھر بھی نہ روتے۔ اکثر لوگ لحن داؤدی کی لذت میں فوت ہو جاتے۔ حتیٰ کہ ایک روایت کے مطابق سات سو جوان لونڈیاں اور بارہ ہزار بوڑھے فوت ہو گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر شیطان نے بانسری اور طنبورے بنائے اور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے رحمتوں بھرے اجتماع کے مقابلے اپنے نحوستوں بھرے موسیقی کے اجتماع شروع کیئے۔ تو کچھ لوگ جو اہل سعادت تھے وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اجتماع میں شریک ہوتے اور کچھ بد بخت شیطان کے اجتماع میں

---

(1)... کشف المحجوب، ص:632

شریک ہوتے اور موسیقی سن کر اپنی آخرت برباد کرتے۔[1]

یاد رہے موسیقی اور گانے سننا حرام اور گناہ ہے، مگر بد قسمتی سے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت اس گناہ میں ملوث ہے۔ شاید ہی کوئی گھر اس گناہ سے بچا ہو، اگر کسی گھر کے جملہ افراد نہیں تو ایک دو افراد یہ گناہ کرتے ضرور نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی عام دنوں میں بچتا ہے تو شادی بیاہ کے موقع پر اس گناہ میں ملوث ہو جاتا ہے۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جو شخص کسی گانے والی کے پاس بیٹھ کر گانا سنتا ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلے گا۔[2]

سرکار عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب میری امت پندرہ باتوں کو اپنائے گی تو وہ مصائب میں گھر جائے گی۔ عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہ کیا ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب مال غنیمت ذاتی دولت بن جائے گی، امانت مال غنیمت شمار ہونے لگے گی، آدمی اپنی بیوی کی بات مانے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا، دوستوں سے بھلائی اور باپ سے برُا سلوک کرے گا، مسجد میں آوازیں بلند ہوں گی، ذلیل لوگ حکمران بن جائیں گئے، انسانوں کی شرارت کے خوف سے اس کی عزت کی جائے گی، شراب پی جائے گی، ریشم پہنا جائے گا، گانے بجانے والیاں لڑکیاں اور گانے کا سامان (گھروں میں) رکھا جائے گا، بعد والے افراد امت کے پہلوں پر لعن طعن کریں گئے۔ اس وقت لوگوں کو سرخ آندھی یا زمین میں دھنسنے یا چہروں کے مسخ ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔[3]

---

(1)... کشف المحجوب، ص:635

(2)... انظر: گانوں کے 35 کفریہ اشعار

(3)... سنن ترمذی، ج:2، الرقم:89

نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس امت کے کچھ لوگ کھاتے پیتے اور کھیلتے کودتے رات گزاریں گئے۔ (رات کے کسی حصہ میں اپنے خالق کو یاد نہیں کریں گئے) پھر صبح اس حالت میں کریں گئے کہ ان کے چہرے بندروں اور سوروں کی صورت میں بدل چکے ہوں گئے اور زمین میں دھنسنے اور آسمان سے پتھروں کی بارش کا شکار ہوں گئے۔ حتیٰ کہ دوسرے لوگ صبح بیدار ہوں گئے تو کہیں گئے آج رات فلاں قبیلہ زمین میں دھنسادیا گیا، اُن پر ضرور آسمان سے پتھر برسیں گئے، جیسے قوم لوط کے قبیلوں اور گھروں پر برسے تھے اور ضرور اُن پر خیر وبرکت سے خالی ہوا چلے گی، جس نے قوم عاد کو ہلاک کرڈالا تھا اور وہ ہوا قوم عاد کے قبیلوں اور گھروں پر چلی تھی۔ (اور یاد رہے اِس امت پر ان عذابوں کا آنا) بوجہ ان کی شراب نوشی، ریشمی لباس، خوبصورت گانے والیاں رکھنے، سودخوری اور قطع رحمی کے ہو گا۔[1]

دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے :"مجھے باجوں کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور بے شک اللہ عزوجل لَیۡلَۃَ الۡقَدۡر (یعنی شبِ قدر) میں بھی باجے بجانے والوں پر نظر رحمت نہیں فرماتا۔" نیز شَبَابَۃ (یعنی سیٹی بجانا) بھی حرام ہے۔[2]

حضرت سیدنا نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں :"میں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جارہا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو اپنی انگلیوں سے کانوں کو بند فرمالیا اور راستے سے ایک

---

(1)... الترغيب و الترهيب، ج:2، ص:193

(2)... قرة العيون، ص:108

طرف ہٹ کر تیز تیز چلنے لگے پھر (کچھ دور جاکر) دریافت فرمایا: "اے نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ! کیا بانسری کی آواز آنا بند ہوگئی؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں۔" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگلیاں کانوں سے ہٹالیں اور (اُسی) راستے کی طرف لوٹ آئے اور فرمایا: "میں نے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی بانسری کی آواز نہیں سنی۔[1]

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: "باجا بجانے والے اور سننے والے دونوں ملعون ہیں، تو جس نے دنیا میں گانے باجے سنے وہ جنت میں خوش کرنے والی آوازوں کو سننے سے ہمیشہ محروم رہے گا، مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے (اورارشاد فرمایا) حضرت داؤد علی نبیناوعلیہ الصلوٰۃو السلام کی آواز (خوش الحانی میں) نو سو (900) مزامیر (یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمدو پاکی ہوگی) کی آوازوں کے برابر ہوگی جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوگا اس دن وہ اپنی آواز سنائیں گے لہذا اُس خوش کن آواز کے لئے اس دنیاوی آواز کو سننا ترک کردو۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ

ان کے لئے ہے اُس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔[2]

---

(1)... ایضاً، ص:108

(2)... ق:35

حکایت:

حضرت ابو الحارث بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک رات میں اپنے ہجرے میں تھا ایک شخص آیا، اس نے کہا: طالبان حق کی ایک جماعت ایک جگہ جمع ہوئی ہے اور وہ آپ کے دیدار کی مشتاق ہے، اگر آپ قدم رنجہ فرمائیں تو کرم ہو گا۔ میں اُس کے ساتھ چل دیا، ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں بہت سے لوگ حلقہ بنائے بیٹھے تھے اور اُن کا شیخ ان کے درمیان تھا۔ میرے پہنچنے پر اس شیخ نے میری عزت کی اور ممتاز جگہ پر بٹھا کر کہا: اگر اجازت ہو تو کچھ اشعار پڑھوں؟ میں نے اجازت دے دی تو دو افراد نے مل کر بڑی خوش الحانی میں اشعار پڑھے، باقی افراد عجیب انداز میں ناچنے اور آوازیں نکالنے لگے۔ میں اُن کے اس حال پر حیرت زدہ رہ گیا اور بڑا محظوظ ہوا۔ اسی حالت میں صبح ہو گئی تو اس بوڑھے شیخ نے کہا: جانے سے پہلے میرا تعارف سنتے جایئے، میں عزازیل ہوں جسے اب ابلیس کہا جاتا ہے اور یہ سب میری ذریت ہے۔ کیونکہ میں بارگاہ الٰہی سے راندہ گیا ہوں۔ اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے بلند مقام سے ذلت و رسوائی میں آ گیا ہوں۔ لہذا مجھے یہ صدمہ کھائے جاتا ہے تو گانے باجے کے ذریعے اپنا غم ہلکا کر لیتا ہوں اور گانے باجے کے ذریعے لوگوں کو گنہگار کرتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے چلا آیا۔[1]

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا! گانے سننے چھوڑ دے اور اپنے نازک بدن پر ترس کھاتے ہوئے

---

(1)... کشف المحجوب، ص:647

اسے آخرت کے عذابات سے بچالے، یاد رکھ گانے سننے والے اللہ کا نافرمان اور عذاب آخرت کا حقدار ہے۔

باب نمبر 8

حرام مال کھانے کا انجام

مال حرام کھانا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ مالک کائنات نے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔[1]

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس سے مراد جھوٹی قسم کے ذریعے کھانا ہے کہ کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کا مال ناحق طریقے پر حاصل کرے۔ اور باطل طریقے سے کھانا دو طرح کا ہوتا ہے:

ایک طریقہ بطور ظلم کھانا جیسے چھین لینا، خیانت کا ارتکاب کرنا اور چوری کرنا اور دوسرا طریقہ مذاق کے طور پر اور کھیل کود میں کھانا جس طرح جوئے اور دوسری کھیلوں میں لیا جائے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا۔ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا

وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے (بھڑکتی آگ) میں جائیں گے۔[2]

---

(1)... النساء: 29

(2)... النساء:10

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مال حاصل کرنے کے لیے جھوٹی قسم اٹھائے تو وہ اس حال میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے شدید ناراض ہو گا۔[1]

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعے مسلمان کا مال ہڑپ کرلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کو واجب کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا اگرچہ وہ کوئی معمولی چیز ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی شاخ ہو۔[2]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے وہ مجھے مستجاب الدعا بنادے تو انھیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے سعد! اپنا کھانا حلال بناؤ، مقبول الدعا ہو جاؤ گئے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ بندہ جب ایک حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل مقبول نہیں فرمایا جاتا اور جس بندے کا گوشت حرام روزی سے بنا ہو اس کے لیے نار جہنم ہی زیادہ مناسب ہے۔[3]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم حرام کمائی کا تھا جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ پھر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

---

(1)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:264

(2)... ایضاً، الرقم:261

(3)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:689

نے اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیں اور فرمایا: بہرہ ہو جاؤں اگر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو۔[1]

تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حرام غذا سے پلنے والا جسم جنت میں داخل نہیں ہو گا۔[2]

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دنیا بہت دل کش اور شیریں ہوتی ہے۔ جس نے اس دنیا میں حلال ذریعے سے مال کمایا اور اسے راہ حق پر خرچ کیا۔ اللہ اسے اس پر ثواب عطا فرمائے گا اور اسے جنت میں پہنچا دے گا۔ اور جس نے اس میں غیر حلال طریقے سے مال حاصل کیا اور اسے ناحق جگہوں پر خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ذلت کا گھر (دوزخ) واجب کر دے گا۔ بہت سے لوگ اللہ و رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دیئے ہوئے مال میں (ناجائز) تصرف کرتے ہیں۔ اُن کے لیے بروز قیامت آگ ہو گی، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا[3]

جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔[4]

سرکار عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ ہو نہیں سکتا کہ بندہ مال حرام کمائے، پھر اس کو صدقہ کرے تو وہ قبول ہو جائے، اسے خرچ کرے تو اس میں برکت کی

---

(1)... ایضاً، ص:690

(2)... ایضاً، ص:692

(3)... بنی اسرائیل:97

(4)... الترغیب و الترہیب، ج:1، ص:692

جائے اور (مرنے کے بعد) اپنے پیچھے چھوڑ جائے تو وہ اس کے لیے جہنم کا ایندھن نہ بنے۔ بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی کے ذریعہ مٹاتا ہے، خبیث کو خبیث نہیں مٹا سکتا۔[1]

رسول اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس بات کی پروانہ کرے کہ وہ مال کہاں سے کماتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بات کی پرواہ نہیں فرمائے گا کہ اسے جہنم کے کس دروازے سے داخل کرے۔[2]

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے چلہ کی طرح دبلے ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے یہ اعمال قبول نہ فرمائے گا جب تک حرام سے نہ بچو۔[3]

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تم افضل عبادت سے غافل ہو، جس کا نام حرام سے بچنا ہے۔[4]

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا! حرام مال کی جو ہلاکتیں ہیں وہ تو تیرے علم میں آ ہی گئی ہیں۔ بس تو اپنے آپ کو حرام سے بچا اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل، ہمارے اسلاف حرام مال تو دور کی بات جس میں شبہ ہوتا اس کے بھی قریب نہ پھٹکتے۔ ایک دفعہ حضرت

---

(1)... ایضاً، ص:691

(2)... الکبائر، ص:193

(3)... احیاء العلوم، ج:2، ص:168

(4)... ایضاً

فضیل بن عیاض، حضرت ابن عیینہ اور حضرت عبد اللہ بن مبارک یہ تینوں حضرت وہب بن الورد کے پاس گئے اور کھجور کا ذکر کیا۔ حضرت وہب بن الورد نے فرمایا: کھجور بہت محبوب ہے مگر میں اس لیے نہیں کھاتا کہ مکہ مکرمہ کے کھجور زبیدہ کے باغ میں مل گئے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: اگر آپ اس طرح کی باریکیوں کا خیال کریں گئے تو روٹی کھانا بھی دشوار ہو جائے گی۔ انھوں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ اصل زمینیں اطراف وجوانب کی زمینوں میں مل گئی ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت وہیب کو غش آگیا۔ حضرت سفیان نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے فرمایا: آپ نے اِس شخص کو مار ڈالا۔ انھوں نے کہا: میری غرض یہ تھی کہ یہ باریکی چھوڑ دیں۔

جب حضرت وہیب کو ہوش آیا تو قسم کھالی کہ عمر بھر روٹی نہ کھاؤں گا۔ پھر بھوک کے وقت دودھ پی لیا کرتے تھے، ایک دفعہ ان کی والدہ دودھ لائیں۔ آپ نے پوچھا: یہ کہاں کا ہے، انھوں نے جواب دیا: فلاں شخص کی بکری کا ہے۔ آپ نے پوچھا: وہ بکری اس کے پاس کہاں سے آئی اور دام کہاں سے دیا، انھوں نے بتایا۔ جب دودھ منہ کے قریب لے گئے تو فرمایا: ایک بات رہ گئی کہ یہ بکری کہاں چرا کرتی تھی؟ اُن کی والدہ خاموش ہو گئیں۔ آپ نے دودھ نہ پیا اس لیے کہ وہ ایسی جگہ چرتی تھی جس میں مسلمانوں کا کچھ حق تھا۔ ان کی والدہ نے فرمایا: پی لو اللہ تعالیٰ تمھیں بخش دے گا۔ انھوں نے کہا: مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اس کی نافرمانی کر کے مغفرت کا امیدوار بنوں۔ یہ دودھ پینے سے نافرمانی ضرور ہو گی تو اس طرح اپنے اختیار سے نافرمانی کر کے طالب مغفرت ہونا اچھا نہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کو مزدوری لا کر دیا

کرتا تھا۔ ایک دن اس نے آپ کو کوئی چیز کھانے کو دی، جب آپ کھا چکے تو اس نے کہا: پہلے جب بھی میں کچھ لے کر آتا تو آپ اس کے بارے میں دریافت ضرور فرماتے۔ مگر آج بغیر دریافت کیے ہی آپ نے تناول فرمالیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کہاں سے لیا؟ اس نے بتایا: زمانہ جہالیت میں میں کہانت کیا کرتا تھا۔ اس دور میں کسی کے لیے کہانت کی تھی، کہانت بھی اچھی نہیں تھی بلکہ اس کو دھوکا ہی دیا تھا۔ یہ سن کر آپ نے اپنا ہاتھ حلق میں داخل کر کے قے کر دی۔ اس دوران آپ کی یہ حالت تھی کہ غلام نے خیال کیا شاید آپ کا دم نکل جائے۔[1]

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کی اونٹنی کا دودھ پی لیا اور معلوم ہونے پر حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔[2]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حرام میں پڑنے کے خوف سے حلال مال کے دس میں سے نو حصے چھوڑ دیتے ہیں۔[3]

---

(1)... ایضاً، ص:169

(2)... ایضاً، ص:168

(3)... الکبائر، ص:194

باب نمبر9

غیبت کا انجام

غیبت ہمارے معاشرے میں ایسے موذی مرض کی طرح عام ہو چکا ہے جس نے تقریباً ہر مسلمان کو ہی اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ شاید ہی کوئی مسلمان اس مرض سے بچا ہو۔ غیبت جیسا کبیرہ گناہ ہر محفل، ہر گھر میں عام ہے۔ لوگ جب بھی گفتگو کرتے ہیں تو وہاں کسی نہ کسی کی غیبت لازمی ہو جاتی ہے، چاہے وہ کسی بھی انداز میں ہو۔

میں نے آج تک کوئی ایسی مجلس نہیں دیکھی، جو غیبت کی نحوست سے محفوظ ہو۔

غیبت گناہ عظیم اور مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ نے غیبت کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ

کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہو گا۔[1]

سرکار عالی وقار، شفیع روز شمار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے بھائی کا گوشت دنیا میں کھایا (یعنی اس کی غیبت کی) بروز قیامت اس (جس کی غیبت کی تھی) کو اس کے پاس لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اب اس کے مردے کو کھا جیسے اس کی زندگی

(1)... الحجرات: 12

میں اس کو کھاتا تھا تو یہ اسے کھائے گا اور منہ بنائے گا اور چیخ و پکار کرے گا۔[1]

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس رات حضور ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ ﷺ نے دوزخ کی طرف نظر فرمائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ مردار کھا رہے ہیں۔ پوچھا: اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ (یعنی ان کی غیبت کرتے تھے)۔[2]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بدبودار ہوا چلنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ ہوا کون سی ہے؟ یہ بدبودار ہوا اُن لوگوں کی طرف سے آرہی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔[3]

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مجھے سفر معراج پر لے جایا گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہرے اور سینوں کو نوچ رہے تھے تو میں نے کہا: اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں میں واقع ہوتے ہیں۔(یعنی یہ لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور اُن کی چادر عزت کو داغدار کرتے ہیں)[4]

---

(1)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:380

(2)... ایضاً، ص:381

(3)... ایضاً، ص:382

(4)... سنن ابی داؤد، ج:3، الرقم: 4235

سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: غیبت اور چغل خوری ایمان کو یوں جھاڑ ڈالتے ہیں جیسے چرواہا درخت کے پتے جھاڑ دیتا ہے۔[1]

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: غیبت زنا سے بھی سخت ہے۔ عرض کی گئی وہ کس طرح؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: آدمی زنا کرتا ہے، پھر (ضمیر کے ملامت کرنے پر) توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ جبکہ غیبت کرنے والے کو اس وقت تک معافی نہیں مل سکتی جب تک جس کی غیبت کی ہے وہ معاف نہ کرے۔[2]

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر کسی نے کہا: حضور مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے اور بوجہ ندامت بتا بھی نہیں سکتا۔ آپ کے استفسار پر اس نے بتایا: میں زنا کر بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں تو سمجھا تو نے کسی کی غیبت کر دی ہے۔ کیونکہ زنا کا تعلق تو خدا کے گناہ سے ہے جو توبہ کے بعد معاف بھی ہو سکتا ہے لیکن غیبت بندے کا گناہ ہے جس کو خدا معاف نہیں کرتا۔ (جب تک بندہ نہ کرے۔)[3]

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کوہ لبنان میں بہت سے اللہ والوں کی صحبت میں رہا ہوں۔ اُن میں سے ہر ایک مجھے یہی وصیت کیا کرتا تھا کہ اے ابراہیم! جب تو دنیا والوں کے پاس جائے تو ان کو چار باتوں کی نصیحت کرنا۔

---

(1)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:383

(2)... ایضاً، ص:382

(3)... تذکرۃ الاولیاء، ص:134

1. جو پیٹ بھر کر کھائے گا اسے عبادت میں لذت نصیب نہیں ہو گی۔
2. جو زیادہ سوئے گا اس کی عمر میں برکت نہیں ہو گی۔
3. جو لوگوں کی خوشنودی چاہے، وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے ناامید ہو جائے گا۔
4. جو غیبت اور فضول گوئی زیادہ کرے گا وہ دین اسلام پر نہیں مرے گا۔[1]

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنی ماں کی کرتا کیونکہ میری نیکیوں کی سب سے زیادہ حقدار وہ ہے۔

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دوجہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کی جو تعریف بیان فرمائی ہے، وہ یہ ہے: "تو اپنے بھائی کو ایسی چیز کے ذریعے یاد کرے کہ اگر وہ سن لے یا یہ بات اسے پہنچے تو اسے ناگوار گزرے اگرچہ تو اس میں سچا ہو خواہ اس کی ذات میں کوئی نقص بیان کرے یا اس کی عقل میں یا اس کے کپڑوں میں یا اس کے فعل یا قول میں کوئی کمی بیان کرے یا اس کے دین یا اس کے گھر میں کوئی نقص بیان کرے یا اس کی سواری یا اس کی اولاد، اس کے غلام یا اس کی کنیز میں کوئی عیب بیان کرے یا اس سے متعلق کسی شئے کا (برائی کے ساتھ) تذکرہ کرے یہاں تک کہ تیرا یہ کہنا کہ اس کی آستین یا دامن لمبا ہے سب غیبت میں داخل ہیں۔[2]

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے غیبت کی تعریف اس طرح

---

(1)... منہاج العابدین، ص:197

(2)... بحرالدموع، ص:256

کی ہے: کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا۔[1]

ایک شخص نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا: غیبت کیا ہوتی ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی کی (غیر موجودگی میں اس کی ایسی خامی کا) ذکر کرنا کہ اگر وہ سن لے تو اسے بُرا محسوس ہو تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اگر وہ (خامی) واقعی (اس میں موجود) ہو؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: (اگر واقعی ہے تو یہ غیبت ہے) اگر نہیں ہے تو یہ بہتان شمار ہو گا۔[2]

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا اس (خامی) کے ہمراہ ذکر کرنا جو وہ ناپسند کرتا ہو۔ عرض کی گئی: آپ کے خیال میں میں جو بات کر رہا ہوں اگر وہ واقعی اس میں موجود ہو؟ تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم جو بیان کر رہے ہو، اگر وہ واقعی اس میں ہے تو تم اس کی غیبت کر رہے ہو اور اگر وہ نہ ہو تو تم اس پر بہتان لگا رہے ہو۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر تھے ایک آدمی اٹھ کر گیا۔ حاضرین کہنے لگے: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ شخص کتنا عاجز ہے یا کہا کہ کتنا کمزور ہے۔ (ٹھیک سے اٹھ بھی نہیں سکتا) یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم نے اپنے ساتھی کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا ہے۔[4]

---

(1)... بہارشریعت، ص:532

(2)... الموطا، ص،1071

(3)... صحیح مسلم، ج:3، ص:443

(4)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:378

حجۃ الاسلام امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ غیبت کی تعریف کر کے ساتھ مثالیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں: غیبت کی تعریف یہ ہے کہ دوسرے کا اس طرح ذکر کرنا کہ اگر وہ سنے تو برا جانے، بدن کا ذکر ہو یا نسب کا یا خلق کا یا قول و فعل کا یا دین کا یا کپڑے اور گھر اور سواری وغیرہ کا بدن کا عیب تو یہ ہے کہ کسی کو یوں کہے کہ اس کی آنکھیں چندھی ہیں یا بھینگی ہیں یا کہا جائے کہ وہ گنجا یا بونا یا کالا ہے یا پیلا ہے وغیرہ۔ نسب کا عیب اس طرح ہے کہ اس کا باپ غلام ہے، خبیث ہے، بدکار ہے، موچی ہے، گوبر اٹھانے والا ہے، بھنگی ہے یا مکروپیشے والا ہے۔ خلق کا عیب اس طرح ہے کہ فلاں شخص بد مزاج ہے، بخیل ہے، متکبر ہے، ریاکار ہے، غضب والا ہے، نامرد ہے، بزدل ہے۔ یا اس طرح کا کوئی ایسا لفظ کہا جائے۔ وہ عیب جو دین سے متعلق ہے مثلاً کہا جائے وہ چور ہے، جھوٹا ہے، شراب خور ہے، خائن ہے، ظالم ہے، نماز و زکوۃ میں سستی کرتا ہے یا رکوع و سجود اچھی طرح ادا نہیں کرتا یا نجاست سے نہیں بچتا یا والدین سے اچھا سلوک نہیں کرتا ہے۔ زکوۃ بے موقع صرف کرتا ہے یا اچھی طرح تقسیم نہیں کرتا یا روزہ میں جماع و غیبت اور لوگوں کی برائی کیا کرتا ہے۔ اپنا حق سب پر چاہتا ہے اپنے اوپر کسی کا حق نہیں سمجھتا، بڑا بکواسی ہے یا بسیار خور ہے یا بہت سوتا ہے، بے وقت سویا رہتا ہے اور بے موقع بیٹھ جاتا ہے۔ کپڑے کا عیب اس طرح کہ اس کی آستین چوڑی ہے یا دامن لمبا ہے یا کپڑے میلے رکھتا ہے۔[1]

---

(1)... احیاء العلوم، ج:3، ص:240

باب نمبر10

نماز چھوڑنے والے کا انجام

سفر ہو یا حَضَر صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ کبھی نَماز قضاء نہ فرماتے۔ شدید سے شدید بیماری میں بھی نماز ادا فرماتے۔ اجمیر شریف میں ایک بار شدید بُخار میں مبتَلا ہوگئے یہاں تک کہ غشی طاری ہوگئی۔ دوپَہَر سے پہلے غشی طاری ہوئی اور عصر تک رہی۔ حافِظ ملّت مولانا عبدُ العزیز علیہ رحمۃ اللہ الحفیظ خدمت کے لیے حاضِر تھے، صدرُ الشَّریعہ، بدرالطریقہ علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ کو جب ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ دریافت فرمایا: کیا وقت ہے؟ ظہر کا وقت ہے یا نہیں؟ حافِظِ ملّت عَلَیْہِ رَحمَۃ ربِّ الْعِزَّت نے عرض کی کہ اتنے بج گئے ہیں اب ظہر کا وَقت نہیں۔ یہ سن کر اتنی اَذِیَّت پہنچی کہ آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے۔ حافِظ ملّت عَلَیْہِ رَحمَۃ ربِّ الْعِزَّت نے دریافت کیا: کیا حُضور کو کہیں درد ہے، کہیں تکلیف ہے؟ فرمایا: "(بَہُت بڑی) "تکلیف ہے کہ ظہر کی نَماز قضاء ہوگئی۔" حافِظِ ملّت نے عرض کی: حُضور بیہوش تھے۔ بیہوشی کے عالم میں نَماز قضا ہونے پر کوئی مُؤاخَذہ (قیامت میں پوچھ گچھ) نہیں۔ فرمایا: آپ مُؤاخَذہ کی بات کر رہے ہیں وقتِ مُقَررہ پر دربارِ الٰہی کی ایک حاضِری سے تو محروم رہا۔[1]

صدر الشریعہ کا یہ جذبہ قابل تقلید ہے۔ مگر اس وقت مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ نماز اہم فرائض میں سے ایک ہے اس کے باوجود مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بے نمازی ہے۔ حالانکہ نماز ایک طرف فرض ہے تو

---

1 ...تذکرہ صدر الشریعہ مشمولہ بہار شریعت،32/1

دوسری طرف باجماعت ادا کرنا واجب ہے بغیر عذر شرعی اسے ترک نہیں کیا جاسکتا۔

حجۃ الاسلام امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں: سلف صالحین کے کانوں میں جیسے ہی اذان کی آواز گونجتی، اگر لوہار ہوتا تو اوپر اٹھایا ہوا ہتھوڑا اسی طرح واپس رکھ دیتے قطعاً ضرب نہ لگاتے۔ موچی جوتا سینے سے رک جاتا اور بالکل ہاتھوں کو حرکت نہ دیتا، اذان کی آواز کو قیامت کی ندا تصور کرتے اور مارے خوف کے نماز کے لیے چل پڑتے اور یہ گمان کرتے جب ہم اس ندا کو بجالائیں گئے تو سوائے خوشی اور بشارت کے روز محشر اور کوئی ندا نہیں سنیں گئے۔

مگر اب مسلمانوں کی حالت بالکل بدل چکی ہے۔ اذان ہو رہی ہوتی ہے مگر کسی کو پرواہی نہیں ہوتی۔ یاد رہے نماز چھوڑنے والے کے لیے سخت وعیدیں ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ

تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی۔ وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔[1]

رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: انسان اور کفر و شرک کے درمیان بنیادی فرق نماز ترک کرنا ہے۔[2]

حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔[3]

---

(1)... المدثر: 42 تا 43

2... صحیح مسلم، الرقم:246

3... سنن ابن ماجہ، الرقم:1078

پیارے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔[1]

جہنم کا دروازہ:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جان بوجھ کر نماز چھوڑے گا اللہ تعالی اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دے گا جس سے وہ (اس میں) داخل ہو گا۔[2]

دین میں نماز کا مقام:

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں اس کا کوئی دین نہیں دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسم میں سر کا ہے۔[3]

اعمال کس چیز سے باطل ہوتے ہیں؟

شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اللہ تعالی اس کے عمل باطل کر دے گا اور اس سے اللہ تعالی کی ذمہ داری اٹھ گئی جب تک وہ توبہ کر کے اللہ کی طرف لوٹ نہ آئے۔[4]

1... سنن ترمذی، الرقم: 2618

2... کنزالعمال،ج:7، الرقم الحدیث:19086

3... المعجم الاوسط،ج:1، الرقم:2292

4... المعجم الکبیر، ج:2، الرقم:233

سات کاموں کی تاکید:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے خلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سات کاموں کا تاکید حکم فرمایا:

1: اللہ تعالی کا کوئی شریک نہ بنانا اگرچہ تمعارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تمعیں جلا دیا جائے یا تمعیں سولی چڑھا دیا جائے۔

2: جان بوجھ کر نماز ترک نہ کرنا جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی وہ ملت (اسلامیہ) سے نکل گیا۔

3: گناہ کا ارتکاب نہ کرنا کہ یہ اللہ تعالی کی ناراضگی (کا باعث) ہے۔

4: شراب نہ پینا کیونکہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے۔[1]

بے نمازی کے قیامت میں ساتھی:

نبی رحمت، شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز کی پابندی کی تو قیامت کے روز یہ نماز اس کے لیے نور، برہان اور باعث نجات ہو گئی اور جس نے اس کی پابندی نہیں کی اس کے لیے یہ نہ نور ہو گا نہ برہان اور نہ ہی نجات اور بروز قیامت وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔[2]

پتھروں سے سر کچلنا:

شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے

1... سنن ترمذی، الرقم:2622

2... مسند احمد بن حنبل، ج:2، الرقم:6587

جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے جب ایک دفعہ کچلے جاتے تو دوبارہ پھر اسی حالت پر صحیح ہو جاتے اور اس کام میں کوئی وقفہ نہ ہو رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے استفسار فرمایا: اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز سے بھاری ہو جاتے تھے۔ (یعنی فرض نماز کو بوجھ سمجھتے اور ادا نہیں کرتے تھے)۔[1]

نماز نہیں چھوڑ سکتا:

جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی جاتی رہی تو لوگوں نے کہا: ہم آپ کا علاج کریں گئے مگر آپ چند دنوں کے لیے نماز چھوڑ دیں، تو آپ نے جواب دیا: نہیں (میں ایسا نہیں کر سکتا) بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نماز چھوڑی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس سے ناراض ہو گا۔[2]

بے ایمان کون؟

حضرت سیدنا ابو درداء سے مروی ہے جو نماز نہ پڑھے اس کا کوئی ایمان نہیں۔[3]

بے نمازی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو عرض کیا گیا اے امیر المومنین

1... صحیح بخاری، الرقم:7047

2... مجمع الزوائد،ج:2، الرقم:1632

3... کنزالعمال، ج:8، الرقم:21642

نماز (کا وقت ہے) آپ نے فرمایا: ہاں سنو! جو شخص نماز کو ضائع کرتا ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی حالت میں نماز ادا کی کہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔[1]

بے نمازی کی سزا:

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز چھوڑنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گئے اور جہنم میں ایک وادی ہے جسے ملحم کہا جاتا ہے اس میں سانپ ہیں ہر سانپ اونٹ کی گردن کی طرح موٹا ہے اس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت جیسی ہے وہ نماز نہ پڑھنے والوں کو ڈسے گا تو اس کا زہر اس کے جسم میں ستر سال تک کھولتا رہے گا پھر اس کا گوشت زرد رنگ کا ہو جائے گا۔[2]

زنا اور قتل سے بھی بڑا گناہ:

بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول علیہ السلام مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے اور میں نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں اس گناہ سے توبہ کر لی ہے آپ اللہ تعالی سے دعا مانگیں کہ وہ میرا گناہ بخش دے اور میری توبہ قبول فرمائے حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا: تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی مجھ سے زنا سرزد ہوا جس سے میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں نے اسے قتل کر دیا۔

1... الکبائر، ص:37

2... ایضاً، ص:43

حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا: اے فاسقہ ، فاجرہ عورت یہاں سے چلی جا کہیں تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر ہمیں بھی نہ جلادے چنانچہ وہ شکستہ دل ہو کر وہاں سے چلی گئی۔

اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: اے موسی علیہ السلام اللہ تعالی فرماتا ہے توبہ کرنے والی عورت کو آپ نے کیوں واپس کر دیا کیا؟ آپ نے اس سے زیادہ برائی والا نہیں دیکھا؟ حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا اے جبرائیل اس سے زیادہ شر والا کون ہے ؟تو انہوں نے فرمایا: جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے۔[1]

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا ذرا غور کر کہ نماز چھوڑنے پر تجھے کتنی سخت سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے گا، اے بے نمازی تیری شامت آئے گی، تیرا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھا ہوا ہے جس سے تو جہنم میں داخل ہو گا، تیرے سر کو بار بار کچلا جائے گا، تجھے جہنم میں زہریلے سانپوں سے ڈسوایا جائے گا، جب تو اللہ تعالی سے ملے گا تو مالک کائنات تجھ سے سخت ناراض ہو گا، تیرا نماز چھوڑنے کا گناہ اس زانیہ عورت سے بھی بڑا ہے جو بدکاری سے پیدا ہونے والے بچے کو قتل کر دیتی ہے، تیرا نماز نہ پڑھنا تجھے اس جہنم میں لے جائے گا کہ جس کے عذابات سخت اور جہاں ہلاکت ہی ہلاکت ہے، تیرا حشر روز محشر ہارون، قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا، تیرے دیگر نیک اعمال

1 ... الکبائر، ص:44

برباد کر دیئے جائیں گے، روز محشر تیرے چہرے پر یہ تین سطریں لکھی ہوں گی

اے اللہ کے حق کو برباد کرنے والے

اے اللہ کے غضب کے ساتھ مخصوص

جس طرح تو نے دنیا میں اللہ تعالی کا حق برباد کیا اسی طرح آج تو اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا:

ایک مرتبہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے یوں دعا فرمائی: یا اللہ ہم میں سے کسی کو بد بخت یا محروم نہ بنا۔ پھر فرمایا: کیا جانتے ہو کہ بد بخت اور محروم کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کون ہے؟ فرمایا: جو نماز نہیں پڑھتا۔[1]

---

1 ... الکبائر، ص:43

نماز پڑھنے کے فضائل

جس طرح نماز چھوڑنے والے کے لیے سخت وعیدیں ہیں اسی طرح نماز پڑھنے والے کے لیے عظیم بشارتیں بھی ہیں حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص پانچ فرض نمازوں کی پابندی کرتا ہے اللہ تعالی اسے پانچ اعزازات عطا فرماتا ہے:

1. اس سے رزق کی تنگی اُٹھالیتا ہے۔
2. اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔
3. اسے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دے گا۔
4. وہ پل صراط پر بجلی چمکنے کی طرح گزرے گا۔ اور
حساب و کتاب کے بغیر جنت میں جائے گا۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہنشاہ مدینہ، راحت قلب و سینہ ﷺ موسم سرما میں باہر تشریف لائے جبکہ درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے تو آپ نے ایک درخت کی ٹہنی پکڑ کر اس کے پتے جھاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ابو درداء! میں نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ ﷺ تو ارشاد فرمایا: بے شک جب کوئی مسلمان اللہ تعالی کی رضا کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔[1]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوۃ و السلام کو فرماتے ہوئے سنا: اگر تمھارے کسی کے صحن میں نہر ہو اور ہر روز وہ پانچ بار اس میں

---

1 ... مسند احمد بن حنبل، ج:8، الرقم:21612

غسل کرے تو کیا اس پر کچھ میل باقی رہ جائے گئی؟ لوگوں نے عرض کیا: جی نہیں! تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: نماز گناہوں کو ایسے ہی دھو دیتی ہے جیسے کہ پانی میل کو دھو ڈالتا ہے۔[1]

رحمت اللعلمین، جناب صادق و امین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو انہیں پڑھتا رہے گا اور انہیں حقیر سمجھ کر ان میں کمی نہیں کرے گا تو اللہ تعالی نے قیامت کے دن اس کے لیے عہد کر لیا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ لیکن جو انہیں پڑھے گا مگر حقیر سمجھ کر ان میں کبھی کبھی چھوڑ دے گا تو اس کے لیے اللہ تعالی کے پاس کوئی عہد نہیں چاہے عذاب دے چاہے معاف فرمادے۔[2]

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے جو ہر نماز کے وقت نداء کرتا ہے اے اولاد آدم کھڑے ہو جاؤ اپنی اس آگ کی طرف جسے تم (گناہوں کی وجہ سے) جلاتے رہے ہو تو (اب) اس کو (نماز کے ذریعہ سے) بجھاڈالو۔[3]

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر نماز کے وقت ایک منادی بھیجا جاتا ہے جو ندا کرتے ہوئے کہتا ہے۔ اے بنی آدم! اٹھو اور اس آگ کو بجھاڈالو جو تم نے اپنی جانوں کے لیے (گناہ کر کے) جلائی تھی تو لوگ اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں اور نماز ظہر پڑھتے ہیں تو (فجر اور ظہر کے) درمیان والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

---

(1)... سنن ابن ماجہ، ج:1، الرقم:1397

(2)... ایضاً، الرقم: 1402

3... مجمع الزوائد، ج:2، الرقم:1659

پھر جب عصر کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے، مغرب کے وقت اسی طرح ہوتا ہے پھر عشاء (یا فجر) کے وقت بھی اسی طرح ہوتا ہے تو اب آدمی رات بسر کرتا ہے خیر میں یا پھر رات گزارتا ہے شر میں۔[1]

دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (گناہ کر کر کے) تم جلتے رہتے ہو تو جب نماز فجر ادا کرتے ہو تو یہ نماز (ان گناہوں کو) دھو ڈالتی ہے پھر تم جلتے رہتے ہو، جلتے رہتے ہو تو جب نماز ظہر ادا کرتے ہو تو یہ انہیں دھو ڈالتی ہے پھر جلتے رہتے ہو، جلتے رہتے ہو تو جب نماز مغرب ادا کرتے ہو تو یہ انہیں دھو دیتی ہے پھر جلتے رہتے ہو، جلتے رہتے ہو جب نماز عشاء ادا کرتے ہو تو یہ ان کو مٹا ڈالتی ہے پھر تم سو جاتے ہو تو تمعارا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ تم بیدار ہو جاتے ہو۔[2]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بے شک ہر نماز اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔[3]

احکام شرعیہ:

مسئلہ: ہر مکلف یعنی عاقل، بالغ پر نماز فرض عین ہے اِس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی ہو وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی و

---

(1)... الترغيب الترهيب، ج:1، ص:164

2... مجمع الزوائد، ج:2، الرقم:1658

(3)... الترغيب الترهيب، ج:1، ص:166

احمد رضی اللہ عنھم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔

مسئلہ: بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔

مسئلہ: نماز خالص عبادت بدنی ہے اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطور فدیہ ادا کر دے البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور (وہ) انتقال کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو ادا کیا جائے اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو اور بے وصیت بھی وارث اس کی طرف سے دے کہ امید قبول وعفو ہے۔

مسئلہ: فرضیت نماز کا سبب حقیقی امر الٰہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے کہ اول وقت سے آخر وقت تک جب ادا کرے ہو جائے گی اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور اگر ادا نہ کی یہاں تک کہ وقت کا ایک خفیف جز باقی ہے تو یہی جز اخیر سبب ہے اور اگر کوئی مجنون یا بے ہوش، ہوش میں آیا یا حیض و نفاس والی پاک ہوئی یا صبی (یعنی بچہ) بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا اور وقت صرف اتنا ہے کہ صرف اللہ اکبر کہہ لے تو ان سب پر اس وقت کی نماز فرض ہو گئی اور جنون و بے ہوش پانچ وقت سے مستغرق نہ ہو تو اگرچہ تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے (اس پر) نماز فرض ہے قضا پڑھے۔

مسئلہ: نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی اور اب آخر وقت میں بالغ ہوا تو اس پر فرض ہے کہ اب پھر پڑھے یوہیں اگر معاذاللہ مرتد ہو گیا پھر آخر وقت میں اسلام لایا اُس پر اس وقت کی نماز فرض ہے اگرچہ اور وقت میں قبل ارتداد نماز پڑھ چکا ہو۔

مسئلہ: نابالغ عشاء کی نماز پڑھ کر سویا تھا اُس کو احتلام ہوا اور بیدار ہوا یہاں تک

کہ فجر طلوع ہونے کے بعد آنکھ کھلی تو عشاء کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر سے پیشتر (پہلے) آنکھ کھلی تو اس پر عشاء کی نماز بالاجماع فرض ہے۔

مسئلہ: کسی نے اول وقت میں نماز پڑھی تھی اور آخر وقت میں اس کو ایسا عذر پیدا ہو گیا جس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے مثلاً آخر وقت میں حیض و نفاس ہو گیا یا جنون یا بے ہوشی طاری ہو گئی تو اس وقت کی نماز معاف ہو گئی اُس کی قضاء بھی ان پر نہیں ہے مگر جنون و بے ہوشی میں شرط ہے کہ علی الاتصال پانچ نمازوں سے زائد کو گھیر لیں ورنہ قضاء لازمی ہو گی۔

مسئلہ: یہ گمان تھا کہ ابھی وقت نہیں ہوا نماز پڑھ لی بعد نماز معلوم ہوا کہ وقت ہو گیا تھا نماز نہ ہوئی۔[1]

---

(1)... بہارشریعت، ج:1، ص:443

نماز قضا کرنے کا انجام

ایک بزرگ کے بارے منقول ہے کہ ان کی ایک بہن انتقال کر گئی تو وہ اس کے پاس آئے، دفن کے وقت اُن کی مال سے بھری ہوئی تھیلی اُس خاتون کی قبر میں گر گئی اور کسی کو معلوم نہ ہو سکا حتی کہ وہ قبر سے واپس آ گئے پھر لوگوں کے واپس جانے کے بعد وہ گئے قبر کو کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قبر میں اس خاتون پر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں چنانچہ قبر پر مٹی ڈالی اور روتے ہوئے غمگین حالت میں ماں کے پاس آئے اور کہا اے ماں مجھے میرے بہن کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتی تھی؟ ماں نے کہا تم اس کے بار کیوں پوچھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: امی جان! میں نے ان کی قبر میں آگ شعلہ زن دیکھی ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی ماں بھی رونے لگی اور اس نے کہا: اے میرے بیٹے تمعاری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور وقت گزار کر پڑھتی تھی۔

جو لوگ وقت پر نماز نہیں پڑھتے ان کا یہ حال ہے تو جو بالکل نہیں پڑھتے ان کا کیا حال ہو گا۔

مروی ہے کہ جو بندہ نماز میں سستی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پندرہ سزائیں دیتا ہے۔ پانچ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔

دنیا میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں:

1. اُس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی
2. اُس کے چہرے سے نیک لوگوں کی علامت مٹا دی جاتی ہے
3. اسے اللہ تعالیٰ کسی عمل کا اجر نہیں دیتا
4. اُس کی دعا آسمان کی طرف اٹھائی نہیں جاتی (یعنی قبول نہیں ہوتی)

5. اسے نیک لوگوں کی دعا سے حصہ نہیں ملتا

موت کے وقت ملنے والی سزائیں یہ ہیں:

1. وہ ذلیل ہو کر مرتا ہے
2. بھوک کی حالت میں مرتا ہے
3. پیاسا مرتا ہے اگرچہ دنیا کے تمام سمندروں کا پانی اسے پلایا جائے اس کی پیاس نہیں بجھتی۔

قبر میں پہنچنے والی سزائیں یہ ہیں:

1. اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہیں حتی کہ اس کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں
2. اس کی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے وہ صبح وشام انگاروں پر لوٹ پوٹ ہوتا ہے
3. اس کی قبر پر ایک اژدہا مقرر کیا جاتا ہے جس کا نام ''شجاع اقرع'' ہے اُس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہیں ہر ناخن ایک دن کی مسافت کے مطابق لمبا ہے وہ میت کو ڈستا ہے اور کہتا ہے میں ''شجاع اقرع'' ہوں اس کی آواز سخت آواز والی گرج کی طرح ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اس بات پر ماروں کہ تو نے صبح کی نماز طلوع آفتاب تک نہ پڑھی اور اِس بات پر ماروں کہ تو نے ظہر کی نماز عصر تک مؤخر کی اور اس بات پر ماروں کہ تو نے عصر کی نماز مغرب تک نہ پڑھی اور اس بات پر ماروں کہ تو نے مغرب کی نماز عشاء تک ادا نہ کی اور تجھے اس بات پر ماروں کہ تو نے عشاء کی نماز کو صبح تک مؤخر کیا۔

وہ جب بھی اسے کوئی ضرب مارتا ہے تو وہ زمین میں ستر گز تک دھنس جاتا ہے پس وہ قیامت تک زمین میں عذاب پائے گا۔

اور وہ عذاب جو قبر سے نکلنے کے وقت میدان محشر میں ہوں گئے وہ یہ ہیں:

1. حساب کی سختی
2. رب تعالیٰ کی ناراضگی
3. جہنم میں داخلہ

عدد کے لحاظ سے یہ چودہ سزائیں ہیں شاید راوی پندرہویں سزا بھول گئے ہیں۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کی کوئی نماز فوت ہو گئی گویا اس کے اہل و عیال اور مال چھین لیا گیا۔[2]

نماز قضاء کرنے والوں کے لیے قرآن مجید میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں (ضائع کیں) اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غیّ کا جنگل پائیں گے۔ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔[3]

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نماز ضائع کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انہیں بالکل چھوڑ دیتے ہیں

---

(1)... الکبائر، ص:42

(2)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:232

(3)... المریم:59 تا 60

بلکہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) وہ وقت گزار کر نماز پڑھتے ہیں۔

امام التابعین حضرت سیدنا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: وقت گزار کر نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ظہر کی نماز کو اتنا مؤخر کر دے کہ عصر کا وقت شروع ہو جائے اور مغرب کا وقت شروع ہونے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے، اسی طرح مغرب کو عشاء تک، عشاء کو فجر تک اور فجر کو طلوع آفتاب تک مؤخر کر دے لہذا جو شخص ایسی حالت پر اصرار (ہمیشگی) کرتے ہوئے مر جائے اور توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ غَیّ کا وعدہ فرمایا ہے غَیّ جہنم کی ایک ایسی وادی ہے جس کا پیندہ پست اور عذاب بہت سخت ہے۔[1]

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی نماز عصر فوت ہو گئی گویا کہ اس کے اہل اور مال چھن گئے۔[2]

ابو ملیح عامر بن اسامہ فرماتے ہیں: ابر آلودہ دن میں ہم ایک غزوہ میں بریدہ بن حصیب اسلمی کے ساتھ تھے انہوں نے فرمایا: نماز عصر جلدی پڑھ لو کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص نے نماز عصر (جان بوجھ کر) چھوڑ دی اس کا عمل ضائع ہو گیا۔[3]

احکام شرعیہ:

مسئلہ: بلا عذر شرعی نماز قضاء کر دینا بہت سخت گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ اس

---

(1)... الزواجر، ج:1، ص:434

(2)... صحیح بخاری، الرقم:552

(3)... ایضاً، الرقم:564

کی قضاء پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ یا حج مقبول سے گناہ تاخیر معاف ہو جائے گا۔

مسئلہ: دشمن کا خوف نماز قضاء کر دینے کے لیے عذر ہے مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضاء کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اگر سوار ہے اور سواری پر پڑھ سکتا ہے اگرچہ چلنے ہی کی حالت میں یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو عذر نہ ہوا یوہیں اگر قبلہ کو مونھ کرتا ہے تو دشمن کا سامنا ہوتا ہے تو جس رخ بن پڑے پڑھ لے، ہو جائے گی ورنہ نماز قضاء کرنے کا گناہ ہوا۔

مسئلہ: جنائی (یعنی بچہ جننے والی) نماز پڑھے گی تو بچہ کے مر جانے کا اندیشہ ہے (تو نماز نہ پڑھے) نماز قضاء کرنے کے لیے یہ عذر ہے۔

مسئلہ: سوتے میں یا بھولے سے نماز قضاء ہو گئی تو اس کی قضاء پڑھنی فرض ہے البتہ قضاء کا گناہ اس پر نہیں۔ مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: جو نماز سے بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے وہ ہی اس کا وقت ہے۔

مگر دخول وقت کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا تو قطعاً گنہگار ہوا جب کہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت (یعنی وقت شروع ہونے) سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی جبکہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزارا اور ظن ہے کہ اب سو گیا تو وقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔

مسئلہ: جب اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اسے رات

میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے

مسئلہ: کوئی سو رہا ہے یا نماز پڑھنا بھول گیا تو جسے معلوم ہو اس پر واجب ہے کہ سوتے کو جگا دے اور بھولے ہوئے کو یاد دلا دے۔

جماعت ترک کرنے کا انجام

اے بندہ خدا! یاد رکھ جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح نماز کو باجماعت ادا کرنا بھی ضروری ہے کہ بلا اجازت شرعی جماعت کو ترک کرنا سخت گناہ ہے۔ جو لوگ باجماعت نماز ادا نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے شدید ناراضگی کا اظہار کیا۔

تاجدار مدینہ، راحت قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں تاکہ لکڑیاں جمع کی جائیں پھر میں نماز کا حکم دوں اور اس کی اذان کہی جائے پھر میں کسی دوسرے آدمی کو لوگوں کی امامت کا حکم دوں پھر لوگوں کے گھروں میں جاؤں اور ان کے گھر جلادوں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں سے کسی کو معلوم ہو تا کہ (مسجد میں) گوشت کی موٹی ہڈی اور دو عمدہ کھر پائے گئے تو وہ ضرور عشاء کی نماز میں حاضر ہوتا۔[1]

سرکار عالی وقار ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافقین کے لیے سب سے زیادہ دشوار عشاء کی نماز اور فجر کی نماز ہے۔ اگر انھیں ان دونوں نمازوں کے ثواب کا پتا چل جائے تو وہ ان دونوں کو پڑھنے کے لیے ضرور آئیں، اگرچہ انھیں گھسٹ کر آنا پڑے۔ میرا جی چاہ رہا ہے کہ میں (تم لوگوں کو) نماز پڑھنے کا حکم دوں اور پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور پھر میں چند لوگوں کے ہمراہ جن کے پاس لکڑیوں کے

---

(1)... صحیح بخاری، ج:1، الرقم:613

گٹھے ہوں، اُن لوگوں کے پاس جاؤں اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔[1]

شہنشاہ خوش خصال، پیکر حسن و جمال ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے والا جانتا کہ اس کے لیے چل کر آنے والے کو کتنا ثواب ملتا ہے تو یہ ضرور حاضر ہوتا اگرچہ اسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر رینگ کر آنا پڑتا۔[2]

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ کل (قیامت کے دن) اللہ تعالی سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ ان نمازوں کی وہاں پابندی کرے جہاں اذان دی جاتی ہے (یعنی مسجد میں) بے شک اللہ تعالی نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے سنن ہدی جاری فرمائی ہے اور یہ نمازیں بھی سنن ہدی میں سے ہیں اور اب اگر تم نے اپنے گھروں میں نمازیں پڑھ لیں جیسا کہ یہ (کسی خاص منافق کی طرف اشارہ ہے) پیچھے رہ جانے والے اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرنے کے بعد مسجد کا رخ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ وہ ہی نماز نہیں پڑھتا جس کا منافق ہونا مشہور ہو (جبکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں کسی بیمار) شخص کو دو آدمیوں کے سہارے لا کر صف میں کھڑا کیا جاتا تھا۔[3]

---

(1)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:1381

(2)... الترغیب و الترہیب، ج:1، ص:182

(3)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:1387

دوجہاں کے تاجور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو حالت صحت اور فراغت میں اذان سنے پھر بھی مسجد میں حاضر نہ ہو تو اس کی کوئی نماز نہیں۔[1]

حضرت سیدنا ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی علیہ الصلوۃ والسلام میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ مدینہ شریف میں موذی جانوروں کی کثرت ہے جبکہ میں نابینا ہوں اور گھر بھی دور ہے اور کوئی اچھا رہنما بھی نہیں جو مجھے لے آیا کرے تو کیا مجھے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟ تو آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا تو اقامت کی آواز سنتا ہے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پس تم (باجماعت نماز کے لیے مسجد میں) حاضر ہوا کرو۔[2]

---

(1)... الزواجر، ج:1، ص:465

(2)... سنن ابو داؤد، ج:1، الرقم:465

نماز باجماعت کے فضائل

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: با جماعت نماز تنہاء(پڑھی جانے والی)پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔[1]

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے (کا ثواب) تنہاء نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔[2]

نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ با جماعت نماز پڑھنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔[3]

سرکار عالی وقار ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا بہتر ہے اور یہ اس لیے کہ جب وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے اور یہ اس کا نکلنا صرف نماز کے لیے ہے اور وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا۔ مگر ہر قدم کے ساتھ جو اٹھایا گیا ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ ایک گناہ محو ہوتا ہے پھر نماز پڑھنے اور اپنے مصلے پر رہے تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اے اللہ! اس پر رحمت نازل فرما۔ اے اللہ! اس پر مہربانی فرما اور تم میں سے ہر ایک ہمیشہ نماز میں ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں ہے۔[4]

شہنشاہ مدینہ، راحت قلب و سینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے وضو کیا تو

---

(1)... صحیح بخاری، ج:1، الرقم:614

(2)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:1376

(3)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:181

(4)... صحیح بخاری، ج:1، الرقم:616

خوب وضو کیا پھر نماز فرض کے لیے چلا تو امام کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گئے۔[1]

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص چالیس دن باجماعت نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ پائے اس کے لیے دو براتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک نار جہنم سے بری ہونا۔ دوسرا منافقت سے بری ہونا۔[2]

حضرت سیدنا سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ کے بارے منقول ہے آپ نے چالیس سال تک ہمیشہ نماز باجماعت ادا کی اور تیس سال تک ہر نماز کی اذان مسجد کے اندر ہی سنی۔[3]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرماتے۔ حتیٰ کہ آپ اگر سفر میں ہوتے تو بھی کم از کم دو شاگردوں کو اپنے ساتھ رکھتے تا کہ نماز باجماعت ادا کی جاسکے۔

مفتی دعوت اسلامی محمد فاروق عطاری رحمۃ اللہ علیہ باجماعت نمازوں کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے، کئی بار ٹرین سے اگر پنجاب جانا ہوتا تو کراچی سے حیدرآباد تک بس میں سفر فرماتے تا کہ نماز بآسانی ادا ہو سکے۔ اگر ٹرین آنے میں تاخیر ہوتی تو باقاعدہ مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرتے اور ہر نماز پہلی صف میں ادا کرنے کی کوشش کرتے۔[4]

---

(1)... الترغیب و الترہیب، ج:1، ص:181

(2)... ایضاً، ص:182

(3)... الطبقات الکبری، ص:118

(4)... مفتی دعوت اسلامی، ص:52

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا! تجھ پر بھی نماز اسی طرح فرض ہے جیسی سلف صالحین پر تھی۔ تجھے بھی اسی پرورد گار کی بار گاہ میں جانا ہے جس پرورد گار کی بار گاہ میں وہ حاضر ہو گئے ہیں۔ تجھے بھی اسی دن اٹھنا ہے جس دن وہ دوبارہ جی اٹھیں گئے۔ تجھے بھی اُن نفوس قدسیہ کی طرح سب سے پہلے نماز کا ہی حساب دینا پڑے گا۔ تجھے بھی وہ ہی نداء سنائی دے گی جو جنت میں جانے کے لیے ان بزرگوں کو سنائی دے گی۔

اگر تو نے اس دنیا کے اندر اذان سنتے ہی نماز باجماعت کے لیے مسجد کی طرف دوڑ نہ لگائی تو روز محشر سلف صالحین تو خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جائیں گئے مگر تو منہ اٹھائے حسرت بھری نگاہوں سے انہیں دیکھتا رہ جائے گا۔ پھر یہ تیرا دیکھنا اور کف افسوس ملنا تجھے کچھ فائدہ نہ دے گا بلکہ تجھے اٹھا کر اس جہنم کی تاریک گھاٹیوں میں پھینک دیا جائے گا جس کا عذاب سخت اور شدید ہے۔ جس میں نہ سکون ملے، نہ راحت، نہ اس میں موت آئے، نہ اس کا عذاب ہلکا ہو۔ اگر پینے کو کچھ ملے تو کھولتا ہوا گرم پانی کہ جس کو منہ کے قریب کرنے سے اوپر والا ہونٹ سکڑ کے ماتھے کو جا لگے، کھانے کو ملے توز قوم کا کانٹے دار کڑوا پھل جو نہ چکھا جائے اور نہ ہلک سے نیچے اترے اور جب جنتی لوگ تجھ سے جہنم میں جانے کے بارے میں پوچھیں گئے تو پھر تیرے پاس اس جواب کے سو کوئی جواب نہ ہو گا۔

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ

وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔[1]

---

(1)... المدثر:39

نہیں نہیں اے بندہ خدا! تو جہنم میں جانے سے بچ سکتا ہے تجھے اذان کا جواب دینا پڑے گا۔ ابھی تیرے پاس وقت ہے، ابھی تو دار العمل میں ہے، ابھی تجھے اذان کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ابھی اٹھ اور اپنے رب کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لے اور ابھی سے یہ عزم مصمم کر لے کہ زندگی بھر اب کوئی نماز نہیں چھوڑوں گا بلکہ ہر نماز مسجد کی پہلی صف میں ادا کروں گا۔

احکام شرعیہ:

مسئلہ: عاقل، بالغ، حر (آزاد) قادر پر جماعت واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھورنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی۔

مسئلہ: جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا۔

مسئلہ: جماعت میں مشغول ہونا کہ اس کی کوئی رکعت فوت نہ ہو وضو میں تین تین اعضاء دھونے سے بہتر ہے اور تین تین بار اعضاء دھونا تکبیر اولیٰ پانے سے بہتر یعنی اگر وضو میں تین تین بار اعضاء دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی تو افضل یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مل جائے گی مگر تکبیر اولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔

مسئلہ: مسجد محلہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو امام محلہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیات اولیٰ پر دوبارہ

جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعت ثانیہ ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعت ثانیہ نہ ہوگی۔ ہیات بدلنے کے لیے امام کا محراب سے دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے شارع عام کی مسجد میں لوگ جوق جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں اس میں اگرچہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ قائم کی جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت قائم کرے یوہیں اسٹیشن و سرائے کی مسجدیں۔

جس کی جماعت جاتی رہی اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کرکے پڑھے، ہاں مستحب ہے البتہ جس کی مسجد حرم شریف کی جماعت فوت ہوئی اس پر مستحب نہیں کہ دوسری جگہ تلاش کرے۔[1]

جماعت ترک کرنے کے عذر:

1. مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو
2. اپاہج
3. جس کا پاؤں کٹ گیا ہو
4. جس پر فالج گرا ہو
5. اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہو
6. اندھا اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دیں

---

(1)... بہارشریعت، ج:1، ص:582

7. سخت بارش اور
8. شدید کیچڑ کا حائل ہونا
9. سخت سردی
10. سخت تاریکی
11. آندھی
12. مال یا کھانے کے تلف (یعنی ضائع) ہونے کا اندیشہ
13. قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے
14. ظالم کا خوف
15. پاخانہ
16. پیشاب
17. ریاح کی حاجت شدید ہے
18. کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو
19. قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہو
20. مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہو گی اور گھبرائے گا یہ سب ترک جماعت کے لیے عذر ہیں۔[1]

---

(1)... ایضاً

باب نمبر 11

زکوۃ ادانہ کرنے کا انجام

زکوۃ ادانہ کرنے والے کے لیے قرآن و حدیث میں سخت وعیدات آئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہر گز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہو گا۔[1]

اور مزید فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے

---

(1)... آل عمران:180

لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔[1]

رسول اکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور اس نے اس مال کی زکوۃ ادا نہیں کی وہ مال قیامت کے دن اس کے لیے گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گئے اور وہ (مال بصورت سانپ) اس کی گردن میں طوق بنایا جائے گا۔ پھر وہ منہ کے دونوں کناروں سے اس کو پکڑے گا۔ پھر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:[2]

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مال دار شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، اس کے مال کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس کے ٹکڑے بنائے جائیں گئے اور اُن کے ذریعے اس شخص کے دونوں پہلوں اور پیشانی کو اس وقت تک داغا جاتا جارہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کا فیصلہ نہیں کر دیتا۔ اس دن جو پچاس ہزار دن کا ہو گا۔ پھر اس شخص کو اس کا راستہ دکھا دیا جائے گا جو یا تو جنت کی طرف جاتا ہو گا یا جہنم کی طرف جاتا ہو گا۔ اونٹوں کا جو مالک ان کی زکوۃ ادا نہیں کرے گا۔ اسے چٹیل میدان میں لٹا دیا جاے گا اور وہ اونٹ انتہائی موٹے تازے ہو کر اسے روندتے

---

(1)... التوبہ: 34 تا 35

(2)... صحیح بخاری، ج:1، الرقم:1314

ہوئے گزر جائیں گئے، جب آخری گزر جائے گا تو پہلا دوبارہ آجائے گا۔(یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا) جب تک اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ نہیں کرلیتا اور یہ اس دن ہوگا جو پچاس ہزار سال کا دن ہوگا۔ پھر اس شخص کو اس کا راستہ دکھا دیا جائے گا جو یا تو جنت کی طرف جاتا ہوگا یا جہنم کی طرف جاتا ہوگا۔

بکریوں کا جو مالک اُن کی زکوۃ ادا نہیں کرے گا، اسے اُن کے سامنے چٹیل میدان میں اتار دیا جائے گا اور بکریاں موٹی تازی ہوکر (آئیں گی) اور اسے اپنے پاؤں کے ذریعے روند ڈالیں گی اور سینگوں کے ذریعے ماریں گی۔ اُن میں کوئی ایسی بکری نہیں ہوگی جس کے سینگ الٹے ہوں یا پھر سینگ ہی نہ ہوں۔ جب آخری بکری اس پر سے گزر جائے گی تو پہلی دوبارہ آجائے گی۔ (اور یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا۔) جب تک اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کے درمیان فیصلہ نہ کردے۔ (اور یہ اس دن ہوگا) جو پچاس ہزار برس کا دن ہے تو اس شخص کو اس کا راستہ دکھا دیا جائے گا، جو جنت کی طرف جاتا ہوگا یا جہنم کی طرف جاتا ہوگا۔[1]

تاجدار کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اللہ اس کے مال کو سانپ بنا کر اس کی گردن میں ڈالے گا اور اس بات کی تائید میں قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی:[2]

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

---

(1)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:2188

(2)... مشکاۃ المصابیح، ج:1، الرقم:1698

سرکار عالی وقار ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے پیچھے خزانہ (مال و دولت) چھوڑ جائے (اور زکوۃ ادا نہ کی ہو) اس خزانے کو ایک گنجے اژدھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ اس کی دونوں آنکھوں پر دو سیاہ دھبے ہوں گئے۔ مال والے کے پیچھے پیچھے بھاگے گا۔ وہ پوچھے گا: تو کون ہے؟ اژدھا کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جسے تو اپنے پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ یہ اژدھا اس کے پیچھے بھاگتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کا ہاتھ منہ میں ڈال کر چباڈالے گا۔ پھر بھاگتے ہوئے اس کے سارے جسم کو اسی طرح چبالے گا۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زکوۃ روک لینے والا قیامت کے روز دوزخ کی آگ میں ہو گا۔[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (زکوۃ نہ دینے والے) آدمی کو اس کے خزانے (درہم و دینار) کے ساتھ اس طرح داغ لگائے جائیں گئے کہ کوئی درہم دوسرے درہم کے ساتھ اور کوئی دینار دوسرے دینار کے ساتھ نہ لگے گا۔ اس کے لیے اس کے (جسم کے) چمڑے کو وسیع کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ ہر دینار اور ہر درہم الگ الگ لگایا جاسکے گا۔[3]

ایک مرتبہ دو عورتیں حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ

---

(1)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:304

(2)... ایضاً، ص:306

(3)... ایضاً، ص:307

تمھیں آگ کے کنگن پہنائے۔ عرض کرنے لگیں: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر (ان کی) زکوۃ ادا کرو۔[1]

حکایت:

حضرت محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اور میرے دوستوں کی جماعت حضرت ابن سنان رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو نکلے۔ جب وہاں پہنچے تو انھوں نے فرمایا: میرے پڑوسی کا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ چلو اس کی تعزیت کو چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم اُن کے پڑوسی کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ رو رہا ہے۔ ہم نے اسے تسلی دی اور تعزیت کرتے ہوئے کہا: تم جانتے ہو کہ موت سے فرار نہیں۔ اس نے کہا: مجھے معلوم ہے مگر میں اس لیے روتا ہوں کہ میرا بھائی صبح و شام عذاب میں گرفتار ہے۔

ہم نے کہا: کیا تمھارے پاس غیب کا علم ہے؟ اس نے کہا: نہیں مگر جب میرے بھائی کو لوگ دفن کر کے واپس چلے آئے تو میں قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ تو قبر سے آواز آئی وہ کہہ رہا تھا: افسوس انھوں نے مجھے تنہا بٹھا دیا، میں عذاب میں مبتلا ہوں حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا، روزہ رکھتا تھا۔ بھائی کی گفتگو سن کر میں نے رونا شروع کر دیا اور قبر سے مٹی کھودی تاکہ بھائی کا حال دیکھوں۔ میں نے دیکھا کہ قبر سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور اس کی گردن میں آگ کا طوق ہے۔ بھائی کی شفقت میں میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ طوق کو گلے سے اتار دوں تو میرا ہاتھ جل گیا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ ہمیں دیکھایا وہ جل کر سیاہ کوئلہ ہو چکا تھا۔ پھر اس شخص نے کہا: میں نے قبر پر مٹی ڈالی اور

---

(1)... سنن ترمذی، ج:1، الرقم:616

واپس گھر لوٹ آیا۔ تو میں کیوں نہ بھائی کی حالت پر اس طرح رؤں۔

ہم نے پوچھا: تیرا بھائی دنیا میں کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے کہا: وہ زکوۃ نہیں دیتا تھا۔
فرماتے ہیں: ہم نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تصدیق کی ہے:

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ(1)

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا! زندگی کے ایام کم ہو رہے ہیں اور موت بالکل قریب ہے۔ لہذا تو مال کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دے اور جو مال اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے فضل سے دیا ہے، ان کی زکوۃ ادا کر کے اپنے مال کو پاک اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لے۔ نہیں تو تجھے ان سخت سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے گا جن کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ تو خوش دلی سے زکوۃ ادا کر اور بخل سے بچ۔ زکوۃ کے ساتھ صدقہ و خیرات بھی خوب کر کہ زکوۃ دینے اور صدقہ و خیرات دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زکوۃ ادا کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، مال میں اضافہ، نیکیوں کا باعث اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَۙ

اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔[2]

---

(1)... آل عمران:180

(2)... المومنون:4

وَ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ

اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں: جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی تو یقیناً اس کے مال کا شر دور ہو گیا۔[2]

صدقہ کرنے کی فضیلت:

سرکارِ عالی وقار، شفیع روزِ شمار ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کیا اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ کمائی سے ہی صدقہ قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے شک اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں (جو اس کی شان کے لائق ہے) لے لیتا ہے۔ پھر صدقہ کرنے والے کے لیے اس صدقہ کو بڑھاتا ہے۔ جس طرح تم میں سے کوئی (بچھڑا) یا گدھے کا بچہ پالتا ہے۔ یہاں تک کہ (کیا ہوا صدقہ) پہاڑ جیسا بن جاتا ہے۔[3]

نبی مکرم، نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ انسان کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے اور جو شخص اللہ

---

(1)... سبا:39

(2)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:299

(3)... صحیح بخاری، ج:1، الرقم:1320

کے لیے تواضع اختیار کرے، اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرمائے گا۔[1]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کے دربار میں مرنے سے پہلے توبہ کر لو اور جانے سے قبل اعمال صالحہ میں جلدی کرو۔ اسی طرح ظاہر و باطن اور پوشیدہ طور پر کثرت سے صدقہ کرو تو تمھیں رزق بھی دیا جائے گا۔ تمھاری مدد بھی کی جائے گی اور تمھارے نقصان کی تلافی بھی کی جائے گی۔[2]

نبی مکرم، شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ ایک شخص نے جنگل میں ایک بادل میں سے آواز سنی: فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو۔ وہ بادل روانہ ہوا اور اُس نے ایک پتھریلی زمین پر بارش نازل کی، وہاں ایک نالے میں پانی بھر گیا۔ وہ آدمی اس پانی کے پیچھے گیا، وہاں ایک شخص اپنے باغ میں پھاوڑے کے ذریعے پانی کا راستہ بنا رہا تھا۔ اس شخص نے اس آدمی سے دریافت کیا: اے اللہ کے بندے! تمھارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: فلاں، یہ وہی نام تھا جو اس نے بادل میں سنا تھا۔ اس آدمی نے اس شخص سے دریافت کیا: اے اللہ کے بندے! تم نے مجھ سے میرا نام کیوں پوچھا؟ تو اس نے جواب دیا: یہ پانی جس بادل کا ہے میں نے اس میں یہ آواز سنی تھی جس میں تمھارا نام لے کر یہ کہا گیا تھا کہ اس کے باغ کو سیراب کرو۔ تم کیا عمل کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: تم نے یہ بات بتا دی ہے تو میں بھی بتاتا ہوں کہ اس کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ ایک تہائی اپنے اوپر اور اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہوں اور

---

(1)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:6466

(2)... سنن ابن ماجہ، ج:1، الرقم:1081

ایک تہائی پھر اس میں لگا دیتا ہوں۔[1]

حضرت لقمان حکیم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اگر تم سے غلطی ہو جائے تو صدقہ کرو اگرچہ ایک روٹی ہو۔[2]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: صدقہ میں سے کسی چیز کو حقیر نہ جانو، کیونکہ اس میں سے ایک دانہ قیامت کے دن ثواب کے پہاڑوں کے ساتھ تولا جائے گا۔[3]

احکام شرعیہ:

زکاۃ شریعت میں اللہ (عزوجل) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کرلے۔

مسئلہ: زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔

مسئلہ: زکاۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

مسلمان ہونا۔

(۲) بالغ ہونا۔

---

(1)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:7439

(2)... تنبیہ المغترین، ص:300

(3)... ایضاً، ص:301

(۳) عاقل ہونا۔

(۴) آزاد ہونا۔

(۵) مال بقدر نصاب اُس کی مِلک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکاۃ واجب نہ ہوئی۔

(۶) پورے طور پر اُس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو۔

(۷) نصاب کا دَین سے فارغ ہونا۔

مسئلہ : نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زر ثمن کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دَین ہو، جیسے زکاۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گذر گئے کہ زکاۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکاۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکاۃ اس پر دَین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہٰذا دوسرے سال کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر تین سال گذر گئے، مگر تیسرے میں ایک دن باقی تھا کہ پانچ درم اور حاصل ہوئے جب بھی پہلے ہی سال کی زکاۃ واجب ہے کہ دوسرے اور تیسرے سال میں زکاۃ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں، ہاں جس دن کہ وہ پانچ درم حاصل ہوئے اس دن سے ایک سال تک اگر نصاب باقی رہ جائے تو اب اس سال کے پورے ہونے پر زکاۃ واجب ہو گی۔ یوہیں اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاۃ نہ دی پھر سارے مال کو ہلاک کر دیا پھر اور مال حاصل کیا کہ یہ بقدر نصاب ہے، مگر سال اوّل کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دَین ہے اس میں سے نکالیں تو نصاب باقی نہیں رہتی تو اس نئے سال کی زکاۃ واجب نہیں اور اگر اُس پہلے مال

کو اُس نے قصداً ہلاک نہ کیا، بلکہ بلا قصد ہلاک ہو گیا تو اُس کی زکاۃ جاتی رہی، لہٰذا اس کی زکاۃ دَین نہیں تو اس صورت میں اس نئے سال کی زکاۃ واجب ہے۔

(۸) نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔

مسئلہ: حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے لونڈی غلام، آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلّہ۔

(۱۰) سال گزرنا، سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہو گئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکاۃ واجب ہے۔

مسئلہ: سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کی ساڑھے باون تولے ہے۔

مسئلہ: سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوۃ چالیسواں حصہ ہے۔[1]

---

(1)... بہارشریعت، ج:1، حصہ پنجم

باب نمبر12

روزہ چھوڑنے کا انجام

ماہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے مومنین پر فرض کیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے۔[1]

رمضان شریف کے روزوں کو بلا اجازت شرعی ترک کرنے والا سخت گنہگار اور نار جہنم کا مستحق ہے۔

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے بغیر شرعی اجازت اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی توڑا اسے عمر بھر کے روزے کفایت نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ تمام عمر بھی روزے رکھے۔[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسلام کی بنیاد اور مضبوط رسیاں تین چیزیں ہیں جن پر دین اسلام کی عمارت تعمیر فرمائی گئی ہے۔ جس نے ان میں سے کسی کو بھی ترک کر دیا اس نے ان کا انکار کر دیا اور اس کا خون بہانا (حاکم وقت

---

(1)... البقرہ: 183

(2)... سنن ترمذی، ج:1، الرقم:701

کے لیے) حلال ہے۔

1. لا الہ الا اللہ کی شہادت
2. فرض نماز اور
3. رمضان کا روزہ۔[1]

سرکار عالی وقار، شفیع روز شمار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نیند فرما رہا تھا کہ دو شخص (فرشتے) میرے پاس آئے، انھوں نے مجھے کندھوں سے تھاما اور ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے کر پہنچے۔ کہنے لگے: اس پر چڑھیں۔ میں نے کہا: میں نہیں چڑھا سکتا۔ عرض کرنے لگے: ہم آپ کے لیے اسے آسان کر دیتے ہیں۔ پھر میں چڑھ گیا، جب پہاڑ کے درمیان پہنچا تو اچانک میں نے سخت آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ وہ بولے: یہ اہل نار کی چیخیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا۔ میں ایسی قوم کے پاس پہنچا جن کو ایڑھیوں کے ساتھ لٹکایا گیا تھا۔ ان کے جبڑے کھلے ہوئے تھے اور جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ ایک نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزے افطار کر لیا کرتے تھے۔[2]

سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں فرض فرمائی ہیں۔ جس نے ان میں سے تین پر عمل کیا تو وہ اسے کسی کام نہ آئیں گی جب تک وہ ان تمام کو ادا نہ کرے۔ نماز، زکوۃ، رمضان المبارک کے روزے، بیت اللہ کا حج۔[3]

---

(1)... الترغيب و الترهيب، ج:1، ص:403

(2)... ايضاً

(3)... الزواجر، ج:1، ص:623

روزہ چھوڑنے کی رخصت:

جان بوجھ کر ماہ رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرنا سخت گناہ ہے۔ مگر بعض مجبوریوں کی بنا پر روزہ ترک کرنا جائز ہے۔ مگر بعد میں وہ روزہ رکھنا ہو گا۔

مسئلہ: سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک و اکراہ و نقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔

مسئلہ: سفر سے مراد سفر شرعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو، اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔

مسئلہ: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔

مسئلہ: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔

مسئلہ: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہو گئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔

مسئلہ: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں میں رکھ سکے گا تو اب افطار کرلے اور اُن کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔[1]

---

(1)... بہارشریعت، ج:1، حصہ پنجم

روزے رکھنے کی فضیلت

نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں (قید کر دیا) جاتا ہے۔[1]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل سوائے روزہ کے اس کے لیے ہوتا ہے۔ (لیکن روزہ) وہ میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔[2]

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے، قیامت کے دن اس میں سے صرف روزہ دار داخل ہوں گئے۔ ان کے علاوہ کوئی اور (اس دروازے سے جنت میں) داخل نہیں ہو گا۔ (قیامت کے دن) کہا جائے گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار اس دروازے میں سے (جنت میں) داخل ہوں گے۔ جب ان کا آخری فرد بھی داخل ہو جائے گا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی شخص اس (دروازے سے جنت میں) داخل نہیں ہو سکے گا۔[3]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے

---

(1)... صحیح مسلم، ج:2، الرقم:2392

(2)... صحیح مسلم، ج:2، الرقم:2600

(3)... ایضاً، الرقم:2606

ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس شخص جو جہنم سے دور کر دے گا۔ یہ دوری اتنی ہو گی کہ کوا اپنے بچپنے میں اڑنا شروع کرے، پھر مسلسل اڑتا رہے حتیٰ کہ بوڑھا ہو کر مرے اور اس دوری کو طے کر سکے۔[1]

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے ایک دن کا روزہ رکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان اتنی چوڑی خندق بنا دے گا، جتنی آسمان اور زمین کے درمیان چوڑائی ہے۔[2]

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے۔ آگ اس سے ایک سو سال کے فاصلہ تک دور ہٹا دی جاتی ہے۔[3]

ہمارے بزرگ روزوں کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ رمضان المبارک کے علاوہ بھی تقریباً سارا سال روزہ رکھتے اور رمضان شریف میں تو کسی صورت بھی روزہ نہ چھوڑتے۔ ایک دفعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کو رمضان المبارک میں شدید بخار چڑھ گیا۔ بخار کے دوران سردی بہت زیادہ لگتی اور پیاس بھی ناقابل برداشت ہوتی۔ یہ کیفیت تقریباً ایک ہفتہ رہی مگر ایسی صورت حال میں بھی آپ نے کوئی روزہ نہ چھوڑا۔

---

(1)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:389

(2)... ایضاً، ص:391

(3)... ایضاً

باب نمبر13

حج ادا نہ کرنے کا انجام

اللہ تعالیٰ نے جو احکام مسلمانوں پر فرض کیے ہیں اُن میں ایک حکم بیت اللہ شریف کا حج کرنا ہے۔ مگر بد قسمتی سے اب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد دنیا کی رنگینیوں میں مگن ہونے کی وجہ سے اس فریضہ کو ادا کرنے سے غافل ہے۔ استطاعت ہونے کے باوجود حج ادا نہ کرنے والا سخت گنہگار ہے اور اس کے لیے سخت وعیدیں ہیں۔

سرکار عالی وقار، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس سامان سفر اور سواری ہو جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچا دے پھر وہ حج نہ کرے، پس اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے بیت اللہ شریف کا حج ان کے لیے فرض ہے جو اس کی طرف جانے کی طاقت رکھتے ہوں۔[1]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وہ بندہ جس کے جسم و جان کو میں نے صحت سے نوازہ اور مال دولت میں اسے وسعت عطا فرمائی، اس پر پانچ سال گزر گئے۔ وہ میرے (گھر کی) طرف (حج کرنے) نہ آیا۔ ایسا شخص بڑا محروم ہے۔[2]

---

(1)... سنن ترمذی، ج:1، الرقم:791

(2)... الترغیب و الترہیب، ج:1، ص:476

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جسے کوئی ظاہری حاجت سخت مرض یا ظالم بادشاہ نہ روکے، پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج نہ کرے، نہ ہی مال کی زکوۃ ادا کرے، وہ موت کے وقت مہلت مانگے گا۔ اُن سے کہا گیا: مہلت تو کفار مانگیں گے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ کی کتاب میں ہے:

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ

اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔[2]

حج کی فضیلت:

استطاعت کے باوجود حج ادا نہ کرنے والوں کے لیے جہاں سخت سزاؤں کا بیان ہے وہیں حج کے بے شمار فضائل بھی ہیں اور حج کرنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًاؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ ا

---

(1)... الزواجر، ج:1، ص:635

(2)... المنفقون:10

للّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ

اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔[1]

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: اللہ پر ایمان رکھنا۔ پوچھا گیا: اس کے بعد کون سا ہے؟ جواب دیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا: پھر کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: مقبول حج۔[3]

نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس گھر (بیت اللہ) تک آئے اور اس دوران کوئی بیہودہ بات نہ کرے، کوئی گناہ نہ کرے تو وہ اس حالت میں (گناہوں سے پاک ہو کر) واپس لوٹتا ہے جیسے (اس دن تھا) جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔[4]

سرکار عالی وقار ﷺ نے ارشاد فرمایا: فریضہ حج ادا کر، اس لیے کہ حج گناہوں کو

---

(1)... آل عمران:97

(2)... البقرہ:196

(3)... صحیح مسلم، ج:1، الرقم:156

(4)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:443

یوں دھوڈالتا ہے جیسے پانی میل کو۔[1]

تاجدار کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حاجی بخش دیا جاتا ہے اور جس کے لیے حاجی مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔[2]

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حاجی اہل خانہ میں سے یا فرمایا: اپنے اہل خانہ میں سے چار سو افراد کی سفارش کرے گا اور گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔[3]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی: الٰہی تیرے بندے تیرے گھر میں جب تیری زیارت کو آتے ہیں تو تو انھیں کیا اجر عطا فرماتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہر زائر کا مزور (جس کی زیارت کی جائے) پر حق ہوتا ہے۔ اے داؤد! ان بندوں کا مجھ پر (محض میرے فضل و کرم سے) یہ حق ہے کہ دنیا میں انھیں خیر وعافیت عطا فرماؤں اور جب ان سے ملوں تو ان کی مغفرت فرمادوں۔[4]

سرکار عالی وقار، شفیع روز شمار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ ایک دوسرے کے بعد کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں محتاجی اور گناہ کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کرتی ہے۔[5]

---

(1)... سنن ترمذی، ج:1، الرقم:789

(2)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:444

(3)... ایضاً، ص:443

(4)... ایضاً، ص:445

(5)... سنن ترمذی، ج:1، الرقم:789

اے بندہ خدا! حج نہ کرنے کی وعیدیں اور حج ادا کرنے کے فضائل تو تیرے علم میں آہی چکے ہیں اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر تمھارے پاس زادہ راہ ہے تو حج کرو، پس تو جلد از جلد حج کے فریضہ سے فارغ ہو جا کہ نہ جانے کب موت آجائے یا تو بیمار ہو جائے اور یہ اہم کام تجھ سے چھوٹ جائے۔

اے بندہ خدا! کاروباری مصروفیات، بچوں کی شادیوں کی مشغولیات میں مگن رہ کر تو اس فریضہ حج کو ادا کرنے میں تاخیر نہ کر کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کب سانسوں کی مالا ٹوٹ جائے اور تو اس دنیا سے بغیر حج کیے ہی چلا جائے۔ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اسباب مہیا ہو جانے پر) حج فرض ادا کرنے میں جلدی کرو اس لیے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اسے (مستقبل میں) کیا پیش آجائے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ساتھ بزرگان دین بھی فرض حج کے ساتھ نفل حج بھی نہایت ذوق وشوق سے کیا کرتے تھے۔

نبی رحمت، شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان سے پیدل ایک ہزار مرتبہ بیت اللہ شریف حاضر ہوئے اور کبھی کسی سواری پر سوار ہو کر نہیں آئے۔[1]

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے 55 بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح اور بھی بہت سے بزرگان دین کا کثرت سے حج کرنا منقول ہے۔ دور حاضر کے عظیم بزرگ مفسر قرآن، فاتح عیسائیت پیر ابو النصر منظور

---

(1)... الترغیب والترہیب، ج:1، ص:443

احمد شاہ علیہ الرحمہ 50 سے زائد بار حج بیت اللہ کی سعادت کرنے والوں میں شامل ہیں۔

عمرہ کرنے کی فضیلت:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔[1]

رمضان میں عمرہ کرنے کی فضیلت:

سرکار عالی وقار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک انصاری عورت سے دریافت فرمایا: تم ہمارے ساتھ حج کے لیے کیوں نہیں جارہی ہو؟ تو اس نے عرض کی: ہمارے پاس صرف دو اونٹ ہیں ایک پر میرا شوہر اور بیٹا حج کے لیے جارہے ہیں اور دوسرا اونٹ پانی لانے کے لیے یہیں چھوڑ کر جارہے ہیں تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آجائے تو تم (اس مہینے میں) عمرہ کر لینا۔ کیونکہ اس میں عمرہ کرنا (ثواب کے اعتبار سے) حج کے برابر ہے۔[2]

---

(1)... صحیح مسلم، ج:2، الرقم:3185

(2)... ایضاً، الرقم:2934

باب نمبر14

توبہ کے فضائل

اے بندہ خدا! یقیناً انسان سے بہت گناہ سرزد ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے لیے سخت وعیدیں بھی ہیں۔ مگر جو گنہگار اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں توبہ کرلے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہوں سے درگزر فرما کر اسے معافی عطا فرما دیتا ہے اور گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس قدر خوش ہوتا ہے کہ انسان اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ پس تو جلدی جلدی بارگاہ الٰہی میں توبہ کرلے۔ توبہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔[1]

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓىٕكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں (اصلاح کریں) اور ظاہر کردیں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان۔[2]

---

(1)...النور:31

(2)... البقرہ:160

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۷۰﴾ وَ مَنۡ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوۡبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی۔[1]

توبہ کی فضیلت پر احادیث:

رسول بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا دست رحمت پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن میں غلطی کرنے والا توبہ کرے اور دن میں اپنا دست رحمت پھیلاتا ہے تاکہ رات میں غلطی کرنے والا توبہ کرے۔ (اور ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا) جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔[2]

تاجدار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تم اتنے گناہ کرو کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمھاری توبہ قبول فرمائے گا۔[3]

رسول اکرم، شفیع معظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔[4]

---

(1)... الفرقان: 170 تا 171

(2)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:6860

(3)... سنن ابن ماجہ، ج:2، الرقم:4253

(4)... ایضاً، الرقم: 4255

رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس کا سانس نہ اکھڑ جائے۔[1]

سرکار مدینہ، قرار قلب و سینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اور پھر یہ دعا کرتا ہے۔ اے اللہ ! مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کا ارتکاب کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو اس کے گناہ کو بخش سکتا ہے اور اس کے گناہ پر گرفت بھی کر سکتا ہے۔ پھر وہ بندہ دوبارہ گناہ کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ اے میرے پروردگار! میرے گناہ بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو اس کے گناہ کو بخش سکتا ہے اور اس کے گناہ پر گرفت بھی کر سکتا ہے۔ وہ بندہ پھر گناہ کرتا ہے اور یہ دعا کرتا ہے۔ اے میرے پروردگار! میرے گناہ کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو اس کے گناہ کو بخش سکتا ہے اور اس کے گناہ پر گرفت بھی کر سکتا ہے۔ (اے میرے بندے!) تم جو چاہے عمل کرو میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔[2]

علامہ محمد صابر علی صابر اس حدیث کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: یہ فرمان عالی شان گناہوں کی اجازت دینے کے لیے نہیں بلکہ اپنی بخشش و رحمت کی وسعت ظاہر فرمانے کے لیے ہیں۔ یعنی اس طرح اگر بندہ لاکھوں بار گناہ کرنے اور ہر گناہ ہو جانے پر سچی

---

(1)... ایضاً، الرقم:4253

(2)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:6857

توبہ کرے کہ بوقت توبہ بندہ پھر گناہ نہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو میں بھی لاکھوں بار معافی دیتا جاؤں گا۔ یاد رہے توبہ کے ارادے سے گناہ کرنا سخت بُرا بلکہ کفر ہے کہ چلو کیا حرج ہے گناہ کرلو توبہ کرلیں گئے۔ یہ توبہ نہیں شریعت کا مذاق ہے اس ارشاد ربانی کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ توبہ کی برکت سے قوت گناہ ہی سلب کرلی جاتی ہے۔ پھر گناہ ہوتا ہی نہیں۔[1]

مدینے کے تاجور، سلطان بحر وبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندہ مومن کی توبہ کرنے سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ہلاکت خیز ویرانے میں ہو، اس کے ساتھ اس کی سواری ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان موجود ہو۔ وہ شخص سو جائے اور جب بیدار ہو تو پتہ چلے سواری کہیں چلی گئی ہے۔ وہ اسے ڈھونڈنے کے لیے نکلے اور جب اسے سخت پیاس محسوس ہو تو وہ یہ سوچے میں جہاں پہلے موجود تھا وہیں واپس چلا جاتا ہوں اور سو جاتا ہوں اور اسی حالت میں موت کا شکار ہو جاؤں گا۔ پھر وہ شخص موت کے انتظار میں اپنا سر اپنی کلائی پر رکھ کر سو جائے اور جب وہ بیدار ہو تو اس کی سواری اس کے پاس موجود ہو، جس پر اس کا سامان اور کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کے توبہ کرنے پر ایسے شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جسے اس کی سواری اور زادہ راہ مل جائے۔[2]

ایک دوسری روایت میں اتنا اضافہ ہے: وہ اس کی لگام پکڑ کر شدید خوشی کے عالم میں یہ کہے: اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔ یعنی خوش کی شدت

---

(1)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:509

(2)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:6827

کی وجہ سے غلط جملہ کہہ دے۔[1]

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے کے لوگوں میں ایک شخص نے ننانوے قتل کیئے۔ پھر اس علاقے کے سب سے بڑے عالم کے بارے دریافت کیا تو اسے ایک عبادت گزار کے بارے میں بتایا گیا وہ اس کے پاس آیا اور اس نے بتایا: کہ اس نے ننانوے قتل کیئے ہیں کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ اس راہب نے جواب دیا: نہیں۔ اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ یوں پورے سو ہو گئے۔ پھر اس شخص نے علاقے کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو ایک عالم شخص کی طرف اس کی رہنمائی کی گئی۔ اس نے دریافت کیا: اس نے 100 قتل کیئے ہیں کیا اس کے لیے توبہ کی کوئی گنجائش ہے؟ اس عالم نے جواب دیا: بھلا اس کے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ تم فلاں علاقے میں جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہوں گئے، تم بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنا اور اپنے علاقے میں نہ آنا کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔

وہ شخص روانہ ہو گیا جب وہ آدھے راستے میں پہنچا تو اسے موت نے آلیا۔ اس شخص کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا، رحمت کے فرشتوں نے یہ کہا: یہ شخص توبہ کر کے اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر کے آرہا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس شخص نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا۔ ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں ان کے پاس آیا انھوں نے اسے اپنا ثالث مقرر کیا۔ اس نے یہ فیصلہ

(1)... ایضاً، الرقم:6832

دیا: دونوں طرف کی زمین کی پیمائش کرو یہ دونوں علاقوں میں سے جس کے زیادہ قریب ہو گا اسی میں شمار ہو گا۔ انھوں نے اس کی پیمائش کی تو وہ شخص اس علاقے کے زیادہ قریب تھا جہاں کا قصد کیا تھا تو رحمت کے فرشتوں نے اسے حاصل کر لیا۔[1]

وعظ و نصیحت:

اے بندہ خدا! اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے، وہ اپنے بندوں کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک سانس ان کے حلق سے اکھڑ نہ جائیں۔ تجھے کس چیز نے روکا ہوا ہے کہ تو بارگاہ الٰہی میں توبہ کرے تو جتنا بھی گنہگار ہے تیرے گناہ جتنے بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو بڑے نہیں۔ دنیا کے اندر ایسے بھی لوگ تھے جو پہلے تو اپنی زندگی گناہوں میں بسر کرتے تھے۔ مگر جب توبہ کر کے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں مقام ولایت عطا کر دیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم اولیاء اللہ میں سے تھے۔ یہ ننگے پاؤں رہا کرتے تھے۔ مگر اس مقام پر فائز ہونے سے قبل یہ بہت بڑے شرابی تھے۔ جب توبہ کر کے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بلند مقام عطا کیا۔

---

(1)... ایضاً، الرقم:6878

باب نمبر15

جہنم کے احوال

جہنم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نافرمان بندوں کو عذاب دینے کے لیے پیدا کیا ہے۔ جہنم کی آگ تیز، گھاٹیاں تنگ و تاریک، سزائیں سخت اور اس میں طرح طرح کے عذابات ہیں جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتے۔ ہاں مگر اس کی کیفیت کی ایک جھلک قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ

بے شک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے۔[1]

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿٢٢﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا

بے شک جہنم تاک میں ہے، سرکشوں کا ٹھکانا، اس میں قرنوں (مدتوں) رہیں گے، اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ۔[2]

ان آیات کے علاوہ بھی قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر جہنم سے متعلق دل دہلا دینے والے احوال موجود ہیں۔

---

(1)... المدثر:35

(2)... البنا:21 تا25

رسول اکرم، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس (قیامت) کے دن جہنم کو لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔[1]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ جو آگ بنو آدم روشن کرتے ہیں یہ جہنم کی آگ کا سترہواں حصہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی: اللہ کی قسم یہی (دنیاوی آگ جلانے کے لیے) کافی ہے یارسول اللہ۔ تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس (جہنم کی آگ) کو اس (دنیا کی آگ) پر 69 گنا فضیلت عطا کی گئی ہے۔ جن میں سے ہر ایک کی تپش اس کے برابر ہے۔[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم لوگ دو عظیم چیزوں جنت اور دوزخ کو کبھی فراموش نہ کر بیٹھنا۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رونے لگے حتیٰ کہ ریش مبارک کی دونوں طرفیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جان ہے۔ اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم میدانوں کی طرف نکل جاؤ اور اپنے سروں پر خاک ڈال لو۔[3]

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک روز) حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ پہلے ایسے وقت میں نہیں آیا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا: کیا

---

(1)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:7034

(2)... ایضاً، الرقم:7035

(3)... الترغیب والترہیب، ج:2، ص:765

بات جبرائیل میں تمھارا رنگ اڑا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: اللہ نے مجھے حکم دیا تو میں آپ کی خدمت میں دوزخ میں پھونکنے کی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے آگ کا وصف بیان کرو اور جہنم کا پورا پورا ذکر سناؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض گزار ہوئے: اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہنم کے لیے حکم صادر فرمایا: تو اس میں ایک ہزار سال تک پھونکا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید پڑ گئی۔ پھر حکم دیا تو ایک ہزار سال تک پھونکا گیا تو آگ کا رنگ سرخ ہو گیا۔ پھر حکم فرمایا تو ایک ہزار سال تک اور پھونکا گیا یہاں تک کہ اس کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ لہذا اب وہ سخت سیاہ اور تاریک ہے۔ اس کے شعلے روشنی نہیں دیتے۔ (جیسے دنیا کی آگ کے شعلے روشنی دیتے ہیں) اور نہ اس کے انگارے بجھتے ہیں۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: اگر سوئی کے ناکے کے برابر جہنم کھل جائے تو زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے ہلاک ہو جائیں۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا۔ اگر جہنم کے نگران میں سے کوئی نگران اہل زمین کے سامنے ظاہر ہو جائے تو زمین کے باسی سارے کے اس کے چہرے کی بدصورتی اور اس کی بدبو سے مر مٹ جائیں۔

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا: اگر جہنم کی زنجیروں میں سے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا کوئی زنجیر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور سب سے نچلی زمین تک اُنھیں قرار نہ آسکے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: بس بس اتنا ہی بہت ہے جبرائیل کہیں میرا دل پھٹ نہ جائے اور میں انتقال نہ کر جاؤں۔

راوی فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل کی طرف دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: جبرائیل تم رو رہے ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ عظیم رکھتے ہو؟ وہ عرض گزار ہوئے: کیوں نہ روؤں، میں رونے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ شاید اللہ کے علم میں اس مقام پر نہ ہوں جس پر نظر آتا ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ کہیں میں اس آزمائش میں مبتلا نہ کر دیا جاؤں۔ جس میں ہاروت وماروت مبتلا کر دیئے گئے تھے اور کہیں اس مصیبت میں نہ مبتلا کر دیا جاؤں جس میں ابلیس گرفتار ہوا۔ حالانکہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے۔

چنانچہ دونوں روتے رہے یہاں تک کہ نداء فرمائی گئی: اے جبرائیل او رمحمد ﷺ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو اپنی نافرمانی سے معصوم کر دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تو آسمانوں پر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے تو انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: تم ہنس رہے ہو حالانکہ جہنم تمھارے پیچھے کھڑی ہے؟ تم اگر وہ جان لو جو مجھے معلوم ہے تو تم بہت تھوڑا ہنسو اور بہت زیادہ رویا کرو اور کھانا پینا حلق سے نیچے نہ اتار سکو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے بیابانوں کی طرف نکل جاؤ۔[1]

حضور تاجدار کائنات ﷺ نے کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اگر اس کی مثل سیسے کا گولہ آسمان سے زمین کی طرف گرایا جائے جو کہ 500 سال کی مسافت ہے تو رات سے پہلے زمین پر پہنچ جائے، لیکن اگر جہنم کی سرے سے

---

(1)... ایضاً، ص:766

ایک زنجیر لٹکا کر گرائی جائے تو 40 دن رات میں بھی اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔[1]

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بلا شبہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اگر ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے اور ستر سال تک گرتا چلا جائے تو بھی جہنم کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ کی قسم یہ (اتنی بڑی جہنم) تم سے بھری جائے گی تو کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو۔[2]

حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایک سیاہ و تاریک بادل پیدا فرمائے گا۔ پھر آواز دی جائے گی: اے اہل دوزخ! تمھیں کس چیز کی ضرورت ہے؟ وہ دنیا کے بادلوں کا تذکرہ کر رہے ہوں گئے۔ چنانچہ کہیں گئے: پانی کی تو اُن پر طوقوں کی بارش ہو گی جو اُن کے پہلے سے پڑے ہوئے طوقوں میں اضافہ کریں گے۔ زنجیروں کا مینہ برسے گا جو ان کی پہلی زنجیروں میں اور زیادتی کر دیں گئے اور انگارے برسیں گے جو اُن پر بھڑکیں گئے۔[3]

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک جہنم کے اندر سانپ ہیں جو اونٹوں کی گردنوں کے برابر ہیں ان میں سے کوئی ایک بار ڈس لے تو ستر سال تک اس کی گرمی (بندہ اپنے اندر) پاتا رہے گا اور دوزخ کے اندر ایسے بچھو ہیں جو پالان ڈالی ہوئی خچروں کے برابر ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ڈنگ مارے تو (آدمی) چالیس برس تک اس کا زہر محسوس کرتا رہے۔[4]

---

(1)... سنن ترمذی، ج:2، الرقم:482

(2)... الترغیب والترہیب، ج:3، ص:775

(3)... ایضاً، ص:777

(4)... ایضاً، ص:778

نور مجسم، سردار بنی آدم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ

اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔[1]

کے بارے میں ارشاد فرمایا: پیپ کا پانی کافر کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا، پھر جب قریب کیا جائے گا تو اس کا منہ بھن جائے گا اور اس کے سر کی کھال اس میں گر پڑے گی اور جب اسے پیئے گا تو اس کی آنتیں کٹ جائیں گی، یہاں تک کہ پچھلے راستے سے نکل پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ

اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔[2]

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَ اِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا

اور اگر پانی کے لیے فریاد کریں تو ان کی فریاد رسی ہو گی اس پانی سے کہ چرخ دیئے (پگھلے) ہوئے دھات کی طرح ہے کہ ان کے منہ بھون (جلا) دے گا کیا ہی برا پینا اور دوزخ کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ۔[3]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل جہنم پر بھوک ڈالی جائے گی۔ یہ ان

---

(1)... ابراہیم:16

(2)... محمد:15

(3)... الکہف:29

عذابوں کے برابر ہو گی جن میں وہ مبتلا ہوں گے ضریع کا کھانا دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے گا اور نہ ہی بھوک کو دور کرے گا۔ پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انھیں کانٹے دار کھانا دیا جائے گا۔ انھیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں گلے میں اٹکنے والے کھانے کو پانی سے نگل جاتے تھے۔ چنانچہ وہ پانی مانگیں گے تو لوہے کے کانٹوں کے ساتھ گرم پانی ان کی طرف پھینکا جائے گا۔ جب منہ کے قریب کریں گئے تو وہ بھن جائے گا۔ جب پیٹ میں داخل ہو گا تو پیٹ کی ہر چیز کو کاٹ دے گا۔

وہ کہیں گئے جہنم کے دربانوں کو بلاؤ۔ دربان کہیں گئے: کیا تمھارے پاس رسول واضح معجزات لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں کیوں نہیں۔ دربان کہیں گے: اچھا اب پکارو، مگر کافروں کی پکار بیکار ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ کہیں گے: مالک (داروغہ جہنم) کو پکارو، پھر وہ پکاریں گے: اے مالک! تمھارا رب ہمارا قصہ ختم کر دے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مالک ان کو جواب دے گا: تم یونہی رہو گے۔ اُن کی پکار اور حضرت مالک علیہ السلام کے جواب دینے میں ہزار سال کا وقفہ ہو گا۔ پھر وہ کہیں گے: اب اپنے رب کو پکارو کیونکہ تمھارے رب سے بہتر کوئی نہیں۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بد قسمتی غالب آگئی اور ہم گمراہ ہو گئے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نجات دے اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو بے شک ظالم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جواب دے گا: اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ اس وقت وہ ہر بھلائی سے نااُمید ہو جائیں گئے، چیخیں گے اور حسرت و افسوس کریں گے۔[1]

---

(1)... سنن ترمذی، ج:2، الرقم:480

باب نمبر16

جنت کے اوصاف

جنت کو اللہ تعالیٰ نے فرمانبر دار بندوں کے لیے پیدا کیا ہے۔ کوئی کافر یا منافق اس میں داخل نہ ہو گا۔ جنت کے اوصاف یہاں بیان نہیں ہو سکتے۔ مگر قرآن و حدیث کے اندر جنت کے کچھ اوصاف بیان کیے گے ہیں جنھیں ہم جنت کی ایک جھلک کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۙ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۚ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۚۖ﴿۵۴﴾

یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیز گاروں کا ٹھکانا بھلا، بسنے کے باغ ان کے لیے سب دروازے کھلے ہوئے، ان میں تکیہ لگائے ان میں بہت سے میوے اور شراب مانگتے ہیں۔ اور ان کے پاس وہ بیبیاں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں ایک عمر کی یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن۔ بے شک یہ ہمارا رزق ہے کہ کبھی ختم نہ ہو گا۔[1]

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ

---

(1)... ص:49 تا 54

يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے ہے اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں۔[1]

قرآن مجید میں جنت کے اوصاف پر ان آیات کے علاوہ اور بھی کئی آیات موجود ہیں۔ البتہ اب ہم اس پر کچھ احادیث پیش کرتے ہیں:

نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کی ہے۔ جس (کی مثال) کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نہیں سنی اور کسی انسان کے دل میں اس کا خیال نہیں آیا۔ (نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:) جن پر اللہ تعالیٰ نے تمھیں مطلع کر دیا ہے انھیں رہنے دو، پھر نبی مکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

کوئی نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے ان سے کیا چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے۔[2]

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کے کوڑا

---

(1)... محمد:15

(2)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:7005

رکھنے کے برابر جنت میں جگہ دنیا اور اس کے ساتھ اِس جیسی ایک اور دنیا سے بھی بہتر ہے اور تم میں سے کسی کی کمان کے برابر جنت میں جگہ دنیا اور اس کے ساتھ ایک اور دنیا سے بھی بڑھ کر ہے اور جنتی عورت کا نصیف دنیا اور اس جیسی ایک اور دنیا سے کہیں افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نصیف جنتی عورت کا ڈوپٹہ ہے۔[1]

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب کے دریا ہیں۔ پھر ان سے نہریں پھوٹتی ہیں۔[2]

سرکار عالی وقار ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوثر جنت کی ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں اور وہ موتیوں اور یاقوت پر چلتی ہے۔ اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار، پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔[3]

شہنشاہ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو بھی جنت میں داخل ہو گا اسے شجر طوبیٰ کے پاس لے جایا جائے گا۔ پھر اس کے لیے اس درخت کے خوشوں کے غلاف کھولے جائیں گئے۔ چنانچہ اپنی مرضی کا لباس ان میں سے لے لے گا، چاہے سفید، چاہے سرخ، چاہے سبز زرد اور چاہے تو سیاہ لے کر زیب تن کر لے گا۔ وہ لباس گل لالہ کی مثل صاف ستھرے اور خوبصورت ہوں گئے۔[4]

---

(1)... الترغيب والترهيب، ج:2، ص:852

(2)... سنن ترمذی، ج:2، الرقم:459

(3)... ایضاً، الرقم:1287

(4)... الترغيب والترهيب، ج:2، ص:826

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر جنتی کپڑوں میں سے کوئی کپڑا آج اس دنیا میں پہن لیا جائے تو جو اس کی طرف دیکھ لے، غش کھا جائے اور آنکھیں اس (چمک دمک) کو برداشت نہ کر سکیں۔[1]

حضور مالک بحر وبر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اہل جنت میں مرتبے کے لحاظ سے ادنی جنتی وہ ہو گا کہ اس کو (جنت میں) سات درجے عطا ہوں گے۔ وہ چھٹے درجے پر رہے گا اور ساتواں درجہ اس کے اوپر ہو گا۔ بلاشبہ اس کے تین سو خادم ہوں گے اور وہ صبح و شام تین سو کھانے کے پیالے لیے ہوئے اس کی خدمت میں پیش ہوا کریں گئے۔ (راوی کہتے ہیں:) مجھے یہی معلوم ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ پیالے سونے کے ہوں گے، ہر پیالے میں ایسے رنگ کا کھانا ہو گا جو دوسرے میں نہ ہو گا۔ ان میں پہلا پیالہ اتنا ہی لذیذ ہو گا جتنا آخری مزیدار ہو گا اور مشروبات کے لیے بھی تین سو برتن ہوں گے، ہر برتن میں ایسے رنگ کا شربت ہو گا جو دوسرے میں نہیں ہو گا، پہلا برتن اتنا ہی پر لطف ہو گا۔ جتنا دوسرا لذیذ ہو گا اور وہ جنتی عرض کرے گا: اے میرے رب اگر تو مجھے اجازت عطا فرمائے تو میں اہل جنت کو کھلاؤں، پلاؤں تو جو کچھ (تیرا دیا ہوا) میرے پاس ہے اس میں کچھ کمی نہ آئے۔[2]

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت میں درخت اتنا بڑا ہوتا ہے کہ کوئی سوار اس کے سائے میں ایک سو سال تک چلتا رہے تو وہ بھی اسے پار نہیں کر سکتا۔[3]

---

(1)... ایضاً، ص:827

(2)... ایضاً، ص:824

(3)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:7009

حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک اعرابی حضور ﷺ کی بار گاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: آپ کا وہ حوض کیسا ہے جس کا آپ بیان فرماتے ہیں؟ (یہاں تک روای نے حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا:) اس اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا جنت میں میوہ جات ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں ہیں۔ اس میں ایک درخت بھی جسے طوبیٰ کہتے ہیں یہ فردوس (جنت کا اعلیٰ حصہ) پر چھایا ہوا ہے تو اس نے عرض کی: ہمارے زمین کے کس درخت سے ملتا جلتا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: شجر طوبیٰ شام میں اگنے والے ایک درخت سے مشابہت رکھتا ہے جسے جوزہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک تنے پر بڑھتا جاتا ہے پھر اوپر جا کر پھیل جاتا ہے۔

اعرابی عرض گزار ہوا اس کی جڑ کتنی بڑی ہے؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اگر تمھارے گھر کے اونٹوں میں سے ایک بچہ چلے اور بوڑھا ہو کر گردن ٹوٹ جانے تک چلتا رہے تو بھی اسے طے نہیں کر سکتا۔ اس نے عرض کی: کیا جنت میں انگور بھی ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہاں ہیں۔ عرض کی: ان کے گچھے کتنے بڑے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ایک ماہ کا سفر ہے اس سفیر کوے کے لیے جو نہ تھک کر رکے، نہ راستہ سے اِدھر اُدھر بھٹکے اور نہ رفتار میں سستی کا مظاہرہ کرے۔ سائل نے عرض کیا: تو اس میں ایک دانہ کتنا بڑا ہو گا؟ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: کیا تمھارے باپ نے اپنی بکریوں میں سے کوئی بڑا بکرا ذبح کیا ہے۔ پھر اس کی کھال اتار کر تمھاری ماں کو دی ہے اور کہا ہے کہ اس کو رنگے اور کاٹ کر ایک ڈول بنا دے، جس سے ہماری مویشی پانی پیا کریں۔ وہ عرض گزار ہوا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ ایک دانہ (اس ڈول کے برابر ہے) مجھے اور میرے اہل بیت کو شکم سیر کر دے گا اور تمھارے خاندان کے تمام

افراد کو بھی۔[1]

رسول رحمت، قاسم نعمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنت میں مومن کا خیمہ ایک کھوکھلے موتی سے بنا ہوا ہو گا۔ جس کی لمبائی ساٹھ میل ہو گی۔ مومن کے اہل خانہ بھی اس میں رہیں گے۔ مومن اس کے پاس چکر لگائے گا۔ لیکن کوئی ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکے گا۔[2]

نبی رحمت، شفیع امت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جنتی عورتوں کی پنڈلیوں کی سفیدی ستر جوڑوں کے نیچے سے نظر آئے گی یہاں تک کہ پنڈلیوں کا گودا بھی نظر آئے گا۔ اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر اس میں دھاگہ ڈال کر باہر سے دیکھنا چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔[3]

سنن ابن ماجہ میں ایک طویل حدیث کا کچھ حصہ اس طرح ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم سورج کو یا چودھویں شب میں چاند کو دیکھتے ہوئے شک کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: یہ تو نہیں ہوتا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھنے میں شک نہ کرو گے۔ اس مجلس میں ایک شخص بھی ایسا نہ ہو گا جسے اللہ کا دیدار نہ ہو گا اور اللہ اس سے ہم کلام نہ ہو گا۔ بلکہ تم میں سے ہر ایک

---

(1)... الترغیب و الترہیب، ج:2، ص:819

(2)... صحیح مسلم، ج:3، الرقم:7028

(3)... سنن ترمذی، ج:2، الرقم:425

شخص کو ارشاد ہو گا: اے فلاں! کیا تو فلاں فلاں عمل کو یاد رکھتا ہے جو تو نے دنیا میں کیئے تھے۔ اس کو بعض لغزشیں بھی یاد دلائی جائیں گی ۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیا تو نے میرے گناہ معاف نہیں کیئے؟ جواباً ارشاد ہو گا: کیوں نہیں میری مغفرت کی وجہ سے ہی تو تو اس درجہ کو پہنچا ہے۔[1]

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے قول: جن لوگوں نے نیکی کی ان کے لیے بھلائی ہے۔ کے بارے میں فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا۔ تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک وعدہ ہے وہ کہیں گے: کیا اس نے ہمارے چہرے روشن نہ کیے اور ہمیں جہنم سے بچا کر جنت میں داخل نہ کیا وہ (فرشتے) کہیں گے: ہاں کیوں نہیں۔ پھر پردہ ہٹا دیا جائے گا (اور اللہ کا دیدار ہو گا) حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم خدا نے ان کو اپنے دیدار سے زیادہ کوئی محبوب چیز نہیں دی۔[2]

الحمدللہ 8 ربیع الاول 1434ھ کو یہ کتاب مکمل ہوئی۔

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

---

(1)... سنن ابن ماجہ، ج:2، الرقم:4336

(2)... سنن ترمذی، ج:2، الرقم:446

مآخذ و مراجع

- قرآن پاک، کلام باری
- کنزالایمان، الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، شبیر برادرز، لاہور
- صحیح مسلم، امام مسلم بن حجاج قشیری، شبیر برادرز، لاہور
- سنن ترمذی، امام محمد بن عیسی ترمذی، فرید بک سٹال، لاہور
- سنن ابی داؤد، امام ابی داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، ضیاء القرآن، لاہور
- سنن نسائی، امام احمد بن شعیب نسائی، فرید بک سٹال، لاہور
- سنن ابن ماجہ، امام محمد بن یزید القذوینی، فرید بک سٹال، لاہور
- موطا امام مالک، امام مالک بن انس، شبیر برادرز، لاہور
- مشکاۃ المصابیح، امام ولی الدین الخطیب، فرید بک سٹال، لاہور
- الترغیب والترہیب، حافظ ذکی الدین، ضیاء القرآن، لاہور
- کتاب الاثار، امام محمد بن حسن شیبانی، مکتبہ اعلی حضرت، لاہور
- الادب المفرد، امام محمد بن اسماعیل بخاری، پیغام القرآن، لاہور
- احیاء العلوم، امام محمد بن محمد غزالی، شبیر برادرز، لاہور
- کیمیائے سعادت، امام محمد بن محمد غزالی، شبیر برادرز، لاہور
- مکاشفۃ القلوب، امام محمد بن محمد غزالی، شبیر برادرز، لاہور
- منہاج العابدین، امام محمد بن محمد غزالی، اکبر بک سیلرز، لاہور

- کشف المحجوب، شیخ سید علی ہجویری، بابا پبلشرز، لاہور
- بحر الدموع، محدث عبد الرحمن ابن جوزی، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- عیون الحکایات، محدث عبد الرحمن ابن جوزی، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- بستان الوعظین، محدث عبد الرحمن ابن جوزی، فرید بک سٹال، لاہور
- المواعظ، امام محمد بن محمد غزالی، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- تذکرۃ الاولیاء، شیخ فرید الدین عطار، حمید بک ڈپو، لاہور
- قرۃ العیون، فقیہ ابو اللیث سمرقندی، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- الزواجر، امام احمد بن حجر مکی، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- الکبائر، امام محمد بن احمد ذہبی، فرید بک سٹال، لاہور
- نزھۃ المجالس، امام عبد الرحمن صفوری، شبیر برادرز، لاہور
- روض الریاحین، امام عبد اللہ بن اسعد یافعی، اکبر بک سیلرز، لاہور
- تنبیہ المغترین، امام عبد الوہاب شعرانی، مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
- الروض الفائق، شیخ شعیب حریفیش، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- الحقوق بطرح العقوق، امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- بہار شریعت، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، مکتبہ المدینہ، کراچی
- مفتی دعوت اسلامی، مکتبۃ المدینہ، کراچی
- توبہ کی روایات وحکایات، مکتبۃ المدینہ، کراچی